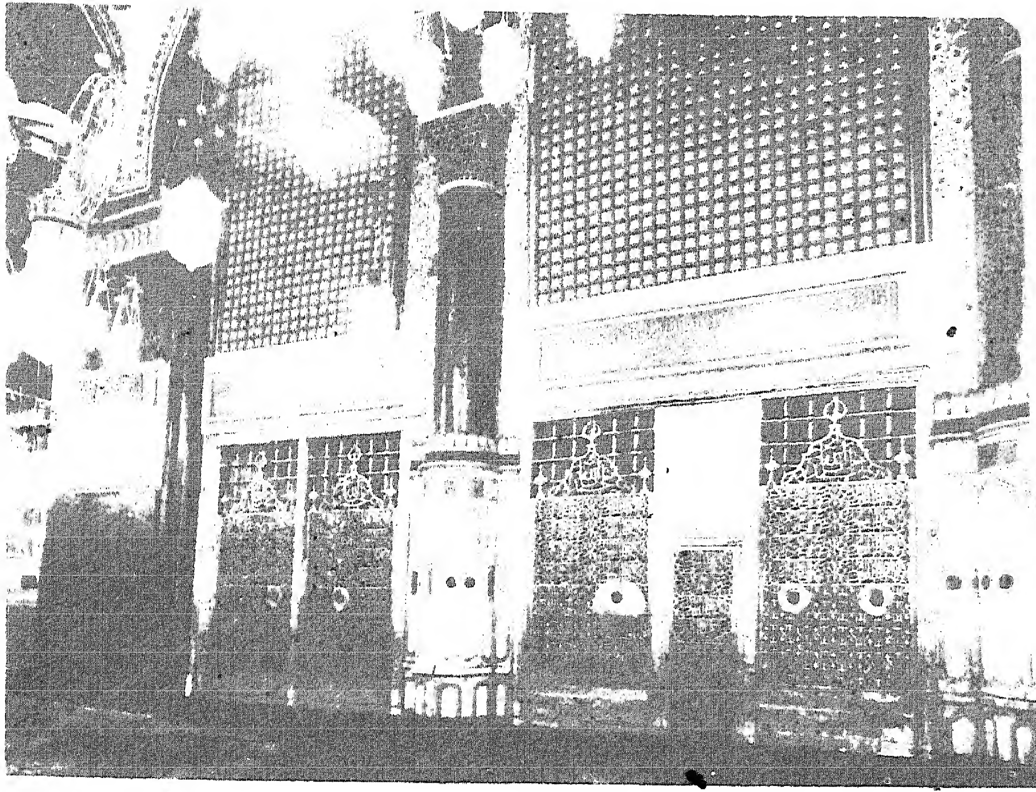


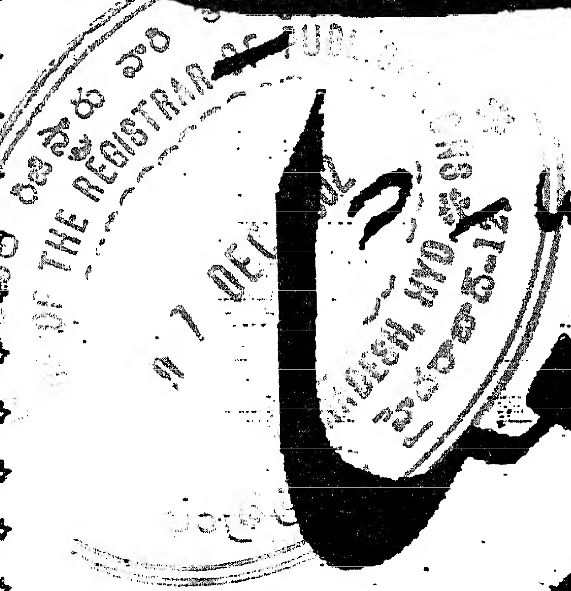
مواجہ شریف (مدینہ منورہ)



مزار حضرت مصنف (واقع بہ مسجد کریم اللہ شاہ، بیگم بازار۔ حیدر آباد)

(حضرت سیّدی غوثی شاہؒ)

غوثی



۹۲-۷۸۶

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (قرآن)

اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔

الحمد للّٰہ و المنّتہ وَ النّعت لِرَسُولہ الکریم سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ

کلامِ منظوم المسمّٰی بہ

طیّباتِ غوثی

بیانِ نعتِ احمدؐ سے معطر ہے دہن میرا
خدا منہ چوم لیتا ہے وہ شیریں ہے سخن میرا

پڑھوں نعت محشر میں رُک رُک کے غوثی
خدا بھی کہے کیوں رُکا کہتے کہتے

مصنفہ

مجدد الطریق کنز العرفان ابو الایقان

الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ قدس اللہ سرہ

بموقعہ بچاس سالہ یوم وصال حضرت غوثی شاہؒ

بتاریخ ۴ شوال ۱۴۲۳ھ م ۹ر ڈسمبر ۲۰۰۲ء بروز دوشنبہ، منعقدہ مسجد کریم اللہ شاہؒ، بیگم بازار

قیمت: Rs. 75/-

ترتیب و تبویب

مولانا غوثوی شاہ (نبیرۂ غوثی شاہؒ)

(خلف خلیفہ و جانشین الحاج حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ)

بہ حسن اہتمام:

○ الحاج شاہ مبشر احمد شاہد ○ الحاج شاہ فضل الرحمٰن خالد ○ کریم اللہ شاہ فاتح ○ اکرام اللہ شاہ اکرام
و ○ الحاج مولانا مشتاق احمد الہ نما شاہ اورنگ آباد (خلیفہ حضرت سعد اللہ شاہ صاحبؒ)

ناشر: ادارہ النور 16-3-845، چنچل گوڑہ، حیدر آباد۔

طباعت: اسماء پرنٹ روشن مسجد روڈ کراڑپورہ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

طیّباتِ غوثی

(6)

ہفتہ وار صدق — جدید لکھنو کی نظر میں ۔۔۔!

یہ ایک صاحبِ علم صوفی کے کلام کا مجموعہ ہے جس کا بیشتر حصہ نعتیہ ہے اور غزلیں بھی توحید و معرفت کے رنگ کی ہیں، وجد کے عالم میں کلام کا حدود کے اندر رہنا ذرا مشکل ہی ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ بعض مشاہیر و اکابر بے احتیاطی کی بدترین مثال قائم کر گئے ہیں۔ لیکن حضرت غوثی شاہ صاحب کا قلم حدودِ شریعت کے اندر ہی رہا ہے۔"

"صدق لکھنو"

نذر

جو اسم میں ممدوحِ ربّ العالمین محمدؐ رسول اللہ
رت میں خاتم النبیین، سیرت میں وانک لعلٰی خلق
ظیم حقیقت میں وما ارسلنک الا رحمتہ
للعالمین ہیں۔ انھیں کے حضور میں انہیں کا عطیہ، باطن
نہایت عجز و انکسار سے پیش ہے۔

وصل اللہ علیٰ نور کزو شد نورہا پیدا ______

فقیر غوثی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری

فللہ الحمد رب السموت و رب الارض رب العالمین

الٰہی غیب و ظاہر تو ہے ، جلوہ ہے عیاں تیرا
مکاں سے لا مکاں تک ہے نشاں اے بے نشاں تیرا

ہر اک ذرہ کا تو خالق ، ہر اک ذرہ کا تو مالک
زمین و آسماں تیرے ، یہ سب کون و مکاں تیرا

ترا انکار بن آیا نہیں کچھ دہریئے سے بھی
کہ تو ہی دہر ہے ، یہ دہر کیا ہے اک نشاں تیرا

اگرچہ عقل سے ، وہم و گماں سے تو ہے بالاتر
مگر وہم وگماں میں بھی یقیں ہے بے گماں تیرا

کسی کو کیا پتہ تیرا ، نہ دے خود علم تو جب تک
جو اپنی ذات کا جاہل ہو، کیا ہو رازداں تیرا

نظر آتا نہیں گرچہ ، تو ہر اک کی نگاہوں میں
تجسُّس ہے مگر ہر اک کے دل میں نہاں تیرا

تجھی سے تجھ کو پاسکتے ہیں تیرے فضل سے بیشک
نہیں تو عقل سے مشکل ہے پانا جانِ جاں تیرا

تجھی سے ہی تجھے سب ملتے ، انکار کرتے ہیں
کہاں معلوم یہ مخلوق کو سرِ نہاں تیرا

تری ہستی کا پر تو ہے جہاں میں جزو سے کل تک
ہماری آنکھ میں آئینہ خانہ ہے جہاں تیرا

تری تعریف کوئی کرسکے ، جب خود کوئی کچھ ہو
دل و جان و بدن تیرے ، دہن تیرا ، بیاں تیرا

ثناء الحمدللہ ، احدیت ، جب قل ہو اللہ ہے
تو غوثیؔ میں ہے کیا ، جلوہ عیاں تیرا نہاں تیرا

جل جلالہ



تری ذات تجھ سے ہے اے خدا تری شان جل جلالہ
نہیں تجھ سا کوئی ترے سوا تری شان جل جلالہ

تری کُنہہ کا ہو بیاں کیا ، تری ہستی کا ہو نشان کیا
نہیں واں گماں کو گماں ذرا تری شان جل جلالہ

ترا ضد نہیں ، تراند نہیں ، ترا ضد تو ہی تراند توہی
تو ہے لا شریک فقط ترا تری شان جل جلالہ

نہیں پاسکے تجھے کچھ خرد ، نہیں خود سے دیکھ سکے بصر
نہ سما سکے تجھے دوسرا تری شان جل جلالہ

ترا دو جہاں کو کھوج ہے ، ترا سب کے لب پہ ہے تذکرہ
ہے ہر ایک ذرے سے یہ صدا تری شان جل جلالہ

تو ہے ساتھ سب کے جمال سے ، تو جدا ہے شان جلال سے
یہ کرشمہ ادنی سا ہے ترا تری شان جل جلالہ

ترا نور دونوں جہاں میں ہے ، ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے
یہ جمال ہے ترا ظاہرا تری شان جل جلالہ

نہ تو لامکاں کا مکین ہے ، نہ تو بے نشاں کا نشاں ہے
تو ہی جانتا ہے ترا پتہ تری شان جل جلالہ

نہ تو باطن اور نہ ظاہرا تو ہی باطن اور تو ظاہرا
وہ ترا ہے کچھ ترا ماجرا تری شان جل جلالہ

ترا ذرے ذرے میں بھید ہے ، ترے سر کی سب میں نمود ہے
نہیں تجھ سا کوئی بھی دُوسرا تری شان جل جلالہ

یہ ہے اب تو غوثی کا ماجرا کہ وہ ہو ہی ہو میں ہے گم سدا
کبھی خود میں آیا تو بول اٹھا تری شان جل جلالہ

*****

نعت

ورفعنا لک ذکرک



بیان نعتِ احمدؐ سے معطّر ہے دہن میرا
خدا منھ چوم لیتا ہے وہ شیریں ہے سخن میرا

تمہارے ہجر میں یہ حال ہے شاہِ زمن میرا
کہ رو دیتے ہیں نقشہ دیکھ کر سب مرد و زن میرا

مجھے مستی جو رہتی ہے تو مولیٰ ہی کی رہتی ہے
بڑا ہوشیار ہوں مشہور ہے مستانہ پن میرا

مرا ہوں میں بڑا ارماں بھرا عشق محمدؐ میں
بڑے ارماں کا حسرت نے سیا ہے اب کفن میرا

ٹھکانا دوجہاں میں ہے کہاں آوارہ گردوں کا
عدم کہتے ہیں جس کو ایک ہے وہ بس وطن میرا

نگاہ لطف پر سرکار کی جیتا ہوں میں ورنہ
نہیں مجھ سا برا کوئی برا ہے وہ چلن میرا

بسائے ہیں جو میں نے داغ عشق مصطفےٰ دل میں
جسے کہتے ہیں رشک خلد ہاں یہ ہے چمن میرا

میں بے پروا ہوں عشقِ احمدؐ مرسل کے صدقے سے
بگاڑے گا بھلا کیا درد و غم ، رنج و محن میرا

ذرا سی جو جھلک سرکار کے جلوے کی دیکھی ہے
تو کیا کیا تکتے ہیں منہ آج ، شیخ و برہمن میرا

کلام اللہ کا قرآں ہے ، نور اللہ کا احمدؐ
یہی نغمہ دوعالم میں ہے بس سِرّ و عَلَن میرا

جو تنکے چُن رہا ہوں میں جو در عالی کے آنکھوں سے
جنوں بھی دنگ ہے یہ دیکھ کر دیوانہ پن میرا

یہ مانا آپ پر ظاہر ہے سب کچھ جو گزرتی ہے
ذرا مجھ سے بھی سن لو حال حضرت مِن و عَن میرا

گریباں چاک ہے کیا کیا نہ کچھ دامانِ وحشت کا
نبی کے عشق میں جو دھجیاں ہے پیرہن میرا

گراں پلہ دو عالم میں ہوں ، گو عاصی ہوں میں غوثی
یہ رتبہ ہے طفیلِ چار یار و پنجتن میرا



غُل ہُوا دیکھ کے محشر میں تڑپنا میرا
عشقِ احمدؐ میں ہوا حال تماشا میرا

اک جھلک دیکھی ہے سرکار کے جو جلوے کی
آج موسیٰؑ کہیں منہ تکتے ہیں کیا کیا میرا

نوکِ مژگانِ محمدؐ کا خیال آیا ہے
آج چھلنی ہُوا جاتا ہے کلیجا میرا

ہوں وہ پُر درد کے درد کو بھی ہے درد مرا
آہ رونے پہ بھی روتا ہے رونا میرا

جان تو پہلے نکلتے ہی گئی پیشِ حضور
طیبہ ، نہ رہا قبر میں لاشا میرا

حسرتِ دیدِ نبی میں جو مرا ہوں غوثی —
صدقے ہوتی ہے قضا دیکھ کے لاشا میرا

*****



ازل سے ہوں میں عاشق جس کے گھونگر والے بالوں کا
وہ دل ہے ، جان ہے جاناں ہے سب اللہ والوں کا
بنانا ان کو جو بگڑے ہوئے ہیں ایک مدت کے
یہ ادنی سا کرشمہ ہے رسول اللہ کے چالوں کا
حقیقت ساری کھل جائے گی محشر میں بتادیں گے
مزہ آجائے گا ان کے جوابوں کا سوالوں کا
خدا کا جلوہ عصیاں کی سیاہی دل میں یوں گویا
سیہ پردہ ہے بیت اللہ میں میرے انفعالوں کا
نہیں کرتے ، نہیں کرتے مسیحا بھی مسیحائی
سُنا ہے عشق احمد میں جو عالم میرے نالوں کا
محمد کا ہے نظارہ ، مرے دل اور آنکھوں میں
مزہ لیتا ہوں ، فرقت میں تصور سے وصالوں کا
سنائیں گے غزل یہ نعتیہ محشر میں ہم شوقی
نبی کے سامنے مجمع ہو جس دم عشق والوں کا



کھلا اب من رانی سے معمّا لن ترانی کا
محمد مصطفٰے تم راز ہو گنج نہانی کا
خدائی میری نظروں میں یہ ساری مصطفائی ہے
خلاصہ ہے یہ میری ایک بینی ایک دانی کا
عجب کچھ بے نشاں ہے وہ کہ ہے ہر اک نشاں اس کا
پتہ دیتا ہے پتہ پتہ اس کی بے نشانی کا
خدا ہے رتبہ داں اُن کا خدا ہے مدح خواں اُن کا
دو عالم کو کہاں مُنہ ہے نبی کی مدح خوانی کا

محمد کے قدوم پاک پر جانِ حزیں نکلے
نتیجہ کم سے کم نکلے یہ میری جاں نِشانی کا

نبیؐ کے حبّ میں رونے سے عمل نامے دُھلے غوثیؔ
بحمداللہ کیا اشکوں نے میرے کام پانی کا



پہلو میں میرے دل ہے احمد پہ مرنے والا
اور دم میرا دم ہے احمد کا بھرنے والا

مضطر کو چین آئے ، بے کل قرار پائے
دیکھے جو زُلف اُن کی کوئی بکھرنے والا

احمدؐ کا عشق چھوڑوں کافر نہیں ہوں ناصح
تُرشی سے یہ نہیں ہے نشہ اُترنے والا

آتی تھیں یہ صدائیں وقتِ ولادتِ شہؐ
اب نخلِ کفر کی ہے ، یہہ جڑ کترنے والا

پھروار تیغِ فرقت ، دل پر لگا ہے کاری
اب زخمِ دل ہے شاید کوئی ابھرنے والا

اُسریٰ کی شب یہ دیتے جبریل تھے صدائیں
سردارِ دو جہاں ہے اِس دم سنورنے والا

سارے جہاں کا سچا ہے قول کا یہ پکّا
جاناں نہیں یہ اپنا ہرگز مکرنے والا

اب یا نبی دکھادو روئے مبارک اپنا
ہوں عشق میں تمہارے جاں سے گزرنے والا

وُ دیکھ لوں میں جلوہ مولا کے صدقے ہوکر
غوثیؔ میں جان اپنی ہوں نذر کرنے والا

*****



محمدؐ اِدھر بھی ذرا دیکھنا ہمیں بھی او نور خدا دیکھنا
ہمارے دل و جاں ، کہ جانِ جہاں بتادو تم ہی تم کو کیا دیکھنا
مسیحا مسیحا کے جانوں کی جاں یہ کشتوں کو اپنے ذرا دیکھنا
نکلتا ہے دم حسرتِ دید میں ہمیں اب او دل کی دوا دیکھنا
تمہیں دیکھنے کو ترستے ہیں ہم ہے مضطر دلِ مبتلا دیکھنا
کلام خدا ہے ، کلام آپ کا ہے دیدِ خدا ، آپ کا دیکھنا
نگاہ کرم سے ہمیں دیکھ کر ہمارا یہ پھر دیکھنا دیکھنا
دل و دیں تمہارے حوالے ہیں سب بُروں کو کرم سے بھلا دیکھنا
خدا کے سواء اور تمہارے سوا کسے دیکھنا اور کیا دیکھنا
سکون جگر ہے ، سرورِ نظر جمالِ محمدؐ ذرا دیکھنا
ہے بلبل کا جینا گلوں سے مگر مری زندگی آپ کا دیکھنا

سگِ در ہے غوثیؔ حضور آپ کا
اسے پیار سے دیکھنا ، دیکھنا



پردہ وحدت میں محبوبِ خدا تو ہی تو تھا
لامکاں میں یا شہ ہر دوسرا تو ہی تو تھا
گنجِ مخفی میں ، او نور کبریا ، تو ہی تو تھا
باعث ایجاد عالم مصطفیٰؐ . تو ہی تو تھا
رہنمائی گمرہوں کی کرتے اُن کی کیا مجال
خضرؑ میرے خضرؑ کا بھی رہنما تو ہی تو تھا
غش تھے موسیٰؑ دیکھ کر جس کی تجلّی کی جھلک
ہم نے جانا طور پر جلوہ نُما تو ہی تو تھا

کوہ جودی پر لگی جاکر جو کشتی نوح ؑ کی
او خدا کے نور اُس کا ناخدا تو ُہی تو تھا

دیکھ کر خود کو جو بول اٹھا وہ اِنّی خالق
ہاں مرے مولا خدا کا آئینہ تو ہی تو تھا

جام وحدت سے کیا خوشیؔ کو بس مستِ الست
ساقیِ کوثر وہاں جُرعہ دیا تو ہی تو تھا

*****

وَاَحۡسَنَ مِنۡکَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَینِیۡ ۝ وَاَجۡمَلُ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدُ النِّسَآءُ

آپ کے جیسا حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا ۝ اور آپ کے جیسا خوبصورت کسی ماں نے پیدا نہیں کیا

(حضرت حسان بن ثابت)



جہان سب ہم نے چھان مارا حسین یکتا تمہیں کو دیکھا
مثال پائی ہر اک حسیں کی ، حضورؐ تم سا تمہیں کو دیکھا

کہیں جھلک سی تمہاری دیکھی ، کہیں سراپا تمہیں کو دیکھا
جدھر نظر کی قسم تمہاری ، تو میں نے ہر جا تمہیں کو دیکھا

جو ناز سے تن کے اُس نے پُوچھا کہ تم نے دیکھا ہے ہم سے اچھا
تو بول اٹھا تن کے ہر بن مو کہ تم سے اچھا تم ہی کو دیکھا

کہیں محجوب تم کو پایا ، کہیں پہ بے پردہ تم کو دیکھا
نظر تھی معنیٰ میں بھی تمہیں پر ، ہوئے جو پیدا تم ہی کو دیکھا

ہزار منت پہ جانِ عالم نقاب الٹی تو رخ سے ایسی
نگاہ لڑتے ہی چھپ گئے پھر ، حیا کا پتلا تم ہی کو دیکھا

کسی کے دل کے ہو مدعا، تم کسی کے مقصد، کسی کے ارماں
سما رہے ہو ہر اک کے دل میں، یہ سب کا جملہ تمہیں کو دیکھا

تمہارا ہے نام سب کے لب پر کھٹک تمہاری ہے سب کے دل میں
جہاں کے پیارے تمہیں ہو پیارے جہاں کا پیارا تمہیں کو دیکھا

اگر قیامت میں بھی وہ پوچھیں کہ میرا ہمسر کس نے دیکھا
تو سب سے پہلے یہ بول اٹھونگا تمہیں کو دیکھا تمہیں کو دیکھا

ہزاروں غم کی بلائیں غوثیؔ جو میں نے جھیلیں تو یوں وہ بولے
وفا میں ہم نے جو آزمایا ۔ وفا میں پورا تمہیں کو دیکھا



جو روئے احمد کے میم کا یہ ۔ اٹھاکے میں نے حجاب دیکھا
نظر نہ آیا سوا احد کے تماشہ کچھ بے نقاب دیکھا

تمہارے قدموں پہ یا محمدؐ ہمارے تن سے یہ جان نکلے
یہی تمنا ہے دل جلوں کی ۔ اسی میں دل کو خراب دیکھا

تمہاری فرقت میں یا محمدؐ ۔ ہیں جان و دل بے قرار میرے
خبر مسیحا مریض کی لو ۔ کہ اس کو سینہ کباب دیکھا

نقاب رخ پر سے پھر اٹھادو ۔ جمال اقدس ذرا دکھادو
تڑپ رہا ہے یہ نیم بسمل ۔ ہے جب سے روئے جناب دیکھا

نہیں ہے اب طاقت جدائی بڑھی ہے اب حد سے بے قراری
خبر لو غوثیؔ کی یا محمدؐ کہ حال اس کا خراب دیکھا

*****



محمدؐ پہ دل کیا مرا آگیا — مجھے زندگی کا مزا آگیا
محمدؐ کی جلوہ نمائی ہوئی — خدائی میں نورِ خدا آگیا
جو تھا نور پوشیدہ جانِ جہاں — وہی شکل احمدؐ لیا آگیا
بنے نور سے جس کے دونوں جہاں — وہ نورِ خدا مصطفیٰؐ آگیا
محمدؐ محمدؐ کہا رات بھر — تڑپنے کا دل کو مزا آگیا
یہ تھی سیر معراج ، محبوبِ حق — سرِ عرش دم میں گیا آگیا
ہماری نظر میں تو کچھ اور ہے — دو عالم کا مشکل کشا آگیا
جہاں منتظر جس کی آمد کا تھا — وہ محبوبِ حق آگیا آگیا
کلیجے میں آنکھوں میں رکھ لو اسے — کہ اللہ کا لاڈلا آگیا
خدائی تصدق میں جس کے بنی — وہ مولا شہ دوسرا آگیا
بتاکر قیامت میں غوثیؔ کہوں — مجھے جس نے مارا یہ کیا آگیا

*****

سیرِ معراج

میں معراج کا کیا ذکر سُبحان الذی اَسریٰ — بلانے آئے تھے جبرئیلؑ لیکن ساتھ وہ خُود تھا
عجب پرنُور شب تھی میمنت تھی عرشِ اعظم تک — مچا تھا غلغلہ عالم میں معراج محمدؐ کا
مسرت سے جلو میں ساری حوریں اور ملائک تھے — براتی انبیاء تھے اور محمدؐ مُصطفیٰؐ دولھا
حد احمد طے قوسین او ادنیٰ سے بھی آگے — یہ وہ تھے ، اور وہ یہ تھا ، مگر یہ عبد وہ مولا
وہ کہتا اُدن مِنّیٰ تھا کہ میں سو توُ ہے توُ سو میں — یہ کہتے یہ توُ کہہ لے میں سو میں اور توُ سو توُ آقا
اوسے دیکھا اسی کے نور سے یوں چشم حضرت نے — کہ مَازَاغَ الْبَصَرُ کے ساتھ ہی وہ مانطق بولا

تھا جسمِ عنصری حضرت کا یوں تو نور کی بجلی
مگر پھر بھی سواری پر گئے حضرت براق آیا

نہ تھا کوئی سِوا اُن کے نہ جانے جب سماں کیا تھا
انہوں نے اس کو دیکھا اس نے الفت سے انہیں دیکھا

عجب خلوت عجب وحدت عجب حیرت تھی کیا کہئے
ادھر تھے آپ تنہا اور اُدھر وہ آپ تھا تنہا

ہم سرگوشیاں تھیں رمزِ ما اوحیٰ بتاتا ہے
ہوئیں بخشائش امت کی باتیں جانے پھر کیا کیا

جو اپنے نور کو دیکھا بشانِ خاص حضرت میں
پڑھا صلِ علیٰ خود بھی فرشتوں سے بھی پڑھوایا

بھلا ہم کیا کہیں معراج کے اسرار اے غوثی
کہا سُبحان نے جب خود ہی سُبحان الّذی اسریٰ



وہ سجا احمدِ مختار تھا معراج کی شب
پُرضیا کوچہ و بازار تھا معراج کی شب

گلشنِ دہر میں آئی تھی بہار تازہ
گل ہر اک غیرتِ گلزار تھا معراج کی شب

ایک آئینہ تھا اک شخص تھا، دونوں اک تھے
کچھ وہ مضمون پُراسرار تھا معراج کی شب

ماہ بھی چہرہ انور کی جھلک سے تھا خجل
نورِ احمدؐ وہ ضیابار تھا معراج کی شب

دہن نقطہ موہوم میں احمد کے خفی
خوب اَحد شاہدِ دیدار تھا معراج کی شب

صدقے جبریلؑ تو اللہ تھا غوثی شیدا
وہ سجا احمد مختار تھا معراج کی شب



آج زوروں پہ ہے یہ دردِ جگر کیا باعث
لی نہ سرکارِ دوعالمؐ نے خبر کیا باعث

درد و غم میں یہ ہوئی رات بسر کیا باعث
خواب میں آئے نہ سرکار نظر کیا باعث

آگئی جانے کہیں جوش جنوں کو بھی قضا
نہ ہوا دشتِ مدینہ میں گذر کیا باعث

کھُل گئی ہے رگِ دل نشترِ غم سے شاید
آج خوں روتے ہیں یہ دیدۂ تر کیا باعث

یاد زلف و رخ انور نے کیا ہے بے کل
جی بہلتا ہی نہیں شام و سحر کیا باعث
اُن کی انگلی کی ادا چاند کے دل سے پوچھو
اک اشارے میں ہوا شق قمر کیا باعث
چُبھ گئی ہے کہیں سرکار کے مژگاں کی انی
کل نہیں دل کو مرے آٹھوں پہر کیا باعث
ہم کو اللہ و محمدؐ پہ ہے تکیہ واعظ
ورنہ کیوں رہتے یہ دوزخ سے نڈر کیا باعث
پھر کہیں ہجرِ محمدؐ میں کیا ہے نالے
دلِ غوثیؔ سے نکلتے ہیں شرر کیا باعث



وہ زار ہوں میں الفت شاہِ زمنؐ میں آج
گویا کہ جان ہی نہیں باقی بدن میں آج
جوش جنوں میں ہم نے اڑائیں وہ دھجیاں
ثابت نہیں ہے تار بھی اک پیرہن میں آج
نکلا ہے دم جو عشقِ محمدؐ میں شوق سے
خوشبو مہک رہی ہے، ہمارے کفن میں آج
پھر دیکھئے تو دیتے ہیں، جاں تم کو کتنے نذر
تشریف لایئے تو ذرا انجمن میں آج
جلوہ پڑا ان کے گر پڑے سجدہ میں سارے بت
کیا ہوگیا یہ بتکدۂ برہمن میں آج

اس سادگی پہ آپ کی ہے لوٹ دو جہاں
کیا جانے کیا ہو، بن کے جو نکلو پھبن میں آج

دیکھا ہے خواب میں جو جمال حبیب حق
پھولوں نہیں سماتا ہوں میں پیرہن میں آج

حُبِّ نبی کی مے ہے بڑھی مستی اُلستؔ
ملتا ہے تازہ لطف، شراب کہن میں آج

سرکار نے بلایا ہے طیبہ غلام کو
دم بھر بھی اب نہ ٹھہرینگے غوثیؔ وطن میں آج

*****

سیرِ کعبہ

کعبے میں بھی ہے گرمیٔ بازار محمدؐ — اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ

ہم اور سمجھتے تھے، یہاں اور ہی کچھ ہے — کچھ پردۂ کعبہ میں ہیں اسرارِ محمدؐ

سرکار کے پھیروں کے کیا کرتے ہیں پھیرے — ہے مدِّ نظر اپنے وہ رفتارِ محمدؐ

سرکار کے چومے ہوئے کو چومتے ہیں ہم — ہے پیش نظر وہ لب و رخسارِ محمدؐ

یاد آتی ہے ہر طوف کے ہر پھیرے میں ہم کو — رفتار محمدؐ کبھی گفتارِ محمدؐ

کعبہ کی سیہ پوشی یہ بے وجہ نہیں ہے — ہے پرتوِ گیسوئے طرحدارِ محمدؐ

ہر چیز میں ہر شکل سے جلوہ ہے نمایاں — ہے آٹھوں پہر آنکھوں میں دیدارِ محمدؐ

کونین لگائی ہوئی دُوکانِ نبیؐ ہے — اللہ خریدار ہے بازارِ محمدؐ

کھولو نہ اسے راز جہاں اس میں بندھا ہے — یہ بولتی ہیں زلف گرہدارِ محمدؐ

ہم نور ہیں، ہم نور ہیں، ہم نور ہیں، ہم نور — ہر رگ میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ محمدؐ

کیا اس کے سوا اور مجھے عزّ و شرف ہو
غوثیؔ ہوں میں اک بندۂ سرکارِ محمدؐ

*****



دل میں ہے خیالِ رخِ زیبائے محمدؐ ہے پیش نظر حسنِ تجلائے محمدؐ

جنت سے غرض مجھ کو نہ دوزخ کی ہے پرواہ شیدائے محمد ہوں میں — شیدائے محمدؐ

پوچھے جو خدا حشر میں کیا چاہیے تجھ کو کہدونگا کہ دیدِ رخِ والائے محمدؐ

کب تک یہ جدائی میں رہے دل مرا بیتاب کب تک دل مضطر سے صداہائے محمدؐ

سر جائے محبت میں تو جانے دو نہیں غم سر سے نہ جدا ہو مرے سودائے محمدؐ

اب دل یہ سنبھالے سے سنبھلتا نہیں یارب مضطر ہوں دکھادے رخِ زیبائے محمدؐ

غوثیؔ — مجھے پرواہ نہیں کچھ دونوں جہاں کی
زوروں پہ ہے وہ مستیِ صہبائے محمدؐ



لائینگے کچھ اب رنگ درِ پاک پہ جاکر
اب کھیلیں گے کچھ کھیل ہم اپنے کو مٹاکر

ہوجائیں گے سرکارؐ کے قدموں پہ تصدق
کردینگے فدا جان یہ سرکارؐ پہ جاکر

سر برہنہ پابرہنہ اور چاک گریباں
جاتے ہیں مدینہ کو یہ ہم حال اٹھاکر

مولا — نے کرم کرکے دکھائے قدم اپنے
ہم بگڑی ہوئی آتے ہیں آج اپنی بناکر

گرتا ہی تھا غش کھاکے میں — سرکار کے آگے
جبریلؑ نے تھاما وہیں ہاتھ اپنے بڑھاکر

سمجھونگا میں کل آگے خدا — کے تجھے واعظ
اچھا تو کہاں جاتا ہے دل میرا دکھاکر

ھُ سکتا نہیں جا سے مرا ضعف نہ پوچھو
ں بیٹھا ہے کچھ ایسا مرا صدمے اٹھاکر

جاں کہتی ہے حاضر ہوں جگر کہتا ہے خوش ہوں
دل کہتا ہے بس الفتِ احمدؐ میں مَراکر

ھ جا کہیں تا غم سے رہوں ہجر میں مدہوش
ے درد تو ہی درد کی کچھ میرے دوا کر

پوچھے جو خدا خلد میں تو ساتھ ہے کس کے
بتلاؤنگا حضرت کو وہیں ہاتھ اٹھاکر

نت میں نہ جاؤں جو نہ یہ حکم خدا ہو
ر کوئی روٹھے ہوئے غوثی — کو مناکر

*****

جشنِ میلاد ۔۔۔ عیدالاعیاد

سلامٌ علیہِ یَوم وُلِدَ ۝ (قرآن)



ہے چاروں طرف صلِ علیٰ آج کے روز
ئے پیدا وہ شہ ہر دوسَرا آج کے روز

گنجِ مخفی سے نکل آیا وہ لعل روشن
نور سے بھر گئے سب ارض و سما آج کے روز

رقے ہوتا ہے کوئی کوئی ہے قدموں پہ نثار
ں و جاں کرتے ہیں عشاق فدا آج کے روز

رقص کرتے ہیں یہ خوش ہو ہوکے سب وحش و طیور
سب کے منہ پر ہیں مبارک کی صدا آج کے روز

کنگرے گر پڑے کسریٰ کے محل کے چودہ
سر بتوں نے بھی ہے سجدہ میں رکھا آج کے روز

مثلِ مُردہ کے رہا وہ تنِ بے جان کی طرح
نہ دیا جس نے کہ سر اپنا جھکا آج کے روز

گونج اٹھی نامِ محمد کی دو عالم میں صدا
بھاگ کر ہے کہیں شیطان چھپا آج کے روز

لگ گئی آج وہ دمامۂ توحید پہ چوٹ
شانِ حق کفر زمانے کا مٹا آج کے روز

جو تھا باطن میں وہی آج ہوا لو ظاہر
رازِ اول کا یہ آخر ہے کھلا آج کے روز

جلوہ افروز ہوئے ہیں جو خدا کے محبوب
باغِ دنیا ہے بہت پھولا پھلا آج کے روز

دھوم دو جگ میں ہے یہ آمدِ شہ کی غوثی —
عید ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ آج کے روز



نذر لے جاؤں میں کیا احمدِ مختار کے پاس
نہیں جز درد کوئی اور دلِ بیمار کے پاس

ملک الموت یہاں جز تنِ خاکی کیا ہے
دل بھی ہے جاں بھی جگر بھی مرے سرکار کے پاس

شاہ ہیں شہ کی غلامی کے تصدق سے ہم
بھول کر بھی نہیں جاتے کسی زردار کے پاس

جنسِ عصیاں کو کیا نقدِ شفاعت نے قبول
ہوئی کھوٹی بھی کھری میرے خریدار کے پاس

نیک بتلاتا ہے ظاہر میں زمانہ مجھ کو
مجھ سا پرعیب نہیں ہے مرے ستارے کے پاس

منہ دکھاتے ہوئے شرماتا ہوں رحم اے مولا
اس توقع کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

ہوں غلام نبی شاہنشہ سے بڑھ کر غوثیؔ
سب شہنشاہ گدا ہیں مرے سرکارؐ کے پاس



ہجر احمدؐ میں فقط آنسو بہانے سے غرض
کام کیا دنیا سے ہم کو کیا زمانے سے غرض

دل سے اور جاں نے جگر سے مال سے اولاد سے
ہم کو مولا پر فقط قربان جانے سے غرض

قیس کے فرہاد کے وامق کے کیا قصہ سے کام
اپنے قصہ ہے ہمیں اپنے فسانے سے غرض

یا صبا لے جائے مجھ کو یا مجھے لگ جائیں پر
کوئی صورت ہو مجھے طیبہ کو جانے سے غرض

دیتے ہیں منہ مانگے ہم کو اپنے مولا ہیں سخی
کیا کسی کے ہم کو دینے اور دلانے سے غرض

جز درِ والا — نہیں منظور کچھ مولا ہمیں
کوچہ گردِ عشق کو ہیں بس ٹھکانے سے غرض

دردِ عشق احمدؐ مرسل بھی جاتا ہے کہیں
کام عیسیٰ سے مسیحا کو منانے سے غرض

ہم کو کیا غوثیؔ — شہ عثماں جو دنیا بھر کو دے
اپنے شہ کے آگے ہم کو ہاتھ اٹھانے سے غرض

*****

خُداحافظ



اب حُبِ محمدؐ کا سودا ہے خداحافظ
یہ جوشِ جنُوں مجھ کو اچھا ہے خداحافظ

مرگانِ محمدؐ کا ہے دل میں خیال آیا
اب درد کلیجہ میں ہوتا ہے خداحافظ

بیکل ہے تڑپتا ہے فرقت میں محمدؐ کی
کچھ اور مرے دل کا نقشہ ہے خداحافظ

ہے جوش محبت کا اور زور ہے وحشت کا
اب میں ہوں مدینے کا صحرا ہے خداحافظ

جان و جگر دل سب فرقت میں تڑپتے ہیں
بیتابی میں اب مشکل جینا ہے خداحافظ

ملنا کہ نہ ملنا ہے فرقت ہی میں مرنا ہے
جانے مری قسمت میں کیا کیا ہے خداحافظ

اب جینا بھی مشکل ہے ہمدم جو تھا وہ گُم ہے
پہلو میں بجائے دل پھوڑا ہے خداحافظ

پتھراگئی ہیں آنکھیں رخصت کی ہیں تیاری
دم ہونٹوں پہ اب میرے آیا ہے خداحافظ

آرام نہیں دم بھر اک لحظہ نہیں ہے کل
اب درد جگر بے ڈھب اٹھا ہے خداحافظ

سرکار کے قدموں پہ دم اپنا نکل جائے
ارماں یہ مبارک ہو اچھا ہے خداحافظ
الفت میں محمدؐ کی لاکھوں ہی سہینگے غم
غوثیؔ ــ ہیں فدائی ہم اپنا ہے خداحافظ



ہوگی مری حالت پہ یونہی نہ نظر کب تک
سرکار یہ فرمائیے یہ درد جگر کب تک
مرجاؤں میں ــ کیا یونہی حسرت میں تمنا میں
طیبہ میں مرا یارب ہوگا نہ گزر کب تک
فریاد میرے دل کی سُن لینگے کبھی مولا
ہوگا میرے نالوں میں آخر نہ اثر کب تک
دل اور جگر دونوں پہلو میں ہیں یہ زخمی
خوں روئینگے فرقت میں یہ دیدۂ تر کب تک
تشریف نہ لائینگے دل میں مرے کیا آقا
آباد نہ ہوگا یہ آخر مرا گھر کب تک
پہنچونگا کبھی تو میں ــ طیبہ میں بصد ارماں
ہوگا مرے مولا کے قدموں پہ نہ سر کب تک
اب جلد کرم کیجئے غوثیؔ ــ کو بلالیجئے
سرکار جدائی میں ہو یوں ہی بسر کب تک

*****



نور نبی میں کون ہے گر جانِ جاں نہیں
احولَ تجھے نظر ہی مگر بے گماں نہیں

سرکار کا کلام ہے اللہ کا کلام
اللہ کی زباں ہے نبی کی زباں نہیں

دیر و حرم کو شیخ و برہمن چلے ہو کیوں
آنکھوں سے میری دیکھو وہ کس جا کہاں نہیں

ہر رنگ میں ہیں اسکے ہی جلوے سمجھ کے دیکھ
پنہاں وہ کیا ہے اولؔ و آخرؔ عیاں نہیں

پردہ بھی آپ کا نہیں بے پردگی سے کم
ایسے نہاں ہو تم کہ عیاں ہو نہاں نہیں

جو جو چھپے ہیں اس کے وہ میں جانتا ہوں سب
وہ بے نشان بھی نہیں اور بانشاں نہیں

اے کاش مجھ سے پوچھو تو سرکارؐ مدعا
ارمان میرے دل میں بھی کیا کیا نہاں نہیں

غوثی — بھلا وہ جانے خدا اور نبیؐ کو کیا
جو بے شعور اپنا ہی خود رازداں نہیں

******

قال رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم
کیف حال یا غوثیؔ؟ (فقال) مِن فضلِکَ کرمِکَ یا سیّدی



تم خدا کے نور ہو ہم نے میاں جانا تمہیں
اب نہ کیجیے ہم سے پردہ ہم نے ہاں دیکھا تمہیں

حق کا تو ثانی نہیں کوئی مسلّم بات ہے
سب خدائی دیکھ لی پایا مگر یکتا تمہیں

جب تمہیں ڈھونڈا نہ پایا جز خدا کے اور کچھ
جب خدا کو ہم نے ڈھونڈا تو میاں پایا تمہیں

چھوڑ کر ہم بے کسوں کو ہوگئے خلوت نشیں
کیا غلاموں سے چھپے رہنا پسند آیا تمہیں

کاش اپنا دور ہی سے جلوہ دکھلاتے حضورؐ
دیکھ لیتے یہ تمہارے والہ و شیدا تمہیں

احمد بے میم بولیں یا کہیں نورِ احد
کیا کہیں تم ہی بتادو یا رسول اللہ تمہیں

شکر ہے پوچھا کہ غوثی — حال کیسا ہے ترا
سرفرازی بندہ پرور ہے خیال اس کا تمہیں



نور حق ہے احمد مختار میں ۔ دیدِ حق ہے آپ کے دیدار میں
عشق احمد میں جو نکلی دل سے آہ ۔ لگ گئی آتش کہیں گلزار میں
پھیر لیے دامن دُرِ مقصد سے سب ۔ جتنے آئے اس سخی سرکار میں
بخششیں صدہا ہیں اِک اِک بات پر ۔ لُوٹ ہے کیا رحمتی دربار میں
آگے ان کے جھکتے ہیں عالم کے دل ۔ ایسا خم ہے ابروئے خمدار میں
ہوگیا اُنگلیوں سے دو ٹکڑے قمر ۔ کاٹ ایسا ہے کسی تلوار میں
یا محمدؐ کی صدا ہے دمبدم ۔ درد ایسا ہے دل بیمار میں
جلوہ احمد پہ کہتا تھا خدا ۔ خوبیاں ہیں خوب اس دلدار میں
یا محمد جلوہ دکھلادو مجھے ۔ اب نہیں ہے تاب قلب زار میں

عشق احمد میں دیا غوثی — نے دم
غُل مچا ہے کوچہ و بازار میں

*****

○

آنکھوں کی صفت جس کی مازاغ بتلاتے ہیں
اس کو ہی وہ بے پردہ جلوہ بھی دکھاتے ہیں
مختار خدائی کے مطلق ہیں وہ یہ مانا
پر چاہتے ہیں جس کو مختار بناتے ہیں
کھوتا ہے خودی کو جو کہتے ہیں اسے ناداں
کیا لوگ ہیں ، دانا کو دیوانہ بتاتے ہیں
جو عشق میں حضرتؐ کے ارمان بھرا دل ہے
ہم ہجر محمدؐ میں روتے ہیں رُلاتے ہیں
براق لے آتے ہیں جبریلؑ امیں غوثی
سردار رسولوں کے عرش پہ جاتے ہیں

○

مشتاق ہے حق ، بے چین ہے دل ، اب مدح نبی کی سنانے دو
منہ چومے خدا دل ہو یہ فدا وہ نام تو لب پر آنے دو
گیسوئے نبیؐ کا دھیان ہے اب زنجیرِ گنہ کھڑکانے دو
سوئے قیامت جانے دو اور حشر میں دھوم مچانے دو
اب چین نہیں بے دیدِ نبیؐ حالت ہے بہت اب بگڑی ہوئی
اب پاس نبیؐ کے جاکے جو کچھ ہے حالِ جگر بتلانے دو
دہلیز پہ سر رکھ کر یہ کہوں مولا ہو ادھر بھی ایک نظر
اب بہر خدا دکھلادو قدم محروم نہ مجھ کو جانے دو
جاتا ہے تمہارے ہجر میں جی ، لو جلد خبر یا مولائی
لک روحی فدا امی و ابیؐ اب درد جگر بتلانے دو
اے شاہِ شہاں ، اے شاہِ رسلؐ او نور خدا اب لیجے خبر
غوثی کی تڑپ پر کیجے نظر اب جلد مدینے آنے دو

*****



بیکل ہے دل مرے سرکار خبر لو
مرتا ہوں میں او احمد مختار خبر لو

جاں لینے کو ہے ہجر کا آزار خبر لو
اب جلد او اللہ کے دلدار خبر لو

دکھلادو رخِ پاک خدا کے لیے مولا
زوروں پہ ہے اب حسرتِ دیدار خبر لو

اب یاس سے حسرت سے جدائی میں ہے نالاں
بے چین بہت ہے دل بیمار خبر لو

دم ہونٹوں پہ ہے جان نکلنے کو ہے آقا
اب آپ کے بیمار کی اک بار خبر لو

آوارہ و بے برگ گرفتار الم ہے
غوثی کی تمہارے مرے سرکارؐ خبر لو



دل وہ ہے جو دل نامِ محمدؐ پہ فدا ہو
دم وہ ہے جو دم الفتِ احمدؐ میں فنا ہو

عیسیٰ سے دوا عشق کے آزار کی کیا ہو
بڑھ جائے اگر درد تو ہاں دل کی دوا ہو

الفت ہے مجھے درد سے کچھ ایسی کہوں کیا
تسکین سے کہتا ہوں کہ چل یاں سے ہوا ہو

بیماری فرقت کہیں جاتی ہے دوا سے
سرکار کو دیکھوں تو ابھی مجھ کو شفا ہو

اللہ کا پیارا ہے وہ کیا پوچھنا اُس کا
سرکار پہ جو جان سے قربان گیا ہو

سرکار کے قدموں پہ نکل جائے اگر دم
صدقے ملک الموت ہو قربان قضا ہو

تربت ہو کہ محشر ہو جہاں ہو کہ جناں ہو
جس جا بھی رہیں نعت پڑھیں اور مزا ہو

تقدیر ہے اس شخص کی دیکھے جو نبی کو
سرکار کے دیدار میں دیدار خدا ہو

بے دیکھے یہ بے چینی یہ بیتابی ہے دل کو
دیکھیں تو خدا جانے کہ کیا حال ہو کیا ہو

کیوں صلِ علیٰ کا نہ اٹھے غل دو جہاں میں
اللہ کے خود لب پہ ہی جب صلِ علیٰ ہو

اللہ سے دلوائیے کچھ آپ بھی دیجئے
غوثی کا دوعالم میں کسی طرح بھلا ہو

*****



ظہور حق جہاں کی جانؑ تم ہو
عیاں سب میں خدا کی شان تم ہو

نہ مجھ سے پوچھو ترے کون ہیں ہم
میں صدقے دین تم ایمان تم ہو

تمھیں ہم جانتے پہچانتے ہیں
جہاں میں جلوہ گر ہر آن تم ہو

بتائیں کیا تمھیں کیا جانتے ہیں
ہمارے دل ، ہماری جان تم ہو

جتاتے ہو ہر اک صورت سے خود کو
ہر اک صورت میں پھر انجان تم ہو

تمہاری بات حق کی بات ہے یہ
مری جاں ! بولتا قرآن تم ہو

کرم کرتے ہو ہر اک پر کرم سے
بشر کی شکل میں رحمن تم ہو

تم ہی تم ہو جدھر میں دیکھتا ہوں
کیا جس نے مجھے حیران تم ہو

کیسے بولوں نظریں دل میں آئے
نظر میں دھیان میں ہر آن تم ہو

کہوں کیا چیر کر دیکھو کلیجہ
مرا مقصد مرا ارمان تم ہو

نہاں اک تم میں بے صورت ہے غوثی
اگرچہ شکل میں انسان تم ہو



نبیؐ کے عشق کی لذت دلِ رنجور سے پوچھو
تماشا درد کا آہ آشب دیجور سے پوچھو

جلن تن میں جگر میں سوز ، دل میں درد جاں مضطر
محبت کا مزا دل کے مرے ناسور سے پوچھو

انا الحق کی صدا تھی دار کی صورت میں پوشیدہ
مزا سولی پہ چڑھنے کا دلِ منصور سے پوچھو

جو آنکھیں ہوں تو صورت میں نبیؐ کی نور حق دیکھو
خدا کے نور کا عالم خدا کے نور سے پوچھو

تجلّی سے جلا ہے وہ یہ آتش سے محبت کی
مرے داغِ جگر کا حال کوہ طور سے پوچھو
ہے عشق احمد مرسل میں حال فقر زوروں پر
غم فرقت کی حالت غوثی مجبور سے پوچھو

*****

"مدینے سے واپسی"
"روضۂ نبوی کے پاس"



حرم سے ہوتے ہیں رخصت ہمیں یا مصطفیٰ دیکھو
ہمیں دیکھو ہمارے حال دل کو ہاں ذرا دیکھو
کرم فرمایئے مارے ہوؤں پر درد و حسرت کے
یہ دیوانوں کو اپنے یا نبی صبر خدا دیکھو
ذرا حجرے سے باہر لائیے تشریف یا مولا
کھڑے ہیں کتنے آوارہ تمہارے مبتلا دیکھو
یہ سچ ہے دیکھتے ہیں آپ یکساں ظاہر و باطن
ہمیں بھی تو نظر آکر ذرا پھر دیکھنا دیکھو
کہیں کیا رکھتے ہیں ارمان کیا کیا جی میں ہم اپنے
دل شیدا بتاتا ہے ذرا پوچھو ذرا دیکھو
کہیں کیوں الوداع اے مصطفیٰ ہم آپ کو ہاں ہاں
ہمارے جان و دل میں آپ ہیں صلِ علیٰ دیکھو
نگاہوں میں خیالوں میں تمہیں ہو سید والا
تمہیں مقصد ہمارے اور تمہیں ہو مدعا دیکھو
رفیقو! ہاں کرو جلدی نہ اب تھم تھم کے رخصت ہو
بجا لاؤ سلام اور پھر چلو ٹھہرو ذرا دیکھو

سلام اے سیدؐ و آقا مبارک حجرہؐ والا
غوثی سے کیجیے؟ رخصت غلاموں کو شہا دیکھو
نہ باہر آؤ حجرے سے وہیں سے جلوہ دکھا لادو
ذرا اندر سے ہی پردے کو تم اپنے اٹھا دیکھو
تمہارا کمترین بندہ ہے غوثی — یا رسولؐ اللہ
عنایت اس پہ رکھو یا محمد مصطفیٰؐ دیکھو

*****

وَقُولُوا۔ اُنْظُرْنَا (قرآن)

(اور پیغمبر صلعم سے اس طرح ادباً کہو "یارسول اللہ صلعم ہم پر نظرِ کرم کیجیے")

استدعائے نظر



ادھر بھی اک نظر مولا محمد رسولؐ اللہ
میں دل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسولؐ اللہ

مرے دل میں مری جاں میں تمہیں ہو یارسولؐ اللہ
میں قرباں تم پہ ہوں شاہا محمد رسولؐ اللہ

یہ کہہ کر جھومتا ہوں آپ کی الفت میں مستانہ
محمد رسول اللہ محمد رسولؐ اللہ

نہ ہوتے آپ مولا گر خدا ہوتا کہاں ظاہر
کہ نورِ حق ہو تم آقا محمد رسولؐ اللہ

خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدہ دل سے
نہ پایا ایک بھی تم سا محمد رسولؐ اللہ

خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں
وہ دیکھے آپ کا جلوہ محمد رسولؐ اللہ

جمال لا الہ الا اللہ دیکھتا ہے وہ
ہے جس کے آگے آئینہ محمد رسولؐ اللہ

وہ اپنی سیرِ باطن سے جو نکلا سیرِ ظاہر کو
بنا الحمدللہ کیا محمد رسولؐ اللہ

بھلا کیا شے ہے غوثی جو نمود و بود میں آئے
یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمد رسولؐ اللہ

*****



جلوہ دکھلاؤ خدا کے واسطے — بے دلوں کو اب نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے

ستا ہے ،نکلتا ہے بڑی حسرت سے دم — مر رہا ہوں بس نہ ترساؤ خدا کے واسطے

انو ر دکھا دو رحمۃ للعالمینؐ — بے کسوں پہ رحم اب کھاؤ خدا کے واسطے

ن عشق احمدؐ کی مجھے دیوانگی — مجھ کو غم خوار و نہ بہلاؤ خدا کے واسطے

روتے ہیں جان و دل جگر سب زار زار — میرے مولا اب نہ رلواؤ خدا کے واسطے

نظر آنا نہیں سرکار کو منظور اگر — تو کبھی رُویا میں ہی آؤ خدا کے واسطے

دم نہ دے بے چین ہوکر یاس میں شوقیؔ کہیں
آج مولا جلوہ دکھاؤ خدا کے واسطے



اوُ مبارک سونے والے خواب گاہ ناز کے
اک نظر ہم پر بھی ہم صدقے ترے انداز کے

جس نے دیکھا مجھ کو دیکھا اس نے حق کو بے گماں
ہاں اشارے ہیں یہ تیرے دیدہ غماز کے

دیکھ کر سدرہ کے آگے تیری رفعت یا نبی
بول اٹھا جبریلؑ میں صدقے تری پرواز کے

جان سے دل فدا ہیں سوختہ ساماں ترے
تنگ ہیں ہاتھوں سے گرچہ چرخ فتنہ ساز کے

حال دل ہم سے بھی سن لو رحمۃ للعالمین
ہم نے مانا سب کھلے پردے ہیں تم پر راز کے

نور سے تیرے ہوئی دونوں جہاں کی ابتدا
انتہا پر ہوش گم صدقے ترے آغاز کے

اب ذرا حال غریباں دیکھ کر کہدے نعم
تاکہ کچھ تسکیں ہو سننے سے تری آواز کے

جانتے ہیں تجھ کو ہم خلوت نشینی کو تری
پر کریں کیا قفل ڈالے تو نے منہ کو راز کے

شکر ہے رونے پہ میرے مسکرا کر یوں کہا
ڈھنگ ہیں غوثیؔ نرالے تیرے سوز و ساز کے



کس طرح سے پکارے تمہیں کیا کہا کرے
دیکھا ہو جس نے آپ کو مولا وہ کیا کرے

ناموں سے ہے حضور کہ قرآں بھرا ہوا
کس نام سے حضور غلام التجا کرے

سب نام ہے حضور کہ حق کے کہے ہوئے
کیسے خطاب حق کو یہ بندہ ادا کرے

موقوف اک دو نام پہ حق نے کیا نہ خود
بندہ تمہیں حضور کہو کیا کہا کرے

طاقت نہیں غلام جو مولا کا نام لے
بے نام کس طرح جئے ہائے کیا کرے

و فنا رہوں جو محمدؐ کا نام لوں
میری زباں خدا کی زباں ہو خدا کرے

تن آپ کا دل آپ کا ہے جان آپ کی
غوثیؔ کے پاس کیا ہے جو تم پر فدا کرے



نظر اک ادھر بھی او مدینے والے
تیری رحمت کے سوا ہم نہیں جینے والے

جم کو کہیں خاطر میں وہ لاتے ہیں بھلا
جو تیرے کوثر الفت کے ہیں پینے والے

خواب میں بھی نہ نظر آئیں تو شاہا یہ کہو
اب جئیں کیسے تمہیں دیکھ کر جینے والے

بحر غم سے نہیں ڈرتے ہیں فدائی ہم ہیں
رحمت احمد مرسل کے سفینے والے

شیخ اکبر کے تصدق سے طفیل احمد
آج عرفان کے غوثیؔ ہیں خزینے والے

*****



بلوا کے دکھا نقشۂ زیبائے مدینہ
صدقے ترے او مرے آقائے مدینہ

ہر سانس میں ہر دم مرے احمدؐ کی صدا ہے
اور سر نیں بھرا ہے مرے سودائے مدینہ

اک لحظہ بھی دل کو نہیں کل ہجر نبی میں
کہتا ہوں جگر تھام کے اے ہائے مدینہ

جنت کو کروں طیبہ پہ سو بار تصدق
آرام ہیں جس جائے ہیں مولائے مدینہ

آتی ہے نظر، آنکھ جدھر پڑتی ہے میری
آنکھوں میں بسی ہے مری وہ جائے مدینہ

اللہ کی رحمت کے نظر آتے ہیں جلوے
کیا پیارا تماشہ ہے تماشائے مدینہ

نقشہ مری آنکھوں میں مدینے کا کھنچا ہے
دل میں لئے پھرتا ہوں تمنائے مدینہ

ہوتا رہوں قربان میں سو شوق سے ہر دم
ہو پیش نظر روضہ مولائے مدینہ

کعبہ میں مرا لطف ہے یہ دید کے قابل
کرتا ہوں طواف آنکھوں میں ہے جائے مدینہ

آنکھوں سے میں چلتا ہوں بڑے شوق سے تن کے
ہے جوش جنوں اور صحرائے مدینہ

اب غوثی خستہ کی بہت خستہ ہے حالت
بلوالو اسے اوشہ والائے مدینہ



دل میں میرے ہے ترا عشق محبت تیری
میری نظروں میں ہے چہرہ ترا صورت تیری

ہم غریبوں پہ ہو للہ نظر رحمت کی
سب میں مشہور ہے مولائے رحمت تیری

دونوں عالم میں ہر اک جائے ہے جلوا تیرا
نظر آتی ہے ہر اک چیز میں صورت تیری

جان و دل دونوں کروں میں تیرے قدموں پہ نثار
مجھ کو ہوجائے اگر خواب میں رویت تیری

کام بن جائے دونوں عالم میں سراسر میرا
حال پر میری جو ہوجائے عنایت تیری

اب کرم کرکے مدینہ میں بلا پاس اپنے
کہ ستاتی ہے مجھے ہند میں فرقت تیری

ہے شب و روز یہ غوثی کی تمنا اب تو
اس کو حاصل ہو کسی طرح زیارت تیری

*****



محمدؐ کا آنکھوں میں اپنے مکاں ہے
ہر اک شے سے صورت کا نقشہ عیاں ہے

تمنائے دیدار کیسی کہ ہر دم
نگاہوں میں دیدِ نبیؐ کا سماں ہے

پھنسے ہیں دو عالم کے دل گیسوؤں میں
فدا روئے انور پہ سارا جہاں ہے

خدا کا تو ثانی نہیں کوئی لیکن
محمد سا دونوں جہاں میں کہاں ہے

ہم اس کے ہیں بندے ہم اس کی ہیں امت
کہ ہر ذرہ ذرہ میں جس کا نشاں ہے

کریں کیا فدا آپ پر یا محمد
یہ دل آپ کا ہے یہ آپ ہی کی جاں ہے

بھلا کس طرح ہو ہمیں خوفِ محشر
ہمارا نبی شافعِ انس و جاں ہے

محمدؐ کو کیا جانتا ہے تو عوثی —
میرا دین و ایماں میرا جان جاں ہے



خوب گلشن میں بہار آئی ہے
گل شگفتہ میں گھٹا چھائی ہے

غنچۂ دل ہے شگفتہ میرا
باغِ طیبہ سے ہوا آئی ہے

دیکھ کر جس کو خدا ہے شیدا
رخِ انور کی وہ زیبائی ہے

ہجرِ احمدؐ میں نکلتا ہے دم
جان اب لب پہ مرے آئی ہے

سیرِ جنت ہے اسے یثرب میں
جس کو تقدیر یہاں لائی ہے

سر سے طیبہ کو چلو اے عوثی —
دل میں گر شوقِ جبیں سائی ہے



رویا میں نظر زلفِ محمدؐ پہ پڑی ہے
مدت میں کہیں اب مری تقدیر لڑی ہے

کم مستیٔ عشقِ نبوی ہوتی ہے واعظ ؟
دلوانے یہ مئے تو مری گھٹی میں پڑی ہے

تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ نبیؐ کو
صورت یہ مرے دل کے نگینے میں جڑی ہے

جو لذّت الفت ہے مرے دل ہی سے پوچھو — اتنا ہے مزہ جتنی کہ یہ چوٹ کڑی ہے
دیکھو تو ذرا! مرنا مرا عشقِ نبی میں — سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن سی کھڑی ہے
ہر سانس میں احمدؐ کی صدا اُٹھتی ہے دل سے — واللہ یہ نایاب مرے دل کی گھڑی ہے

جاں غوثیؔ نے دی آج فقط عشقِ نبی میں
اتنی سی تو ہے بات مگر دھوم بڑی ہے



خدا کے پاس کیا ہے ، ایک ہُو ہے — جو کچھ بھی ہے نبی کے روبرو ہے
اسی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں — تجلی یار کی ہی چار سو ہے
احد کو پردہ احمد میں دیکھا — خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
نہیں ہوں میں ، نہیں ہوں میں ، نہیں ہوں — مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے
نکالے یار کو اب ڈھونڈھ کر ہم — وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
محمد پر فدا سو جان سے میں — یہ میرے یار کے بس ہو بہو ہے

نہیں غوثیؔ کو ہستی اور انا بھی
یہ نقشہ یار کا ہے ، سربسر ہو ہے

*****

وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃ (قرآن)



جنابِ رحمتِ عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے — خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہد و تم کو مبارک ہو — سلامت ہم کو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے
نکیریں آکے تربت میں مری یہ کہہ گئے واپس — اسے کیا پوچھتے ہو اس کو حضرت کا وسیلہ ہے
جو حق بھی خلد میں ہمراہ حضرت دیکھ کر پوچھے — اشارے سے کہوں حضرت سلامت کا وسیلہ ہے

میں بے پروا ہوں غوثیؔ وغدغہ سے دین و دنیا کے
دو عالم میں مجھے شہؐ کی عنایت کا وسیلہ ہے

*****

○

حضورؐ کی جو نظر ایک بار ہوجائے — تو پھر غلام بھی اک شہر یار ہو جائے
حضورؐ کے قدم پاک پر جو دم نکلے — ابھی سکون دلِ بے قرار ہوجائے
نظر کا تیر وہ دلکش ہے میرے مولا کا — خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہوجائے
مرے حضور کا نقش قدم جو دیکھے کہیں — تو جبرئیل تڑپ کر نثار ہوجائے
نکل کے روضۂ اقدس سے یاں بھی آجانا — مہک اِدھر بھی نسیم بہار ہوجائے
نبیؐ کے عشق میں آنکھوں سے ٹپکے جو آنسو — ٹپکتے ہی وہ درِ شاہوار ہوجائے
جو داغ عشق نبیؐ لے کے قبر میں جاؤں — چمک کے وہ وہیں خورشید وار ہوجائے
نبیؐ کے عشق میں ایسی بڑھے مجھے وحشت — کہ جامۂ ہستی کا یہ تار تار ہوجائے

جلوں میں آتش عشق نبیؐ میں یوں شوقیؔ
جگر بھی سینہ بھی دل داغدار ہوجائے

○

آنکھ سے کب اس کا جلوہ دور ہے — جس طرف دیکھو اُسی کا نور ہے
جلوۂ حق ہے محمدؐ کا ظہور — سب خدائی میں نبیؐ کا نور ہے
اب احمدؐ کی دیکھنا رحمت تمام — جلوۂ احمدؐ ظہور نور ہے
آپ ہی کچھ اک نہیں ہیں جبرئیلؑ — جس نے دیکھا شہ کو وہ مسرور ہے
اف کہتا تھا خدا معراج میں — آپ جو کہہ دیں مجھے منظور ہے
سف ہے واللیلُ ان کی زلف کا — کون کہتا ہے شب دیجور ہے
پاس ہے وہ، پاس سمجھے اُس کو جو — دور ہے اس سے جو سمجھا دور ہے
آگئیں کچھ یاد باتیں آپ کی — آج پھر بے کل دل رنجور ہے
آتش عشق نبیؐ میں ہے جلا — داغِ دل ہے یا چراغِ طور ہے
لب تک آئے وہ نہیں بیخود ہوں میں — دل میں میرے شورش منصور ہے
حق کی باتیں ہیں زبانی آپ کی — آپ کا قرآن میں مذکور ہے

عاشق احمدؐ اسے کہتے ہیں سب
آج کل شوقیؔ بہت مشہور ہے

***

مصیبت یہ فرقت میں کیا ہو رہی ہے
بڑی درد و غم کی جفا ہو رہی ہے

میں ہوں نزع میں لب پہ یا مصطفےؐ ہے
لو اب جان نذرِ خدا ہو رہی ہے

زبانِ ملائک پہ موقوف کیا ہے
خدا سے بھی صلِّ علیٰ ہو رہی ہے

درِ پاک پر مل رہا ہوں میں سر کو
نبی سے کچھ اب التجا ہو رہی ہے

یہ روضہ میں سوتے ہیں سرکارؐ چپ چپ
ارے دل پہ فریاد کیا ہو رہی ہے

نکلتا ہے دم دید کی آرزو میں
بس اب مصطفیؐ مصطفیؐ ہو رہی ہے

ذرا سے میں داں ہوگئے غش تھے موسیٰؑ
یہاں اقتربْ کی ندا ہو رہی ہے

محمدؐ محمدؐ زباں پر ہے جاری
مری جان تن سے جدا ہو رہی ہے

کھلا سر ہے ملتے ہیں لب ہاتھ اٹھے ہیں
وہ بیٹھے ہیں غوثیؔ دعا ہو رہی ہے

○

فرقت میں یا نبی یہ مریضوں کا حال ہے
تپ دل میں اشک آنکھوں میں جینا محال ہے

اب یا نبی نہ پوچھئے کیا میرا حال ہے
اک دل کے ساتھ درد ہے غم ہے ملال ہے

مرتے ہیں ہم تو ساتھ تمہارا خیال ہے
جیتے ہیں ہم اگر تو سدا عرض حال ہے

اے دردِ دل یہ شورِ مدینہ میں ہاں ! ادب
چُپ چُپ کے خواب میں نبیؐ ذوالجلال ہے

حسرت کے ابھرے ہوئے دل دور دور سے
ہونا فدا ادب سے نبیؐ پر کمال ہے

ناحق ہے بحث تیری کہ احمدؐ کو واعظا
بے میم کہتے ہیں یہ کمر کی مثال ہے

حسرت سے عشقِ احمدؐ مرسل میں جان دی
خاکِ مزار تک بھی مری پائمال ہے

ظاہر میں تنگدست ہوں باطن میں بادشاہ
حُبِ نبیؐ خزانہ ہے لشکر ہے مال ہے

کوثر حرام ہے جسے کیفِ نبیؐ نہ ہو
زاہد یہ مست عشقِ نبیؐ کو حلال ہے

گھائل ہوں تیغ ابروئے احمدؐ کا دیکھنا
دل ہے مرا سپر تو جگر میرا ڈھال ہے

شیرازہ دو جہان کی جلدوں کا کھل سکے
کُھلتا نہیں یہ زلفِ محمدؐ کا جال ہے

غوثیؔ ہزار جان سے کیونکر فدا نہ ہو
نورِ خدا حبیبِ خداؐ کا جمال ہے

*****



شوقِ دل اب سوئے محبوب خدا لے چل مجھے
ٹھوکریں کھائے صبا بھی یوں اُڑا لے چل مجھے

یا محمدؐ یا محمدؐ شوق میں کہتا رہوں
اے جنون ، عشق دیوانہ بنا لے چل مجھے

رات دن ہے بیخودی میں رو دئے احمدؐ کا خیال
جذبہ عشق نبیؐ بنکر ہوا لے چل مجھے

سارا رونا رو کے کہدوں گا حضورؐ پاک میں
آرزوئے دل بگولہ سا بنا لے چل مجھے

خاک صحرائے مدینہ منہ پہ مل کر عجز سے
رو کے مولا کو سناؤں مدعا لے چل مجھے

سر بھی رکھدوں ، تن بھی رکھدوں ، نذر کردوں جان تک
اے تمنائے نبیؐ تو پَر لگا لے چل مجھے

ہر قدم پر سجدۂ شکرانہ طیبہ میں کروں
اے مرے دردِ جگر کچھ تو ذرا لے چل مجھے

اک طرف دل لوٹتا ہو ، اک طرف میں جان دوں
اے مری مرگ مبارک تو ہی آ لے چل مجھے

کل نہ آئے جز محمدؐ کے بڑھے وہ بے کلی
حسرت دیدار وہ بے کل بنا لے چل مجھے

گر نہ جاؤں سامنے سرکار کے ، ہوں بے قرار
دیکھ اے بیتابی دل ، اب سنبھالے چل مجھے

سر درِ اقدس پہ رکھ کر سیدی یا راحم کہوں
دردِ دل اس دم سوئے نور خدا لے چل مجھے

مر نہ جائے حسرت دیدار میں غوثی کہیں
اب تو جذبِ عشق سوئے مصطفٰےؐ لے چل مجھے

★★★★★

واجعل لی نوراً ○ (حدیث)



بنا نور میں مصطفیٰ کہتے کہتے ۔۔۔ ملا حق سے صلِّ علیٰ کہتے کہتے

پھروں عشق میں احمدا کہتے کہتے ۔۔۔ مروں مصطفیٰ مصطفیٰ کہتے کہتے

سوا نام اقدس کے دل کو نہ کل ہو ۔۔۔ تڑپتا رہوں احمدا کہتے کہتے

لپٹتا ہے سینے سے رہ رہ کے ہر دم ۔۔۔ مچلتا ہے دل حسرتا کہتے کہتے

نہ تم نے خبر لی کبھی بے دلوں کی ۔۔۔ کوئی یا محمدؐ مرا کہتے کہتے

نکل جائے روحِ مقید قفس سے ۔۔۔ مدینے میں یا مصطفیٰ کہتے کہتے

تمنا ترستی ہے ارماں تڑپتے ۔۔۔ ہوئے چپ نبی ہم کو آ کہتے کہتے

لحد میں جو آئے گی یاد محمدؐ ۔۔۔ نکل آونگا مرحبا کہتے کہتے

بتاتا ہوں درد جگر کھول کر سب ۔۔۔ اٹھو یا محمدؐ بتا کہتے کہتے

الٰہی میں تڑپوں مدینہ میں جس دم ۔۔۔ نکل آئیں وہ کیا ہوا کہتے کہتے

اشارہ کروں حشر میں ہر قدم پر ۔۔۔ یہ دیکھو شفیعِ وریٰ کہتے کہتے

فراق محمدؐ میں شب بھر نہ سویا ۔۔۔ سحر ہوگئی مصطفیٰ کہتے کہتے

پڑھوں نعت محشر میں رک رک کے غوثی
خدا بھی کہے کیوں رکا کہتے کہتے

*****



مبارک رحمتِ عالم کے ہم دربار میں آئے
بکے تھے نام پر جس کے اسی سرکار میں آئے

دلِ شیدا وہ پھولا ہے نہیں جامے سماتا ہے
خوشی یہ ہے کہ کوئے احمد مختار میں آئے

کریں نغمے نہ کیوں ہم بلبلوں سے نعتِ احمدؐ میں
کہ کس ارماں سے اس فردوس کے گلزار میں آئے

گنہگارو بڑھو اور صدقے ہوکر جھولیاں بھر لو
کہ ہم قسمت سے اپنی اس سخی سرکار میں آئے

مرادیں آج منہ مانگی ملیں گی شاہِ عالمؐ سے
بڑی سرکار میں آئے بڑے دربار میں آئے

اُٹھانا رخ سے پردہ یا نبیؐ اب جلوہ دکھلانا
کہ دیدِ حق کی لذتِ آپ کے دیدار میں آئے

ادب سے رک گیا جب میں تو دی آواز حضرت نے
کہاں ہے عوثیؔ خستہ ، کہو دربار میں آئے

*****

آمد حضورِ کونینؐ

جہاں میں اب وہ نور خالق کون و مکاں آئے
مبارک مومنوں کو بادشاہ دو جہاں آئے
وہ آئے نور سے جن کے ہوئے دونوں جہاں روشن
ظہور ذاتِ حق آئے نشانِ بے نشاں آئے
وہ آئے جن کے آنے کے لئے سب انبیاء آئے
وہ آئے جن کے باعث بن کے یہ کون و مکاں آئے
وہ آئے جن کے آنے سے گئی ظلمت زمانے کی
وہ ماحی کفر کے توحید کے وہ ضوفشاں آئے
وہ آئے جن میں چھپ کر اور کھُل کر اُن کا خالق تھا
عجب سرِ نہاں آئے عجب رازِ عیاں آئے
وہ آئے فلسفیانِ زماں ہیں جن کے ابجد خواں
وہ عقلِ کل کے عقلِ کل وہ شاہ نکتہ داں آئے
وہ آئے جن کے پروانے بنیں گے عاشقانِ حق
وہ شمع حق ، چراغ نور ، جانِ عاشقاں آئے
جو تھے مقصود میں اول ، ظہور ذات میں آخر
وہ نورِ حق ، بشر کی شکل میں با عز و شاں آئے
بھکاری جن کے در کے ہونگے شاہانِ زمانہ بھی
وہ سلطانوں کے سلطاں ، بادشاہِ انس و جاں آئے
وہ آئے جن کے آنے کی بشارت خود خدا نے دی
جہاں میں رحمت للعالمین ، جانِ جہاں آئے
محمد مصطفےٰ ، محشر میں جب آئے یہ غل اٹھا
گنہگاروں کے حامی ، وہ شفیعِ عاصیاں آئے
فدا کیوں اپنے مولا پر نہ ہوں سو جان سے عوثیؔ
مرے سرکار میری روح ، میرے نورِ جاں آئے

*****



محمدؐ جس کو کہتے ہیں وہ جانانہ ہمارا ہے
مدینہ جس کو کہتے ہیں وہ میخانہ ہمارا ہے

ہماری زندگی موقوف ہے دیدار حضرت پر
وہ شمع نورِ حق ہیں ، حال پروانہ ہمارا ہے

ہماری آنکھ میں اس شاہد وحدت کا جلوہ ہے
خدا کا شکر کعبہ آج بت خانہ ہمارا ہے

صدا دیتا ہے ساقی ہمیں دے دیکھے پیمانہ
پیو تاحشر مستو دورِ پیمانہ ہمارا ہے

ہمارے دل میں ہے جلوہ فگن وہ صورت احمدؐ
بحمداللہ کہ اب آباد ویرانہ ہمارا ہے

اترتا ہے کہیں نشہ مے حُبِ محمدؐ کا
شراب عشق سے معمور میخانہ ہمارا ہے

ہمیشہ مست رہتے ہیں شراب عشق پی پی کر
مئے حُبِ نبیؐ سے رنگ مستانہ ہمارا ہے

خدا کے واسطے آؤ ذرا اب خواب میں مولاؐ
منور کیجئے تاریک کاشانہ ہمارا ہے

مجھے دربان نے روکا جب کہا سرکار نے ہنس کر
اِسے آنے دو یہ غوثیؔ ہے دیوانہ ہمارا ہے

*****

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (قرآن)

رحمتِ عالم



محمدؐ رحمۃ للعالمین ہے
محمدؐ بادشاہ مرسلینؐ ہے

محمدؐ خاتم کل انبیاؑ ہے
محمدؐ نور ربُّ العالمین ہے

محمدؐ جان ہے جانِ دوعالم
محمدؐ باعث دنیا و دیں ہے

خدا رحمٰن ہے دونوں جہاں کا
محمدؐ رحمتہ للعالمین ہے

محمدؐ کو بناکر حق یہ بولا
محمدؐ سا دوعالم میں نہیں ہے

محمدؐ کی عجب پیاری ہے صورت
کہ شیدا جس پہ صورت آفریں ہے

محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ
یہی وِردِ دل و جانِ حزیں ہے

محمدؐ پر فدا سوؔ جانِ غوثیؔ
یہ اُس کا جان جاں ، ایماں و دیں ہے

*****

سلام

سَلِّمُوْا تَسْلِیماً ○ (قرآن)

یایہاالذین آمنو اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوالعلم درجت واللہ بما تعملون خبیر ○ (قرآن) ۲/۲۸

* سلام علی عبادہ الذین اصطفی ○

(آداب مجلس کی مناسبت سے) اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو خدا تم کو کشادگی بخشے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان والے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

۲/۲۸

حسب مذکور آیت سے بموقعۂ سلام بحضور خیرالانامؐ " قیام " یعنی کھڑے ہونے کا جواز ثابت ہے (بدعت حسنہ)

*****

سلام عربی

حضرت غلام مصطفیٰ عشقی کا مقبول و مشہور سلام چونکہ اس کتاب کی پچھلی اشاعت میں چھپ چکا ہے اسی لیے یہاں بھی بطور تبرک آغاز میں درج کیا گیا ہے ، مخفی مباد کہ موصوف حضرت مولانا صحوی شاہ کے حقیقی پھوپھا بھی ہیں۔ اور یہ سلام حضرت غلام مُصطفیٰ عشقی صاحب کے پچھلے دیوان " محامد محمدی " میں درج ہے جو اس وقت سالار جنگ میوزیم کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

یَاشَفِیْعُ الْوَرٰی سَلامٌ عَلَیْکُ	یَا نَبِیُ الْھُدٰی سلامٌ علیک
خاتم الانبیا سلام علیک	سیدالاصفیا سلام علیک
احمد لیس مثلک اَحَد	مرحبا مرحبا سلام علیک
واجب حبک علی المخلوق	یاحبیب العلی سلام علیک
[أعظم الخلق] اشرف الشرفا	افضل الاذکیا سلام علیک
کشفت منک ظلمت الظلم	انت بدرالدجی سلام علیک
طالع منک کوکب العرفان	انت شمس الضحی سلام علیک
مھبط الوحی منزل القرآن	صاحب الاھتدا سلام علیک
انک مقصدی و ملجائی	انک مدعا سلام علیک
مطلبی یا حبیب لیس سواک	انت مطلوبنا سلام علیک
سیدی یا حبیبی مولائی	لک روحی فدا سلام علیک
ھذا قول غلامک عشقی	منہ یا مصطفی سلام علیک

*****



دل حزیں کا ذرا لو شہا سلام علیک　　ہماری جان ہے تم پر فدا سلام علیک
خُدا کے پیارے شہ دوسرا سلام علیک　　ہمارا لیجئے صبح و مسا سلام علیک
اُو دو جہاں کی رحمت ادھر بھی نظر کرم　　گناہگاروں کا کچھ ہو بھلا سلام علیک
چلے جو عرش پہ حضرت تو حوریں کہتی تھیں　　خدا کا پیارا ہے دولھا بنا سلام علیک
قریب پردۂ عظمت کے پہنچے جب حضرت　　تو کہہ کے آگیا باہر خدا سلام علیک
بنا کے آپ کو خود ، خود پہ ہوگیا مفتوں　　زبان حق پہ ہے صلِّ علیٰ سلام علیک
بلالو جلد کہ ہو بیقرار کو تسکین　　خبر لو غوثیؔ کی مولا ذرا سلام علیک



حضور سرور کون و مکاں سلام علیک　　خدا کے نور اُو جانِ جہاں سلام علیک
نبیؐ تھے آپ ابھی آب و گل میں تھے آدم　　او اصل کُل و شہ مرسلاں سلام علیک
غلام دُور سے آئے ہیں دیکھنا شاہا　　خبر غریبوں کی لینا میاں سلام علیک
وجود پاک سے آپنے ہیں نمود میں سارے　　تمہارے دم سے ہیں روشن جہاں سلام علیک
حضور آپ ہمیں دیکھتے ہیں صدقے ہم　　ذرا ہمیں نظر آنا میاں سلام علیک
دکھادو چہرہ انور کو رحمتِ عالم　　کہ مُضطرب ہے دلِ عاصیاں سلام علیک
ہمارا دین ہے دیتے ہو تم جوابِ سلام　　ذرا ہمیں بھی سنادو میاں سلام علیک
خدا نے کرکے نبوت کو ختم تجھ پر کہا　　تو ہی بتا کہ ہے تجھ سا کہاں سلام علیک
حبیبِ حق بھی ہو محبوب حق بھی شان خدا　　جہاں کی جان ہو تم جانِ جہاں سلام علیک
بُلایا غوثیؔ کو پاس اپنے سرفرازی کی　　غلام پاتا یہ رتبہ کہاں ۔ سلام علیک

*****

سلام بحضور جگر گوشۂ بتول حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

قتیلِ خنجرِ جور و جفا سلام علیک — شہیدِ مسلک و راہ وفا سلام علیک
او چاند بوسہ گہہ مصطفیٰ ترا منہ ہے — سواری دوشِ حبیبِ خدا سلام علیک
نبیؐ کا پیارا جگر گوشہ بتولؑ ہے تو — او نورِ عینِ علیؑ مرتضیٰ سلام علیک
او تو کہ سینے سے چمٹاتے تھے نبی تجھ کو — او راحتِ دلِ خیرالوریٰ سلام علیک
سبق جہاں کو دیا تو نے استقامت کا — امام و رہبرِ راہِ خدا سلام علیک
کرشمہ کرتا اگر تو جہاں مٹا دیتا — فقط دکھائی تھی راہِ رضا سلام علیک
اس اختیار پہ یہ صبر اُف نہ کی منہ سے — خدا کی شان ہے صلِّ علیٰ سلام علیک
لہو اچھالا فلک والے کو جو دکھلانے — ندا یہ آئی کہ اب پاس آ سلام علیک
حسینؑ غم تیری مظلومیت کا ہے سب کو — ہر ایک سینہ ہے اک کربلا سلام علیک
تو ہی ہے سارے جوانانِ خلد کا سردار — او نورِ شافعِ روزِ جزا سلام علیک
ترے جمال کا اور ترے کنبہ کا صدقہ — ادھر بھی دیکھ ذرا مسکرا سلام علیک

نہ بھول غوثیؔ خستہ کو تیرے لطف کی خیر
ترا غلام ہے تجھ پر فدا سلام علیک



شہ دوسرا لو ہے تم کو سلام — حبیبِ خدا لو ہے تم کو سلام
او محبوبِ حق کے او پیارے خدا کے — او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام
خدا کہہ رہا تھا یہ معراج کی شب — مرے مصطفیٰ لو ہے تم کو سلام
بٹھالیں تمہیں دل میں آنکھوں میں اپنی — ان ارمانوں کا لو ہے. تم کو سلام
او روئے مبارک ہے حق جس پہ شیدا — دکھادو ذرا لو ہے تم کو سلام
نکل آیا پردہ سے اسریٰ کی شب حق — یہ کہتا ہوا لو ہے تم کو سلام
ادب سے کھڑا دست بستہ ہے غوثیؔ — او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام

*****



تم کو اے پیارے نبی احمد مختار سلام
او شہنشاہ دو عالم مرے سرکار سلام

دل فدا صدقہ جگر جان ہے تم پر قرباں
او غریبوں کے فقیروں کے مددگار سلام

لو خبر میرے دلِ زار کی حق کے پیارے
اب ستاتا ہے بہت ہجر کا آزار سلام

آبرو دونوں جہاں میں میری بس ہوجائے
سو سلاموں میں تو لے لیجئے اک بار سلام

اپ کے ابروئے خمدار نے مارا ہے اسے
دلِ پُر درد کا لو دین کے سردار سلام

لاکے تشریف ذرا دیکھئیے حالت میری
یاس میں کہتی ہے یہ حسرت دیدار سلام

رات دن بھیجتا ہے غوثیؔ یہ ہر بار درود
آپ پر یانبیؐ ہر بار ہے سو بار سلام

*****

بادِ صبا

سلام (عرضِ حال)

سُن عرض اے باد صبا تجھ کو محمدؐ کی قسم
پہنچا سلام بیکساں سُوئے شہنشاہِ اُمم

کہہ دل بڑا مشتاق ہے ، دم بھر جدائی شاق ہے
لیکن بہت مجبور ہوں آلودہ رنج و الم

جینے کی خواہش ہے کسے ، بے آپ کے کیا زندگی
جینے کو یوں جیتا تو ہوں بھرتا ہوں بس آپ ہی کا دم

اب تاب فرقت کی کہاں ہیں جان و دل بے چین یاں
جانے کو ہے روحِ رواں پہنچو شہنشاہِ اُمم

مولا کو میں کیا نذر دوں اب یا الہٰی کیا کروں
پہلو میں دل کی جائے ہے اب تو مجسّم ہوکے غم

سرکارؐ کو دیکھا کروں ہر دم فدا ہوتا رہوں
جی جان سب کھوتا رہوں نکلے اسی حالت میں دم

جینے کی کیا تدبیر ہو یاں منتیں ہیں موت کی
مرنے کو مانی منتیں مولا پر اب دیتے ہیں دم

دل تیر غم سے چھد گیا چھلنی کلیجہ ہوگیا
زخمی جگر سب ہوگیا ہے ، جان پر تیغ الم

حالت ہماری دیکھئے تشریف حضرت لائیے
ہوتے ہیں کیاکیا ، کیا کہیں ہم پر نئے ہردم ستم

اوُ سبز گنبد کے مکیں ، اوُ بادشاہ مرسلیں
او رحمتہ للعالمیںؐ اب بیکسوں پر ہو کرم

اے شان تیری مرحبا ، پڑھتا ہے حق صَلِّ علیٰ
چاروں طرف سے ہے صدا روحی فدا قربان ہم

فریاد آہو نے ہے کی ، کی ہے شکایت اونٹ نے
صدق رسالت پر ترے حیوانوں نے کھائی قسم

موسیٰؑ نے اَرِنی پر سنی واں لَنْ تَرانی کی صدا
یاں مَنْ رَاٰنی برملا اللہ رے فیض اتم

چادر مبارک کی ادا ، صد مرحبا صد مرحبا
یا اَیُّھَا الْمُدَّثِّر کہتا ہے رَبِّ ذوالکرم

تو باعث دنیا و دیں تو ہی ہے ختم المرسلیں
تیری حیاتِ جاوداں کی حق نے کھائی ہے قسم

بیشک تو ظلِ بیچوں کا ہے تو نور حق بے مثل ہے
کیا مثل تیرا ہوسکے سائے کو ہے حکم عدم

ہونیکی امت میں تیری رکھتے تھے خواہش انبیاءؑ
ہے نام اُمّت کا تری اِس واسطے خیرالامم

چاہے جسے جو چاہے دے ، اللہ نے قدرت دی تجھے
کون و مکاں مولا مرے ہیں سب ترے زیر قلم

تو خاص حق کا نور ہے ، تجھ سے جہاں معمور ہے
گر تو نہ ہوتا کچھ نہ تھا تھے دو جہاں شکل عدم

سب اونچے اونچے بیگماں لائے جہاں میں گو نشاں
ہاں سب سے اونچا تم میاں لائے ہو وحدت کا علم

تو قاب ہے قوسین کا برزخ ہے تو بحرین کا
مالک ہے تو کونین کا تو ہی تو ہے نور قدم

بدرالدجیٰ مولا ہے تو شمس الضحیٰ شاہا ہے تو
اللہ کا پیارا ہے تو تو ہی ہے مصباح الظلم

وحدت میں کثرت دیکھ لی کثرت میں وحدت دیکھ لی
تجھ سے ہی تو ظاہر ہوئے عالم میں اسرار قدم

قطرہ میں دریا کا سماں دریا میں خطرے کی پھبن
تیرے سبب نازل ہوئے سینوں میں آیت محکم

تم جس گھڑی پیدا ہوئے شاہوں کے تخت اوندھے ہوئے
سب سر بہ سجدہ گر پڑے کعبے میں تھے جتنے صنم

ٹوٹی کمر شیطان کی ایوان کسریٰ ہل گیا
اور شکر کا سجدہ کیا اللہ کو بیت الحرام

مونس غریبوں کا ہے تو والی فقیروں کا ہے تو
ہاں سیدِّ عالم ہے تو ، ہے آل تیری محترم

تجھ کو ستانے آئے جو ایمان بس لے آئے وہ
اخلاق دیکھا جس نے بھی بندہ ہوا وہ بیدرم

بد ہو کوئی لاکھ گر اترتا رہے گو اوج پر
تیری محبت ہو نہ گر بدراہ ہے وہ بدشیم

تو صدر بدر حشر ہے ، تاجِ شفاعت تیرے سر
کوئی نبی پایا کہاں شاہا ترا جاہ و حشم

مشتاق تیری دید کے فرقت میں سب ہیں لوٹتے
معمور کشفوں سے ترے ہے سب جہاں عرب و عجم

آنکھوں پہ رکھ لیتے ہیں سب مستی میں آجاتے ہیں
آگے تمہارے نام کے ہیں اہل عالم دل سے خم

دل سے جو ہیں تجھ پر فدا، ہیں وہ فرشتوں سے سوا
شاہوں سے ہاں بڑھکر ہیں وہ جو تیرے در کے خِدم

ہے دو جہاں تجھ پر فدا، از فرش تا عرشِ علاٗ
ہاں منکر دوزخ مکاں کھاتے ہیں دل میں پیچ و خم

تیرا ادب جن کو نہیں کرتے نہیں عظمت تیری
حیوانوں سے بدتر ہیں وہ گمراہ ہیں وہ بدشیم

دجال جھوٹے بنتے ہیں، مہدی، مسیحا اور نبی
ہیں سانپ اُمت کے تری مولا بڑا ہے ان کا ستم

انساں کہیں کیسا تمہیں جس سے کہ پتھر موم ہوں
جب آپ رکھتے پاؤں کو، اُٹھ آتا تھا نقشِ قدم

چاہ اُنس میں تھوک کر کھارے کو میٹھا کر دیا
جابر کے بیٹوں کو کِیا زندہ بصد لطف و کرم

آدم کو چھٹکارا ہوا، اور خِضر کو رستہ ملا
لائے وسیلہ جب ترا اے سیدِ عالی ہمم

طاعت عبادت سے ہو کیا تیرے وسیلہ کے سوا
تیرا نہ ہو گر آسرا ملتا نہیں دارالنعم

اس ایک عالم ہی میں کیا ہے عرش پر شہرہ ترا
تعریف تیری سیدا قرآں میں ہے ہر جا رقم

بس اب نکل گنبذ سے آ، او نورِ حق دستِ خدا
فی النار ملعونوں کو کر، لے ہاتھ میں تیغ دو دم

حالت مری اچھی نہیں، لیجے خبر یا شاہ دیں
گو آپ پر مخفی نہیں جو کچھ ہے حال درد و غم

ہاں بادشاہِ دو جہاں لیجے خبر جاتی ہے جاں
مضطر ہے قلب ناتواں یاد آپ کی ہے دم بہ دم

تشریف لاؤ خواب میں تسکین دلِ غمگیں کو دو
اِنّی غلامک یانبی بولوں ہیں، تم کہدو نعم

جینے سے بس اب تنگ ہوں فرقت میں بس بے چین ہوں
دل زار ہے، نالاں جگر، گریاں ہے بے حد چشم نم

گر اب نہ ہو تیری نظر ہوگی بہت حالت بتر
بیمار الفت کا ترے ہاں آگیا ہونٹوں پہ دم

دیری ہو بلوانے میں گر مولا کہیں جاؤں نہ مر
کیا ہو دکھادو شکل گر تسکین تو ہو کم سے کم

کر اس پہ رحمت کی نگہ غوثی ہے تیرا بے نوا
یا مصطفٰے یا مجتبٰے یا ذوالکرم یا محتشم

★★★★★

مسدس

ولاخمسه الا هو سادسهم

○

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا
ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

گِرد روضہ کے ترے پھرتے ہیں سودائی ہیں — تیری جالی سے چمٹ جاتے ہیں شیدائی ہیں
دل دیوانہ میں ارمان جبیں سائی ہیں — کیا تماشہ ہے ترے در کے تماشائی ہیں
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

خیر خُم کی ، ہمیں وہ ساقی خمخانہ دے — کچھ تو صدقہ ہمیں اے جلوۂ جانانہ دے
اپنے ہاتھوں سے چھلکتا ہوا پیمانہ دے — دے ترے صدقے دوائے دلِ دیوانہ دے
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

کوئی تم سا نہیں عالم میں وہ یکتا تم ہو — صورت بندہ میں آئے ہو وہ مولا تم ہو
اتنا ہم جانتے ہیں ، نور خدا کا تم ہو — اور کس پردہ میں کیا جانئے کیا کیا تم ہو
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

انبیا جانے تجھے دیکھ کہ کیاکیا ہوتے — میرے مولا ترے بیمار مسیحا ہوتے
بنتے دیوانے جو معشوق زلیخا ہوتے — اَرَنی چھوڑ کے یہ کہتے جو موسیٰ ہوتے
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

وہ بھی اک تھے کہ تمہیں دیکھ کے جیتے تھے میاں — انکی تم روح رواں اُن کے تھے تم تاب و تواں
ایک ہم بھی ہیں کہ دن رات ہے بس آہ و فغاں — تم نہ دیکھو تو بتائیں کسے ہم درد نہاں
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

گو ہیں بدکار ، مگر بندہ سرکار ہیں ہم — ہے گنہگار بھی تو تیرے گنہگار ہیں ہم
ہم کو رسوا نہ کرو ، ہاں جگر افگار ہیں ہم — تیرے ہر حال میں اے سیّد ابرار ہیں ہم
او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

چھوڑے گر تو تو بتا کون سنبھالے ہم کو　　کرلیا ہے ہمیں اپنا تو نبھالے ہم کو
گیسوؤں میں لے چھپا گیسوؤں والے ہم کو　　کملی والے کہیں، کملی میں چھپالے ہم کو

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

تیرے رستے کی ہوا کھائی اُس کی خاطر　　تیرے کوچے کی ہوا کھائی ہے اُس کی خاطر
تیرے روضے کی ہوا کھائی ہے اُس کی خاطر　　تیرے پردے کی ہوا کھائی ہے اُس کی

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

او ہمارے دل و دیں، اور دل و جاں کے مختار　　آج تو غوثی کی سُن جلوہ دکھادے اک بار
تیرے صدقے تیرے قربان دکھا اب دیدار　　تیری صورت کے تصدق تیری آنکھوں کے نثار

او مدینے کے ادھر دیکھنا
ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

O

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں
ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھالو میاں

اب تو سرکار کے دیدار سے ہم جیتے ہیں　　آپ کے لُطف سے اور پیار سے ہم جیتے ہیں
کچھ نہ سیرِ گل و گلزار سے ہم جیتے ہیں　　آپ کے جلوۂ رُخسار سے ہم جیتے ہیں

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تیرے دیدار کو مدت سے ترستے تھے ہم　　تیری فرقت میں یہ ہمارا تھا قلبِ پُرغم
روز و شب دھن تھی تری دھیان تھا تیرا ہردم　　تو نہ دیکھے تو بتائیں کسے ہم رنج و الم

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تم جو چھوڑو گے ہمیں، ہم نہ تمہیں چھوڑیں گے　　ہم سے تم موڑو گے منہ ہم نہ کبھی موڑینگے
رشتہ الفت کا نہ ہم تم سے کبھی توڑیں گے　　تم نہ جوڑو گے تو ہم آپ اُسے جوڑیں گے

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

ہم نے عالم میں تو کوئی نہیں دیکھا تم سا — بات پائی نہ کسی اور میں ایسی واللہ
سادگی پر تری یہ رنگ ہے اے شانِ خدا — دل تصدق کوئی کرتا ہے کوئی جان فدا

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تم ہمارے ہو، ہمارے ہو، ہمارے سرکار — ہم تمہارے ہیں، تمہارے ہیں، تمہارے سرکار
تم پہ قربان ہے خوشی مرے پیارے سرکار — تم نے سب بگڑے ہوئے کام سنوارے سرکار

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں
ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھالو میاں



اظہار احوال

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

[illegible] سب ملک ہے مملوک ہے عالم ان کا — ان کی قوت سے ہر اک شے کو ہے جنبش واللہ
[illegible] کے ہی فیض صفت کا ہے جہاں میں جلوہ — ان کی ہستی کا ہے عالم میں نظارہ سارا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

میرے پاس تھا میں اس کو نہیں جانتا تھا — نفسِ سرکش یہ مری بات نہیں مانتا تھا
[illegible] ہر کوچے کی میں اس کے لئے چھانتا تھا — سر سے پا تک تھا وہی میں نہیں پہچانتا تھا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

[illegible] کے نظروں میں وہ پوشیدہ رہا کرتا تھا — ہر طرف ڈھونڈتا میں اس کو پھرا کرتا تھا
[illegible] دن شور و فغاں آہ و بکا کرتا تھا — تھا مری جاں میں وہ، میں جس پہ مرا کرتا تھا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

درد والا مرے رونے پہ تڑپ جاتا ہے ‏ سنگ دل بھی مرا غم دیکھ کے غم کھاتا ہے
رات دن ہجر میں رونا ہی مجھے آتا ہے ‏ جان میں رہ کے مری وہ مجھے تڑپاتا ہے

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے

آخر اک روز مجھے اہل خبر نے دیکھا ‏ میرے احوال کو الطاف سے اپنے وہ سنا
کان میں میرے کچھ آہستہ سے پھر اس نے کہا ‏ پھر تو بیساختہ غوثی مرے منہ سے نکلا

میرے وہم دوئی نے مارا مجھے
میرے اچھے پیا سے چھڑایا مجھے



مُسدّس بر غزل مشہور و مقبول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز المتخلص بہ قدسیؒ

مرحبا شاہ رسلؐ اے وہ نبیوں کے نبیؐ ‏ مرحبا عاشق و معشوق خدا ذوالحسبی
مرحبا صلِّ اعلیٰ کہتا ہے حق بو العجبی ‏ مرحبا روحی فدا ہاشمی و مُطلبیؐ

مرحبا سید مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بزم خوباں میں کلیسا میں پھر ادیر و حرم ‏ باغ و صحرا کیے طے چھان دیا عرب و عجم
تم سا پایا نہیں سب ڈھونڈا ہے دونوں عالم ‏ صورت اللہ کی کہوں یا کہ پکاروں اکدم

من بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

ہمسری کا کوئی کیا کرسکے ان کی دعویٰ ‏ آپ کا نور ہے خورشید و جہاں میں سارا
کہیں ہٹ جائے رخِ پاک سے پردہ جو ذرا ‏ ارنی کہتے ہوئے قربت اٹھیں موسیٰ

نسبتے نیست بذات، تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وجہ کا اُس کی بیاں کیا ہو مرا کیا مقدور رحمت العالمینؐ اتنا تو کہونگا میں ضرور
تھا غلاموں سے چھپے رہنا نہ منظور حضورؐ دیکھیں تا بندے بھی اللہ کے اللہ کا نور
ذاتِ پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور
زِ اں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

سُرمۂ اہلِ نظر آپ کے کوچہ کی ہے خاک انبیاء کہتے ہیں خوش ہوکے وہ شاہِ لو لاک
کوئی کیا جانے خدا جانے وہ ہے رتبۂ پاک چشم بددور مبارک ہو وہ جانا بیباک
شب معراج عروج تو گذشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبیؐ

ہر زباں درد جدائی سے ہے حالت ابتر اور ہے نام خدا نام محمدؐ لب پر
نام پر آپ کے قربان ہیں سب جن و بشر اے خدائی کے سبب شافع روز محشر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مُطلبیؐ

بعد اللہ کہ ہو آپؐ نبیؐ اکرم ہوسکے کس سے بیاں وصف کرے کون رقم
نام کے سنتے ہی خط ہوکے ہے سجدہ میں قلم میرا منہ کیا ہے گنہگار ہوں سر میرا ہے خم
نسبتے خود بہ سگت کردم بہ بس مُنفعلمؐ
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

کیوں فدا آپ پہ ہو دیں نہ بھلا خاص و عام چال اعجاز تمہاری ہے تو شیریں ہے کلام
مہر کو روشنی دی نبیوںؑ کے بر لائے ہیں کام ذرۂ جلوہ رُخ پاتا ہے یہ ماہِ تمام
نخل بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
ز آں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رُطبی

عمر سب کٹ گئی عصیاں میں ہماری واللہ　　خم سرِ عجز ہے سر پر ہے دھرا بارِ گناہ
حالِ خستہ ہے گناہوں کے سبب ہم ہیں تباہ　　آپ حامی ہیں گناہگاروں کے اب دیجئے پناہ

عاصیانند ز شان نیکیِ اعمال مخواہ
سوئے شاں روئے شفاعت بکن ز بے سببی

بخشے جاتے ہیں دوعالم، کرو گیسو کو دراز　　جز تمہارے نہیں کوئی بھی ہمارا ہمدم ساز
اک نظر لطف کی محبوب خدا ہو ممتاز　　اشک ریزاں ہیں جگر تفتہ بصد آہ و گداز

بر درِ فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و شامی و ہندی، یمنی و حلبی

آنکھیں پتھرا گئیں دم لب پہ ہے گھبراتا ہے جی　　اب مسیحائی کرو جلد رسول عربی
آپ کے ہجر میں حالت ہے بہت بگڑی ہوئی　　دیکھ کر غوثی کی یہ حد سے بڑھی بیتابی

سیّدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

★★★★★

رُباعیات

اِلَّا ھُوَ رابِعُھُمْ

○

جب گنج خفی سے نور مخفی نکلا　　اللہ نے نام اس کا محمد رکھا
اے صلی علی ظاہر و باطن غوثی　　سب نور محمد ہے یہ اللہ اللہ

○

یہ نور نبی نور خدا ہے واللہ　　جو دیکھتا ہے کہتا ہے اللہ اللہ
کیا شان خدا شان نبی ہے غوثی　　اللہ کی زباں سے بھی ہے سبحان اللہ

ٹھمریاں

لَحْن اَلقول

نکات معراج



تم کو ہوئی معراج محمدؐ اُٹھ گئے پردے آج محمدؐ!
دید کو اپنی حق نے بلایا بخشا جگ کا تاج محمدؐ!
تمرے کارن جگ کو بنایا تمرے سب محتاج محمدؐ!
حشر میں ہم کو بھول نہ جانا رکھنا ہمری لاج محمدؐ!
راجہ پرجا داس ہیں تمرے تم سب کے مہاراج محمدؐ!
ترست انکھیاں درس کو تمرے دیجیئے درشن آج محمدؐ!
غوثی تیرے در کا جوگی رکھیو اس کی لاج محمدؐ!

نور کی کملی



تمری کملیا میں نور محمدؐ تمری کملیا میں نور

تمری کملیا کو جو کوئی دیکھے وہ جلوۂ طور محمدؐ ۲
بھید کملیا کا کوئی نہ سمجھا کملی کو معمولی کمّل دیکھا
بھید کملیا کا جو کوئی پایا ہو کے بے خود یہ چیخ کے بولا
تمری کملیا میں نور محمدؐ تمری کملیا میں نور
کملی کو نور کی کمّل سمجھو اوڑھنے والے کو نور ہی دیکھو
رازِ خدائی اس میں ڈھونڈو دیکھنے والے سے دیکھ کے بولو
تمری کملیا ۲ ، نور محمد تمری کملیا میں نور

اپنی کملیا میں ہم کو بھی لے لو　　آپ کہ ہم ہیں ہم کو نہ چھوڑو
گرچہ برے ہیں پیار سے دیکھو　　غوثی کو اپنے مولا نہ بھولو

تمری کملیا میں نور محمدؐ تمری کملیا میں نور

ٹھمری نسبت محمدیؐ



بکی ری مُکھی میں محمدؐ ناؤں

محمدؐ ناؤں مَیں صدقے جاؤں

کوئی کسی کے کوئی کِسی کے　　مَیں تو بکی ہوں ناؤں انہی کے

جی سے اُن کے واری جاؤں

دو جگ ان کے دم کا اجالا　　اُن کے سوا کون اپنا سہارا

اپنا یہی ہے ٹھکانا ٹھاؤں

کوئی نہ ہونا محمدؐ ہونا　　غوثی پیا۔ اپنا ہے یہ جینا

دو جگ میں بس ان کی چھاؤں

جگ کا اُجالا



ناؤں ۔ محمدؐ کے جاؤں بلہاری　　نور کی صورت ۔ چھب پیاری پیاری
جگ کا اجالا حق کا پیارا　　جی سے گئی اُس پر واری
بتیاں ہے واکی میٹھی میٹھی　　نیناں رسیلی اور متواری
بھولی صورت ۔ پیاری صورت　　سُدھ بدھ چھینت ہمری ساری
باہاں نہ پکڑکر بھول نہ جانا　　مَیں تو کہاتی ہوں چیری تمہاری
اللہ والا ۔ مولا والا　　غوثی پیا کے جاؤں مَیں واری

★★★★★

مَن موہَن



مَن موہَت ہے رِجیا رِجھیَنت ہے ، وہ جاسے نجَریا مِلاوت ہے
وہ کاہے کملیا اوڑھت ہے ، جو محمد ناؤں کہاوت ہے
کہلاتا ہے کُل جگ کا داتا ، سب بولت ہیں اللہ والا
سب جگ کو یہ کلمہ پڑھاوَت ہے بیکنٹھ کی راہ بتاوَت ہے
مکھ بانسری مُحسن اُقربَ کی واکی بتیاں ہیں سگری پیت بھری
جن دیکھت میں سُدھ بُدھ بسری کا موہنی روپ دکھاوت ہے
مازاغ کا سرمہ نینوں میں ، وَالّلَیل کا لٹکا زلفوں میں
کلمہ کا ترانہ باتوں میں ، اپنے میں پیا کو بتاوت ہے
بھولا ہے وہ اپنے آپے کو دکھلاتا پیا ہی پیا کو ہے وہ
وہ چال ہے اس کی صَلّ علی جو خدا کو بھی اپنے لبھاوت ہے
کہیں بات کھری نہیں اب تو سکھی سب بھول رہت پیا کی ڈگری
اب ایک اُسی کی چوکھٹ ہے ، جو جگت کو نجات دلاوت ہے
چلو سیس دھریں واکی پیّاں پر تن من کو یہ واریں بتیاں پر
جی جان کو واریں نیناں پر کا ہر میں ہر کو دکھاوت ہے
واکا درس ہی مورا جینا ہے ، واکا چھپنا ہی مورا مرنا ہے
اب کاہے کروں کت جاؤں سکھی کہیں چین نہ جی کو آوت ہے
کا غوثی پیا کو پوچھت ہو ، اب اپنے میں آپ رہت ہے وہ
سب جگ میں پیا کو دیکھت ہے ، اور جیو میں پیَو کو رماوت ہے

★★★★★

معارف

تَرٰیٓ اَعۡیُنَهُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ

رُباعی

کیا ہے یہ جہاں کا راز معلوم ہوا ‌ ‌ سب رمز نیاز و ناز ، معلوم ہوا

نسبت ہوئی جب علم حقیقی سے مجھے ‌ ‌ معلوم نہیں ، کا راز ، معلوم ہوا

★★★★★



میں ہوں سرِّ حقیقت لامکاں ہے خاص گھر میرا
مگر ہے عشق میں اس وقت پھیرا دربدر میرا
دوعالم ہوں ، دوعالم میں ، ہوں دوعالم پہ چھایا ہوں
میں ہر جا ہوں ، ہر اک صورت ہر اک جا ہے گزر میرا
مرے اجمال کی تفصیل ہے سب دونوں عالم میں
کہیں سورج میرا جلوہ کہیں نقشہ قمر میرا
تماشہ ہوں تماشے میں ہوں اور خود ہوں تماشہ گر
میں خود ہی دنگ رہتا ہوں تماشہ دیکھ کر میرا
حقیقت میں حقیقت میری کیا ہے اک حقیقت ہے
اُدھر بے چُونی ہے نقشہ ہے باچونی ادھر میرا
میں لفظ کُن ہوں اور پھر لفظ کُن کی خود حقیقت ہوں
میں صورت سرمدی ہوں شور ہے آٹھوں پہر میرا
کوئی آگہہ نہیں اسرار سے میرے حقیقت میں
جو دیکھی شکل و صورت نام رکھا ہے بشر میرا
حقائق میں نہیں باتیں مری تقلید کی رو سے
محقق ہوں حقیقت کے بیاں میں ہے ہنُر میرا
جسے چشم خدا بیں ہو ، حقیقت کو مری دیکھے
مصاحب ہوں خدا کا غلغلہ ہے اوج پر میرا
محمدؐ ہوں کہیں شکل عرب میں عین رب ہوکر
کہیں تفصیل میں ہے حال پھر شکل دگر میرا
نہیں ہوں میں نہیں ہوں کچھ نہیں مجھ میں نہیں ہوں میں
جو کچھ ہے بس وہی ہے نام ہے غوثی مگر میرا

*****



فاش اُس کا راز آخر ہوگیا　　وہ مری صورت سے ظاہر ہوگیا

ہم وہ اور وہ ہم بنے سب انقلاب　　ہم میں اُن میں سرِّ نادر ہوگیا

میرے معنی میں وہی تھا باطناً　　اب میں اُس معنی کا ظاہر ہوگیا

عینی میں بن کے مرآت وجود　　اپنے جامے سے میں باہر ہوگیا

کہتے ہیں مسلم سے مجھے کافر تمام　　کہتے ہیں مسلم کہ کافر ہوگیا

تیرے قرباں ساقیا آباد رہ　　نشہ نیا پیتے ہی ساغر ہوگیا

کھوگیا میں کھوگیا میں کھوگیا　　وہ ہی باطن وہ ہی ظاہر ہوگیا

رب ہی ٹھہرا میں نہ غوثی عبد ہی　　کیا کہوں آخر میں کیا پھر ہوگیا



مری ہستی کا مجھے وہم تھا کوئی پردہ اس کے سوا نہ تھا
مرا یار تھا مرے ساتھ گو ، میں خدا نہ تھا وہ جدا نہ تھا
مری یار ہی سے یہ بُود تھی مجھے یار ہی سے نمود تھی
وہی جلوہ گر تھا وجود میں کسی دوسرے کا پتہ نہ تھا
میں غریق بحر وجود تھا مجھے اُس سے اُس کا شہود تھا
مگر اپنی ہستی کے وہم سے میں جدا تھا اُس سے ملا نہ تھا
مجھے کھویا میری خودی نے خود ، مجھے مارا میرے ہی وہم نے
وہ چھپا ہوا تھا مجھی میں ہی ، مگر اس طرح کہ چھپا نہ تھا
میں اُنہیں کی آنکھوں میں رہتا تھا ، میری آنکھوں میں وہ سمائے تھے
نہیں وہ ہی اُن میں سمائے تھے کہوں کیا کہ کیا تھا میں کیا نہ تھا
مرا تن نہیں مرا دل ہے ، یہ مرا دل نہیں ، مری جاں ہے یہ
مری جاں نہیں کوئی اور ہے ، مجھے اس کا راز کھلا نہ تھا

کہا میں نے پاس ہی رہ کے تم رہے دور اتنا تو یوں کہا
تو مرا ہے اب تو ترا ہوں میں تو مرا نہ تھا میں ترا نہ تھا
میں تھا اپنے بننے سے پہلے واں، کہ نہ پہنچے عقل و گماں جہاں
تھا کسی کے علم میں میں مگر یہ تھا رہنا گویا کہ تھا نہ تھا
میں وہی ہوں غوثی بے نشاں کہ وہ بانشاں ہے مرا نشاں
وہ ملا تو خود کا پتہ چلا، مرا مجھ کو خود ہی پتہ نہ تھا



میں نے جو آئینے میں اپنا تجلا دیکھا
مجھ سے چھپتا ہے تو کیا، ہاں تجھے دیکھا دیکھا
رات دن صفحۂ ہستی کا مٹاتا ہوں نقش
محو ایسا ہوں کہ مجھ کو نہیں خود اپنی خبر
ہم سے نظروں میں وہ کہتے ہیں کہ ہم تم اک ہیں
مجھ کو ساقی نے پلایا ہے وہ ساغر غوثی

جب کچھ آئینے کی حیرت کا تماشا دیکھا
تو نے جس شکل سے جلوہ کیا ویسا دیکھا
جب سے اس عالم فانی کا تماشا دیکھا
کیا یہ کانوں نے سنا آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
دیکھا دیکھا میری جاں بات کا پردا دیکھا
جس طرف آنکھ اٹھی یار کا جلوہ دیکھا



جانِ جاں دل کو ہمارے کرتے ہو تاراج کیا
جب دکھانا ہے تمہیں جلوہ تو کل کیا آج کیا
دیکھنے والوں کو تیرے تب وعدوں کی کہاں
جز تمہاری دید کے یاں کام کیا ہے کاج کیا
یہ کہو کس کو نکالا پاس سے جب ساتھ ہو
مُلک اِطلاقی سے تم نے ہے کیا اخراج کیا

ایک بینی ، ایک دانی جس کا شیوہ ہوگیا
آنکھوں میں پھر اُس کی تاراجی ہے کیا اور راج کیا
جب کہ ہم کچھ تھے تو اپنی لاج اُن کے ہاتھ تھی
ہم ہی جب ٹھہرے نہ کچھ تو پھر ہماری لاج کیا
لَمْ یَلِدْ ٹھہرا وہ جب ہم لَمْ یَکُنْ شَیْاً ہوئے
قل ھُوَاللہ اَحَد ہے نُطْفَۃٍ اَمْشَاج کیا
شاہ غوثیؔ ، ہے فقیری بھیس اب ہم کو پسند
بس ہمیں فرشِ زمین کافی ہے تخت و تاج کیا



مرے دل میں تم آئے دل کو میرے شاد کر ڈالا
رہو آباد تم ، تم نے مجھے آباد کر ڈالا
خودی میں مر رہا تھا ، دُور تھا اپنی حقیقت سے
چُھڑایا کیا مجھے خود سے ، مجھے آزاد کر ڈالا
تمہارے ہاتھ مَرد بِنا ہے کیا؟ اک زندگانی ہے
ہوا آباد وہ ، تم نے جسے برباد کر ڈالا
میں کیا تھا ایک صورت جس میں جان و دل نہ تن کچھ بھی
مری صورت میں کیا آئے مجھے آباد کر ڈالا
بڑی بندہ نوازی کی بڑا احسان کیا تم نے
جو بھولے سے بھی ہم بھولے ہوؤں کو یاد کر ڈالا
دیا ایماں اور ایماں لائے تھے ہم جن پر اُن کو بھی
ہمیں تو آپ نے آباد ہی آباد کر ڈالا
نظر کیا مل گئی غوثیؔ کو وارفتہ کیا تم نے
میں صدقے آنکھوں آنکھوں ہی میں کیا ارشاد کر ڈالا

*****

اسرارِ خودی



تُو نکل کے خود سے خودی میں آ ، تو خودی میں اپنی خدا کو پا
تُو خدا کی ذات کا آئینہ ہے ، نکال زنگ خودی ذرا
تُو جسے سمجھتا ہے یہ خودی ، یہ خودی حقیقی خودی نہیں
تُو خودی کو سمجھے گا جس گھڑی ، تُو ملے گا تجھ کو ترا خدا
تُو خودی سے پہلے گزر تری ، کہ خودی ملے تجھے سرمدی
تُو خودی سے خود نہیں آشنا ، تُو خودی کا اپنی پتہ لگا
نہ سمجھ کہ تیرا گزر فقط ، تہہ آسمان یہ زمین ہے
کہ تُو شہسوار ہے روح کا ، کہیں عرش سے بھی پرے تو جا
نہ تُو خود کو جسم فقط سمجھ ، نہ تُو دل سمجھ ، نہ تُو جاں سمجھ
ہے کسی کا نقش خیال تو ، ہے کسی حسیں کا تو آئینہ
تُو خلاصہ دوجہان ہے کسی بے نشاں کا نشان ہے
تُو ہی سِرِّ کون و مکان ہے تُو خودی کو اپنی سمجھ ذرا
نظر آنے میں تو کچھ اور ہے نظر نہاں میں کچھ اور ہے
ہے کسی کا نقش طلسم تُو ، ہے فسوں کسی کی نگاہ کا
تُو خودی رسیدہ کو پا کہیں تُو خودی کے لینے کو گر کہیں
تُو اگر نہ خود کو گرائے گا ، تُو خودی ملے گی نہ ہی خدا
نہ سمجھ کہ ہوگا تُو خود خدا ، کہیں خود کو بھی ہے وہ بھولتا
مگر اتنا پیش نظر تُو رکھ ، کہ نہیں تُو اس سے کبھی جدا
نہ تُو ترک طلب میں بڑھے ہی جا ، کہ ملے تجھے ترا مدعا
تُو یہاں تک آ کہ کھلے تجھے ، کہ تو کیا ہے اور خدا ہے کیا
تُو نہ پوچھ غوثیؔ کا ماجرا ، کہ مٹا کے خود کو وہ کیا ہوا
جو خودی مٹی تو ملی خودی ، جو خودی ملی تو خدا ملا

*****

خودی میں بے خودی



ںوں خود کو کہ میں اپنے میں کیا کیا ہوگیا
خود تماشائی بنا خود ہی تماشا ہوگیا

یں خود کو دیکھتا ہوں ، خود کا خود ہوں آئینہ
آپ ہی بندہ نُما اور آپ مولا ہوگیا

مری شانیں ہیں، میرے روپ، میرے طور ہیں
ہر تعین میں نرالا رنگ میرا ہوگیا

یولا ہوں کہ مجھ سے ہے جہاں کی سب نمود
جو نہ تھا کچھ بھی وہ سب مجھ سے ہویدا ہوگیا

خیالی صورتیں ہیں ایک ہوں میں ایک ہوں
میری غیریت کا ہر اک صورت کو دھوکا ہوگیا

جو اس کے کہ میں ہی سب میں ظاہر ہوں مگر
میری یہ بے پردگی خود ایک پردہ ہوگیا

کو ہر ہر آئینہ میں دیکھتا ہوں میں الگ
خود ہی پھر کثرت میں وحدت کا معمہ ہوگیا

ںامحرم کہیں رہتا ہوں میں جلوہ فزا
صورت غوثی کہیں عرفان والا ہوگیا



ی میں کسی کو ٹٹولا کرو تم
یہی آنکھ والوں سے پوچھا کرو تم

ں آگئے ، آگئے کیسے ؟ کیا ہو؟
کبھی خود کو بھی دیکھا بھالا کرو تم

صورت ہے کیا؟ کس نے صورت بنائی
ذرا آپ اپنے میں سوچا کرو تم

یہ نحن اقرب کا ہے جاں میں جلوہ؟
کبھی آنکھ اٹھاکر تو دیکھا کرو تم

ں تم ہو وہ ، اور وہ ، تم نہیں ہو
مگر اُن کو اپنے میں پایا کرو تم

ں کون پھر آئے گا ، آگئے بس
وہاں جانے کا آج سودا کرو تم

تم سمجھتے ہو وہ ، وہی کب ہے
کوئی اس سے ظاہر ہے دیکھا کرو تم

اور شہ اک نہیں ، ایک سے ہیں
حقیقت کو ہر اک کی سمجھا کرو تم

فقط لن ترانی سے مایوس کیوں ہو ذرا "اُنظُر" کا تماشا کرو تم
کسی آنکھ والے سے بینائی لے کر حقیقت کا ہر جا نظارہ کرو تم
یہ عالم ہے کیا ؟ سینما یار کا ہے میاں نور کو اِس میں دیکھا کرو تم
تم اُس میں ہو بیشک وہ تم میں ہے لیکن کھرے اور کھوٹے کو پرکھا کرو تم
پھر اپنی صورت میں دیکھوگے لیکن انہیں شکلِ غوثیؔ میں دیکھا کرو تم



میں نہیں کہتا اُسے دیکھا نہیں کونسی جا ہے جہاں مولاؔ نہیں
ہم میں اپنا کچھ نہیں ان کا ہے سب کیا بتائیں ہم ہیں کیا ہے کیا نہیں
ہوں نہیں ایسا بتاتا ہوں انہیں بولے وہ بھی تجھ میں کچھ تیرا نہیں
دیدہ دل کھول ، پھر دیکھ اُس کو تُو کون ہے بندے میں گر مولا نہیں
آنکھ والے سے نظر لے ، دیکھ اسے دیدہ نادیدہ ہے ، یہ دیدا نہیں
صورت بندہ سے مولاؔ ہے عیاں گرچہ بندہ بندہ ہے ، مولا نہیں
دیکھ عابد ہر طرف ظاہر ہیں وہ تجھ کو ظالم دیدۂ بینا نہیں
پالیا مولاؔ کو بندہ میں کہیں اب یہ وہؔ بندہ ہے ، وہؔ بندا نہیں
لن ترانی من رانی ہے یہاں کہتے ہیں وہ دیکھ اگر دیکھا نہیں
خود کو بھی دیکھا تو پایا تجھ کو ہی اب یہاں مولا ہی ہے بندا نہیں
قال اپنا ہے جو کچھ وہ حال ہے پھر نہ کہنا ہم کو جتلایا نہیں
نیازؔ دید کچھ پوچھو نہ تم دیکھ کر کہتا ہوں پھر دیکھا نہیں
شاہ شاہ دیں کے صدقے سے ہیں ہم شاہ و غیر شاہ کی پروا نہیں
کہتے ہیں تُو ہو مرا ، تیرا ہوں میںؔ تُو نہیں میرا تو میںؔ تیرا نہیں
رہتے ہیں ہر شے میں جب وہؔ ہر جگہ صورتِ غوثیؔ میں کیا مولا نہیں

*****

○

بے نشاں اور بانشاں ہوں میں — کہیں باطن کہیں عیاں ہوں میں —
میں یہاں بھی ہوں اور وہاں ہوں میں — دونوں عالم میں بیگماں ہوں میں —
میں ہی ہوں ما و تو کے پردے میں — کہیں ظاہر کہیں عیاں ہوں میں —
دونوں عالم کی تجلیاں ہیں میری — نئے عالم میں ہر زماں ہوں میں —
کہیں زندہ ہوں صورتِ معشوق — کہیں عاشق ہوں نیم جاں ہوں میں —
کہیں ظاہر ہوں عشق کی صورت — کہیں ارمانِ عاشقاں ہوں میں —
سب ہے مجھ میں وہ ہوں بشر غوثی — بوالعجب طرفہ چیستاں ہوں میں —

○

میں دنگ ہوں اپنے میں حیرت اِسے کہتے ہیں
پاتا ہوں جہاں خود میں وحدت اِسے کہتے ہیں
کر جمع تو تنزیہہ و تشبیہ کو اے صوفی
بتلاؤں میں پھر تجھ کو حجت اسے کہتے ہیں
میں دونوں جہاں میں ہوں ، ہیں دونوں جہاں مجھ میں
وحدت اِسے کہتے ہیں ، کثرت اِسے کہتے ہیں
ہے عین نہ خود ظاہر ، ہے غیر نہ خود قائم
ہم اِس کو سمجھتے ہیں حکمت اِسے کہتے ہیں
ہیں جمع میں ہم ، اور پھر جمع سے خالی ہم
جلوت اِسے کہتے ہیں خلوت اِسے کہتے ہیں
قطرہ کہیں دریا ہے دریا کہیں قطرہ ہے
جو راز سمجھتے ہیں قدرت اسے کہتے ہیں
مدہوشی میں لا کی ہم غوثی بہت اچھے تھے
کیا بندہ بنایا ہے اُلفت اِسے کہتے ہیں

*****

جلوہ گر



ہم اپنے کو اٹھوں پہر دیکھتے ہیں ‏ ہمیں ہیں ہمیں ہیں جدھر دیکھتے ہیں
شجر میں حجر میں مَلک میں بشر میں ‏ ہم اپنے ہی کو جلوہ گر دیکھتے ہیں
مشاہد ہیں رخسار و گیسو کے اپنے ‏ یہی رنگ شام و سحر دیکھتے ہیں
ہمیں کھیل ہے موت کیا زندگی کیا ‏ یہ دونوں کو ہم اپنے گھر دیکھتے ہیں
خودی کو خدا کا کیا آئینہ ہے ‏ خودی میں خدا کا گزُر دیکھتے ہیں
ہمیں شکل باچوُں ہمیں رنگ بیچوں ‏ ہم اک آن میں دو نظر دیکھتے ہیں
جو کھوکر خودی اپنی خود میں ہوئے ہیں ‏ کہاں غیر کو اک نظر دیکھتے ہیں
نظر ہیں، نظر ہیں، نظر ہیں، نظر ہیں ‏ ادھر دیکھتے ہیں اُدھر دیکھتے ہیں
معمہ ہیں ہم کیا کہیں خود کو غوثیؔ ‏ خدا جس میں ہے وہ بشر دیکھتے ہیں

★★★★★

خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (حدیث)



یار اپنی شکل میں ہے ہم ہیں شکل یار میں
یاں بھی ہم دیدار میں ہیں واں بھی ہم دیدار میں ہیں
اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ کا رہے نشہ جسے
دار پر سو بار لٹکے لذّتِ دیدار میں
تو سلامت ساقیا آباد تیرا میکدہ
کردیا خود سا مجھے اک ساغرِ سرشار میں
پاس ہے وہ نَحْنُ اَقْرَبُ کہہ کے دیکھو کس قدر
دوُر ہے عالم ہی اُس سے اک غلط پندار میں

تُو ذرا یہ وہم دوئی مٹا ، تُو جدُا نہیں مَیں جدُا نہیں
تری ذات کی نہیں اِبتداء تری ہستی کی نہیں اِنتہاء
ترے بھید کا ہے یہی پتا تو جدُا نہیں میں جدُا نہیں
جو فنا ہوا تری ذات میں تو نہ پایا غیر کے دخل کو
وہیں بے خودی میں یہ کہہ اُٹھا تو جدُا نہیں مَیں جدا نہیں
تِرا نور سارے جہاں میں ہے تِرا جلوہ کون و مکاں میں ہے
تو ہی شکل غوثیؔ میں ہے چھُپا تو جدُا نہیں میں جدُا نہیں



ظہور رب ہوں نُور مصطفےٰ ہوں ۔ تعالیٰ اللہ عجب مَیں حق نما ہوں
ذرا اپنی خودی تم کھوُ کے دیکھو ۔ خدا کہتا ہے ، بندے مَیں خدا ہوں
مَیں اُس سے دیکھتا ہوں اُس سے سنتا ۔ الگ ہے وہ مَیں اُس سے جدُا ہوں
تماشا ہوں ، تماشائی ہوں اپنا ۔ میں ہی جَلوہ ، میں ہی جَلوہ نُما ہوں
نشاں وبے نشاں دونوں مَیں ہی ہوں ۔ میں پھر اُن دو نشانوں سے رسوا ہوں
وہ ہے مجھ میں عجب بندہ ہوں غوثیؔ ۔ خدا خود کہہ رہا ہے مَیں خدا ہوں



حقیقت جلوہ گر مجھ میں ہے ، وہ رمز حقیقت ہوں
مُعمّہ ہوں مَیں اک بے صورتی کا نقشِ صورت ہوں
حقیقت میں جو کچھ عبد میں مولا کا جلوہ ہے
نمایاں مجھ سے وحدت ہے اگرچہ رنگ کثرت ہوں
کہیں ہوں مست میخانہ کہیں ہوں طالب مولا
کہیں پیرمغاں ہوں اور کہیں شیخ طریقت ہوں

حقیقت میں جو کچھ ہوں ، ہوں ، خدا ہوں اور نہ بندہ ہوں
نرالی شان ہے میری ، میں وہ مرآہ حیرت ہوں
نہیں ہوں میں مگر مجھ سے ہی پھر سب کچھ ہویدا ہے
نمائش ذات کی کرتا ہوں اپنی اک حقیقت ہوں
جو کچھ بھی مجھ میں ہے غوثی وہ سب ساماں اُسی کا ہے
اُسی کی دید کی لذّت میں ہوں محوِ عبادت ہوں



نور ہوجا ، شمع رُوئے یار کا پروانہ بن
سرمۂ اہل نظر بن ، ہو کسی کی خاک پا
گر تجھے بننا ہو کچھ تو ، ہیچ بن اور کچھ نہ بن
گرچہ دانا ہے تو دانا یان عالم میں مگر
ایک ہے سب میں تو سب ہیں ایک میں پا رمز کو تُو
ڈھونڈ وہ لے جن کی اُنھیں کے ہی تُو کاشانہ میں ہے
دیکھ پھر اس کے یگانہ پن کے جلوے آپ میں
ساکنانِ کوئے جاناں پر ہو قربان جان سے
راز آبادی کا تیری بربادی میں ہے
پھر شراب ہستی دلدار کی ہستی میں رہ
بن کے پیمانہ سے شیشہ ، پھر شیشہ سے ہو خم
دید کرنا ہو تو رُوئے یار کا آئینہ ہو
گر تجھے بننا ہو غوثی کچھ نہ بن معلوم بن

گر تجھے بننا ہو تو کچھ عقل کھو دیوانہ بن
مست بننا ہو تو چشم مست کا مستانہ بن
کیا کہوں پھر تجھ کو میں کیا کیا تُو بن کیا کیا نہ بن
راہ میں دلدار کی نادان بن ، دانا نہ بن
ڈالدے حیرت میں سب کو اور تُو حیرت خانہ بن
بے خبر ہشیار ہو اب ان کا تُو کاشانہ نہ بن
یار سے ہوجائے گا نہ آپ سے بیگانہ بن
شاہ بننا ہو غلام نرگس مستانہ بن
نیستی لے پھر تُو مرآتِ رُخِ جانانہ بن
روح سے خم دل سے شیشہ ، جسم سے پیمانہ بن
خم سے پھر ہو خمکدہ پھر ساقی خمخانہ بن
صدقے ہونا ہو تو اُن کے گیسوؤں کاشانہ بن
وہ بنائیں جب تُو پھر تُو جان بن جانانہ بن

*****

اپنی بے حجابی



کسی کے حُسن کا جلوہ ہوں، وہ حجاب ہوں میں
جمالِ یار کی ہلکی سی اک نقاب ہوں میں

کسی کا جلوہ ہے ظاہر، تو اس کا ہوں مظہر
کسی کی ہستی ہے پانی، تو اک سراب ہوں میں

کسی کا باندھا ہوا، ایک نقش ہستی ہوں
کوئی ہے بحر تو، اس بحر کا حُباب ہوں میں

تمہارا حسن رہے، اور تم رہو آباد
دُعائیں مٹ کے بھی دیتا ہوں وہ خراب ہوں میں

وہ بے نظیر حسیں، اور میں اس کا آئینہ
وہ اپنے حُسن میں بے مثل لاجواب ہوں میں

نہ پوچھو کیا ہوں میں کیسا وجود ہے میرا
جو دیکھتے ہیں وہ بیداری میں وہ خواب ہوں میں

نہاں ہیں مجھ میں نقوش جہان غیب و شہود
تمام حُسن کا دفتر ہوں، وہ کتاب ہوں میں

میں کچھ نہ ہو کے بھی اُن کی نظر میں رہتا ہوں
کرم ہے اُن کا کہ لاکھوں میں انتخاب ہوں میں

میں کیا بتاؤں کہ ہے مجھ میں کیا نہاں غوثی
اگرچہ صورت ذرّہ ہوں آفتاب ہوں میں



جسے ہر بشر نہ سمجھ سکے وہ طلسم پردہ راز ہوں
ہوں بہ شکل بندہ اگرچہ میں، پس پردہ بندہ نواز ہوں

میں کسے بتاؤں کہ کیا ہوں میں، کسے کہوں کہ میں کون ہوں
کسی مبتلا کا نیاز ہوں، کسی خود نما کا میں ناز ہوں

مرا رمز اور جہاں میں ہے، مرا رنگ اور جہاں میں ہے
وہ میں آئینہ ہوں کمال کا، کہ ظہور آئینہ ساز ہوں

کہیں ہوں میں بلبل خوش نوا، کہیں ہوں میں قمری غمزدہ
کہیں نغمہ اور سرور ہوں کہیں سوز ہوں، کہیں ساز ہوں

کسی خوش ادا کا خرام ہوں کسی دلربا کا غرور ہوں
کسی دل کا ذوق و سرور ہوں، کسی دل کا سوز و گداز ہوں
مری ہستی کا کروں کیا بیان، کہ ہے دنگ عقل و خرد وہاں
کہ تماشا ہوں نہیں ہوکے کچھ، وہ طلسم شعبدہ باز ہوں
وہ ہوں حسنِ صاف کا آئینہ جو نگاہ ڈالے وہ دنگ ہو
ہیں جہاں پھنسے یہ جہاں کے دل وہ کسی کی زلف دراز ہوں
یہ سہی کہ ہیچ ہی ہیچ ہوں، میں کچھ اور ہوں میں کچھ اور ہوں
کہ نہاں ہیں جس میں حقیقتیں وہ عجیب رنگ مجاز ہوں
مجھے کسی نے مارا یہ کیا ہوا کہ میں غوثی خود سے گذر گیا
تو نگہ کسی کی یہ بول اٹھی کہ وہی میں فتنہ طراز ہوں



دیوانہ روئے یار بھی ہوں، میں حسنِ رُخ دلدار بھی ہوں
مئے اپنی خودی کی پیتا ہوں، مخمور بھی ہوں خُمار بھی ہوں
آزاد جہاں کے دام سے ہوں، ہاں قیدی زلفِ جاناں ہوں
میں نقشِ طلسمِ حیرت ہوں، مجبور بھی ہوں مختار بھی ہوں
میں مست شراب وحدت ہوں، میں شاہدِ رنگِ کثرت ہوں
احوال نہ کچھ پوچھو میرے بیخود بھی ہوں اور ہشیار بھی ہوں
میں شخص بھی ہوں، عکس بھی ہوں آئینہ ہوں آئینہ میں میں ہوں
میں محوِ لقائے یار بھی ہوں، اور آپ ہی رُوئے یار بھی ہوں
کچھ اور ہوں میں کچھ اور ہوں میں، ہر طور میں اک بے طور ہوں میں
حیرت کا عجب میں معمہ ہوں غوثی بھی ہوں شکلِ یار بھی ہوں

*****

وارفتگی



یہ سمجھتا تھا میں کل تک کہ کسی کا میں ہوں
آج یہ حال ہے ہر آن کہ میرا میں ہوں

ایک میں ہوں کہ مرے دم سے ہیں لاکھوں قائم
یہ نہ پوچھو کبھی تم مجھ سے کہ کیا کیا میں ہوں

ہوں میں جو کچھ کہ ہوں، جیسا کہ ہوں، ہوں میں ہوں
کیا بتاؤں تمہیں کس طرح ہوں کیسا میں ہوں

نیک نام آپ ہوں، میں بن کے کہیں شیخ حرم
کہیں مے کش سربازار ہوں رسوا میں ہوں

چت مری پٹ مری، سب تحت مرا فوق مرا
سارے یہ میرے ہیں ان ساروں میں سارا میں ہوں

دونوں عالم یہ کھلونا ہے مرے کھیلوں کا
وہ کھلاڑی ہوں کہ مجھ سا نہیں یکتا میں ہوں

کون ہے جو مری وسعت کو سما سکتا ہے
ایک میں ہی ہوں کہ اپنے میں سماتا میں ہوں

آگے غوثی مرے ٹھہرے، ہے عدم کیا، لاشے
اپنی ہستی کی نمائش میں تماشا میں ہوں

رازونیاز



وہ کہتے ہیں، میں اب تُو، ہوگیا ہوں
میں کہتا ہوں، تمہیں تم ہو میں کیا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ تُو پردہ ہے میرا
میں کہتا ہوں، تمہارا آئینہ ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ مجھ جیسا ہے کچھ تُو
میں کہتا ہوں بھلا میں آپ سا ہوں

وہ کہتے ہیں، تری ہستی ہی کیا ہے
میں کہتا ہوں، تمہارا شُعبدا ہوں

وہ کہتے ہیں، نہیں تھا پہلے کچھ تُو
میں کہتا ہوں، تمہیں سے کچھ بنا ہوں

وہ کہتے ہیں کہ تُو رہتا کہاں ہے
میں کہتا ہوں، تمہیں میں تو بسا ہوں

وہ کہتے ہیں کہ میں تُو ایک ہی ہیں
میں کہتا ہوں، عنایت ہے میں کیا ہوں

وہ کہتے ہیں، کہ تجھ میں سب، ہم ہی ہیں
میں کہتا ہوں، وہی ہم آپ کا ہوں

وہ کہتے ہیں، نہیں غوثی کچھ اب تُو
میں ہی غوثی، میں ہی غوثی نما ہوں

*****



میں خود کو ڈھونڈتا ہوں وہ ہاتھ آ رہے ہیں
اب میری شکل سے وہ جلوہ دکھا رہے ہیں

میں وہ نہیں ہوں ہرگز ، وہ میں نہیں ہیں لیکن
وہ مجھ کو محو کرکے خود کو بتا رہے ہیں

میں اُن کا آئینہ ہوں ، وہ میرا آئینہ ہیں
میں انھیں دِکھا رہا ہوں ، وہ مجھے دکھا رہے ہیں

رہتا ہوں اُن کے مَن میں ، وہ میرے مَن کے مَن ہیں
اب تو وہی سراپا مجھ میں سما رہے ہیں

میں ، میں نہیں رہا اب ، اب وہ ہی میں بنے ہیں
ہر آن اب وہ مجھ میں ، میں بن کے آ رہے ہیں

اے واہ حضرت عشق اچھے ہیں یہ کرشمے ہیں
جتنا مجھے بگاڑا اُتنا بنا رہے ہیں

ساقی کے ہاتھ سے ہم ، پی کر شرابِ وحدت
کچھ اور بن رہے ہیں ، اپنے سے جا رہے ہیں

مے میں کہاں تھی مستی اتنی کہ مجھ کو کھوتی
اُن آنکھوں کے میں صدقے ، بیخود بنا رہے ہیں

طالب سے لن ترانی اُن کی چلی نہ آخر
کہہ کر وَلٰکِنُ اُنْظُر پردہ اٹھا رہے ہیں

میں کیا بتاؤں غوثی میں کیسا مٹ گیا ہوں
خود کو ٹٹولتا ہوں وہ ہاتھ آ رہے ہوں

*****



آج وہ ساقی ہیں میں میخوار ہوں
بیخودی ہے مست ہوں سرشار ہوں

کیف یہ ہے میں ہوں وہ اور وہ ہیں میں
گویا خود ساقی ہوں اور میخوار ہوں

دیکھتا ہوں خود کو بھی اب تو ہیں وہ
ایسا محو جلوہ دلدار ہوں

جب ہوا خالی تو مجھ سے بھر گئے
ہنس کے بولے میں جمالِ یار ہوں

وہ مرے پیشِ نظر ہیں مجھ میں ہیں
کس سے بولوں میں طالبِ دیدار ہوں

پاؤں پر ساقی کے رکھ دیتا ہوں سر
کس قدر مستی میں بھی ہشیار ہوں

آپ ہی بندے میں ہیں بندہ نواز
میں ہوں کیا اک بندۂ سرکار ہوں

شعبدہ ہوں، سحر ہوں، مشقِ نظر
کچھ ہوں اُن کا گرمیٔ بازار ہوں

آپ بے پردہ ہیں جتنا، میں حریص
دیکھتا ہوں، طالبِ دیدار ہوں

اُن کا ہے وہ ہیں جو کچھ بھی مجھ میں ہے
کشتۂ تیر نگاہِ یار ہوں

حال کیا بتلاؤں میں غوثی کسے
آئینہ ہوں، آئینہ رخسار ہوں



خدا موجود ہے اور ہم عدم ہیں
عدم کیا مظہرِ ذاتِ قدم ہیں

نہیں ہیں ہم وہ، اور وہ ہم نہیں ہیں
تماشا ہے کہ پھر وہ ہم ہی ہم ہیں

نظر آتے نہیں گر ہو کے ظاہر
یہ جلوے کس کے پھرائے ذوالکرم ہیں،

جو کھو کر خود کو پائے خود میں تجھ کو
الٰہی اب تو ایسے لوگ کم ہیں

ترا در چھوڑ کر جائیں کدھر ہم
جبیں ہے اور ترے نقشِ قدم ہیں

پیئنگے ہم ترے ہاتھوں سے ساقی
یہی ساغر ہمارے جامِ جم ہیں

وہی ظاہر وہی باطن ہے غوثی
نہیں جو چیز کچھ، وہ چیز ہم ہیں

*****



نکل آئے وہ اپنے گھر ہی میں انداز تو دیکھو
چھُپے ہم ہی میں رہکر ہم سے کتنا ناز تو دیکھو

اگرچہ اور ہیں وہ اور ہیں ہم ، سچ ہے یہ لیکن
مری صورت میں آئے ایک ہوکر راز تو دیکھو

مٹا پروانہ بے سمجھی سے عاشق سب سمجھ رکھ کر
رہا باقی نہ کچھ جانبازیٔ جانباز تو دیکھو

ادھر خود سے چھُٹے پہنچے اُدھر کوچے میں مولا کے
خدا کی شان ہے یہ رفعت پرواز تو دیکھو

ہمارے دیکھنے والے سے دیکھو ہم تمہیں میں ہیں
یہ کہتا ہے کسی کا دیدہ غماز تو دیکھو

ہم اُقرب تم سے ہیں یہ کہہ رہا ہے کون پردہ سے
کہاں سے آرہی ہے چھُپ کے یہ آواز تو دیکھو

غضب کیا مل گئیں آنکھیں گئے جی جاں سے ہم غوثیؔ
کرشمے کرتی ہے کیا کیا نگاہ ناز تو دیکھو



عیاں حُسنِ رُخِ دلدار دیکھو
ہر اک شے میں جمالِ یار دیکھو

خودی کیا چیز ہے ، خود چیز کیا ہو
اسے سمجھو ، اسے ہر بار دیکھو

میں ہی بندہ ہوں ، کہتا ہے میں ہی حق
اَنَا کے ہیں یہ کیا اقرار دیکھو

خودی کو چھوڑ کر ، آؤ خودی میں
خودی میں کون ہے ، خود دار دیکھو

جہاں کو آئینہ خانہ بناؤ
پھر اس میں جلوۂ دلدار دیکھو

بغیر یار ہیں اغیار کس جا
انھیں اغیار میں ہے یار دیکھو

ہو تم قطب دو عالم نقطہ ذات
جہاں ہے گرد جوں پرکار دیکھو

کھُلی دوکان ہے اسرارِ خودی کی
یہ شے ہے ، اب سرِبازار دیکھو

تم ہی میں ہے جسے تم ڈھونڈتے ہو
ذرا خود کو تو ، تم اک بار دیکھو

تمھیں سا ہے اگر غوثیؔ تو کیا ہے
تم اس میں ، کس کے ہیں ، انوار دیکھو

*****

سِرِّ عبودیت



یہ مانا تم سراپا نازنیں ہو
یہ ہم میں کون ہے گر تم نہیں ہو

نظر ہو، آنکھ ہو، پتلی ہو، کیا ہو
کہ بے پردہ ہو، پھر پردہ نشیں ہو

جسے دیکھا لُبھایا اُس کو دم میں
عجب جلوہ، عجائب مہ جبیں ہو

وہ ہم سے پوچھتے ہیں کون ہو تم
نہیں ہو یا ہو، کیا ہو، کیا نہیں ہو

نہیں ملتے جو کہہ کر نَحنُ اَقرَب
یہ دوری کیسی پھر جب تم یہیں ہو

بھرے ہیں انفس و آفاق تم سے
ہمیں میں ہو اگرچہ ہر کہیں ہو

یہ مستی ہے نہیں کچھ سُوجھتا ہے
تمہیں کہدو کہ ہم ہیں یا تمہیں ہو

وہ ہے کچھ اور اُس کا پوچھنا کیا
میاں تم جس کی جاں ہو جس کے دیں ہو

اگرچہ ایک ہو تم اور وہ غوثیؔ
مگر تم میں ہے وہ، تم وہ نہیں ہو

*****

لا الہ الا اللہ



میری فنا ہے بقا لا الہ الا اللہ
ہے مجھ میں نور خدا لا الہ الا اللہ

میں اُس کا آئینہ ہوں وہ ہے آئینہ میرا
یہی ہے راز مرا لا الہ الا اللہ

میں ہی ہوں نور محمد جو ہیں رسولُ اللہ
میں ہوں ظہور خدا لا الہ الا اللہ

میں بندہ حق کا ہوں لیکن خدا نما بندہ
خدا ہے بندہ نُما لا الہ الا اللہ

خدائی مجھ میں ہے ساری خدائی میں میں ہوں
عجب ہے بھید مرا لا الہ الا اللہ

خودی مٹی تو خود آیا خدا خودی میں نظر
ہمیں تھے اُس سے جُدا لا الہ الا اللہ

پڑھایا ہے مجھے اِس طرح پیر نے کلمہ
کہ آپ خود میں بنا لا الہ الا اللہ

اَنا کو پلٹو انا ہی ہے ڈھونڈتے کیا ہو
یہی ہے صاف پتا لا الہ الا اللہ

تمہیں میں وہ ہے خبر بھی ہے کچھ تمہیں غوثیؔ
وہی ھو ہے اَنا لا الہ الا اللہ

*****

وخرموسیٰ صعقا (قرآن)



اک دم کوئی گر دیکھے وہ جلوہ جانانہ
مجھ سا بنے دیوانہ مجھ سا رہے مستانہ

حالت پہ مری زاہد نادان تو ہنستا ہے
کچھ تجھ پہ اگر گزرے بن جائیگا دیوانہ

مستی کا مرے عالم وہ ہے کہ میں ہی میں ہوں
یاں خویش پرستی ہے اپنا ہے نہ بیگانہ

مے سے ہے یہ خودی میری مستی مجھے خود سے ہے
میں آپ ہی ساقی ہوں اور آپ ہی میخانہ

گلزار میں میں گل ہوں گل میں ہوں میں بو ہو کر
طوطی کا میں نغمہ ہوں بلبل کا ہوں افسانہ

ہر دم نئے جلوہ ہیں دم سے مرے عالم میں
ہر آن نئی میری ہر طور جدا گانہ

شاہانِ جہاں میں ہو شان سے ہوں غوثیؔ
رکھتا ہوں فقیروں میں سو رنگ فقیرانہ



نظر میں بس گئی جب سے وہ شکل جانِ جاں اپنی
نظر آتی ہے ہستی صاف یہ وہم و گماں اپنی

جہاں سب ڈھونڈتے ہیں ہم نہیں پاتے ہیں اپنے آپ کو
خدا جانے کہ ہستی چھپ گئی جاکر کہاں اپنی

وہ بانام و نشاں با وصف بے نام و نشاں کے ہیں
حقیقت میں تو نکلی ذات بے نام و نشاں اپنی

چھپے جتنا ہم اتنی انگلیاں اٹھیں طرف اپنی
تماشا دیکھیے گھر گھر ہے اب تو داستاں اپنی

ہر اک عنوان سے ہر ایک لب پر ذکر ہے اپنا
عجب یہ باعث شہرت ہوئیں گمنامیاں اپنی

خلیفہ خلق کے ہم ہم ہی مسجودِ ملک ٹھہرے
بحمداللہ ثنا دیکھو یہاں اپنی وہاں اپنی

دلِ مجنوں میں ہے لیلیٰ بتاتا ہے وہ محمل کو
وہ کیا جانے جو بھولے راہ خود ہی کارواں اپنی

جسے ہم ڈھونڈھنے نکلے تھے آخر ہم میں وہ نکلے
بڑی مدت میں آخر حل ہوئی یہ چیستاں اپنی

ہم اپنے آپ کو کیا کھوئے غوثیؔ ہم ہی ہاتھ آئے
نظر آتی وہی صورت عیاں اپنی نہاں اپنی

*****



بے چونی کے اسرار کھلے چوں وچناں سے
مدت ہوئی ہم ہائے گئے نام و نشاں سے

سمجھا ہے یقین کو بھی گماں ایک زمانہ
ہم دیکھتے ہیں رنگت یقین شکل گماں سے

اسرار کچھ اور ہی ہیں آنا ہے نہ جانا
یوں دیکھو تو جاتے ہیں وہاں آئے جہاں سے

ہیں واعظ و زاہد کو قیامت کے جھمیلے
سستے تو ہمیں چھوٹے فقط نقل مکاں سے

مانگی ہوئی ہے اپنی ہی نیکی کہ بدی ہو
ہم لائے تھے جو واں سے وہ لیجائینگے یاں سے

پائے انھیں ہم اپنے ہی میں جب تو یہ بولے
غوثی تمھیں معلوم ہوئی بات کہاں سے

*****

من عَرَفَ نَفسَهٗ فقد عرف رَبَّهٗ (حدیث)



خود کا پردہ ہے ، تو خود ، خود کو ذرا دیکھ تو لے
خود کے پردے میں ترے خود ہے خدا دیکھ تو لے

خود سے جو دور رہے ، حق سے بھی وہ دور رہے
اے وہ خود گمشدہ اس بات کو پا دیکھ تو لے

کچھ نہیں ہے بھی تو سب کچھ ہے تو ہی بات تو سن
آپ سے آپ ہی تو خود ہے جدا دیکھ تو لے

ہے خدا خود میں ترے اور تو خدا میں گم ہے
اے وہ مدہوش ذرا ہوش میں آ دیکھ تو لے

آپ اپنے کو جو جانا ، وہ خدا کو جانا
شہِ لولاک کا اِرشاد ہے کیا دیکھ تو لے

نحن اقرب کا اگر بھید سمجھنا ہو تجھے
اپنی شہ رگ کی طرف دھیان لگا دیکھ تو لے

کر ریاضت نہ تو ، اور بھوکوں نہ مر خود کو سمجھ
راز فی انفسکم پیر سے پا دیکھ تو لے

گر خدا سے تجھے ملنا ہے تو خود سے مل لے
آپ اپنے کو ذرا آنکھ اٹھا دیکھ تو لے

نقد وقت آج ہے دیدار خدا کا غوثی
اپنی صورت کو تو آئینہ بنا دیکھ تو لے

*****



جو حسنِ یار ہم ٹھہرے کسی کا تذکرہ کیا ہے
ہم ہی مشہود ٹھہرے جب تماشہ غیر کا کیا ہے

بشر ہم ہیں، ملکؔ ہم ہیں یہاں ہم ہیں وہاں ہم ہیں
ہمیں ہیں دوسرا میں دوسرا میں، دوسرا کیا ہے

ہمیں ہیں آئینہ ہم عکس ہیں ہم شخص ہیں آپ ہی
ہمیں ہم ہیں، ہمیں ہم عکس کیا ہے آئینہ کیا ہے

ہمیں ساقی ہمیں میکش ہمیں ساغر ہمیں مینا
خودی کی مے کو پیتے ہیں، شراب و میکدہ کیا ہے

خودی جسدم مٹی اپنی تو ہم میں نکلے وہ آخر
عدم آخر ٹھہرا، تو پھر غیر خدا کیا ہے

ہمیں ساجد، ہمیں مسجود ہم مشہور ہم شاہد
ہماری ہی ضمیریں ہیں ھُو اَنتَ اَنَا کیا ہے

مزے لے قربتِ حق کے ہمیشہ مست رہ غوثیؔ
وہ جب تجھ میں ہے ظالم پھر بتا اب چاہتا کیا



وہ تجھ سے جدا کب ہے، تو ہی اُس سے جدا ہے
کر وہمِ دوئی دور، ترے ساتھ خدا ہے

پھر کس سے ہے یہ حشر میں دیدار کا وعدہ
جب صورتِ اعیاں سے تو ہی جلوہ نما ہے

منصورؒ ہی کیا گوشِ حقیقت ہو تو سن لو
ہر ذرّہ سے اس وقت اناالحق کی صدا ہے

میں کیا ہوں جو میں میں کہوں اے شاہِ حقیقت
جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے حقیقت مری کیا ہے

ایسا ہوں نفی، ہے مرے اثبات میں اللہ
اثبات ہوں ایسا، مرے اثبات میں لا ہے

جلوے ہیں بقا ہی کے سنو شکلِ فنا میں
کہتے ہیں فنا ہم جسے وہ عین بقا ہے

موجود کو معدوم سمجھتا ہے زمانہ
کیا اندھونکی آنکھوں سے خدا ہائے جدا ہے

در پر ترے جھک جاتے ہیں خاطر تری ورنہ
عشاق کو کب سجدہ ترے در کا روا ہے

ہم اپنے ہی سے آپ ملے وصل میں غوثیؔ
حیرت ہوئی آئینہ جب آگے سے ہٹا ہے

*****

لاموجود الا اللہ



میں حق کا ہوں، حق ہے مرا، میں حق کی، حق موجود ہے
نہ وہ ہے الگ نہ میں ہوں جدا میں حق کی، حق موجود ہے
دراصل میں یہ میں نہیں، میں میں مری ہے اس کی میں
میں وہ وہی میں ایسا میں حق کی حق موجود ہے
میں وہ نہیں دو، جان لو، ہے ایک ہی پہچان لو
پوشیدہ وہ میں برملا میں حق کی، حق موجود ہے
اپنے کو جانو عاقلو، غافل حقیقت سے نہ ہو
فانی ہو تم، باقی خدا میں حق کی، حق موجود ہے
اول بھی حق، آخر بھی حق، ظاہر بھی حق، باطن بھی حق
سب شانِ حق ہے مرحبا، میں حق کی، حق موجود ہے
ہر شکل میں ظاہر وہی، ہر چیز کا باطن وہی
کیا باطنا کیا ظاہرا میں حق کی، حق موجود ہے
اول بھی ہم کو میں نہ تھی، آخر بھی ہم کو میں نہیں
ہم کو نہیں ہے میں صدا، میں حق کی حق موجود ہے
اپنی نہیں یہ میں سمجھ اس میں کو حق کی میں سمجھ
حق کی ہے یہ ہر دم صدا میں حق کی حق موجود ہے
اول بھی ذات حق کی میں، آخر بھی حق ہی کی ہے میں
خود حق ہے میں، میں بولتا میں حق کی حق موجود ہے
اندھا ہے تو، بینا ہے حق، گونگا ہے تو گویا ہے حق
تو کچھ نہیں سب ہے پیا، میں حق کی، حق موجود ہے
ہم تم میں، وہ ہم تم نما غوثی میں وہ غوثی نما
حق ہے یہ سب حق کی انا، میں حق کی، حق موجود ہے

*****



بے چونی کے جلوے وہ باچوں وچرا دیکھے
آنکھیں ہوں اگر روشن ہر شے میں خدا دیکھے

جو خود کو نہ دیکھا ہو وہ دیکھے گا کیا اس کو
جو اس کو نہ دیکھا ہو وہ آپکو کیا دیکھے

منصورؒ کے معنیٰ تھے یہ شانِ انا الحق میں
خود، خود ہی پہ مرجائے سُولی کا مزا دیکھے

وہ دوُر رہے اُس سے جو اس کو جُدا جانے
جو وصلِ خدا چاہے، خود کو نہ جدا دیکھے

مولا کہیں بندہ ہے، بندہ کہیں مولا ہے
جو بھید سمجھتا ہو، وہ آنکھ اٹھا دیکھے

جو خود سے گذر جائے ہر جا وہ خدا پائے
کردے جو فنا خود کو وہ رنگِ بقا دیکھے

دیکھے گا خدا کو وہ بے شک و گماں غوثیؔ
جو اپنی ہی صورت کو آئینہ بنا دیکھے



میں خود کو دیکھتا ہوں میں ہوں تو سب جہاں ہے
جو میں نہ ہوں تو عالم یہ خیال ہے گماں ہے

مجھے کوئی جانیگا کیا مجھے میں ہی جانتا ہوں
مری میں میں میں ہوں دائم مرالامکاں مکاں ہے

میں وجود دوسرا ہوں، میں نمود دو جہاں ہوں
میں نشانِ بے نشاں ہوں مرا بے نشاں نشاں ہے

میں ظہورِ نور حق ہوں میں شہودِ عبدیت ہوں
میں وہ ہوں کہ سرِ مولا مری ذات سے عیاں ہے

مرا جز مرے، کوئی بھی نہ حجاب دوُسرا ہے
مری ذات ہی عیاں ہے مری ذات ہی نہاں ہے

میں کسے بتاؤں کیا ہوں میں خدا ہوں یا ہوں بندہ
کہ صفات عبد و رب کا مری ذات میں نشاں ہے

مری میں وہ میں نہیں ہے جو جہان کہہ رہا ہے
مری میں وہ میں ہے جس سے یہ نمائشِ جہاں ہے

جو میں آپ کو بھُلایا تو پھر آپ ہاتھ آیا
کبھی اور کو نہ پایا، یہ وصال کا بیاں ہے

مری میں کا راز غوثیؔ کوئی مجھ سے آکے پوچھے
مری میں کی شان کیا ہے مری میں میں کیا نہاں ہے

*****

ہماری ہستی کا ذکر ہی کیا ذری بھی جس کو بقا نہیں ہے
نہ جان اپنی نہ جسم اپنا ۔ کہیں بھی اپنا پتا نہیں ہے

خدا کو بندہ کہو نہ ہرگز خدا یہ بندہ بنا نہیں ہے
نہ بندے کو تم خدا بناؤ کہ بندہ ہرگز خدا نہیں ہے

جو یہ ہے ، وہ ہے ، جو وہ ہے ، یہ ہے ، نہ حق ہے بندہ نہ بندہ حق ہے
جو یہ ہے ، یہ ہے ، جو وہ ہے وہ ہے ، اگرچہ بندہ جدا نہیں ہے

خدا ہے کیا چیز کیا کہوں میں ، خدا کو کیسا خدا کہوں میں
کہ چھوٹا منہ اور بات بالا ، یہ بات ہرگز روا نہیں ہے

ہے مفت حیران کیوں تُو زاہد ، خدا کو کیوں کر چلا مُقید
جدا خدا کو سمجھ نہ اندھے ، کہ عرش ہی پر خدا نہیں ہے

بیان غوثیؔ ہو وصل کا کیا عجیب حیرت کا ہے تماشہ
جو دیکھتا ہوں میں دوجہاں میں تو کوئی اُس کے سوا نہیں ہے

*****

تُو ہی تُو ہے



نظر میں ہر زماں آٹھوں پہر جاناں تُو ہی تُو ہے — ہمارے سامنے آبادیٔ کون و مکاں ہُو ہے
کریں کعبہ کو سجدہ کس لئے عاشق ترے ہوتے — تجھے سجدہ کرینگے ہم ہمارے سامنے تُو ہے
قسم تری تو ہی ہے مجھ میں سراپا نہیں ہوں میں — ترا نقشہ تری سج دھج تری رنگت تری بو ہے
ہر اک صورت میں ہر صورت سے اس کی بمثالی ہے — ہمارا یار ہے ، بمثل زلفیں ہیں نہ گیسو ہے
تجھے ہم جانتے ہیں ، لاکھ پردوں سے چھپا تو کیا — تُو ہے ہر شان سے ہر جا ترا ہی جلوہ ہر سُو ہے
جگر ہی ، دل ہی کچھ زخمی نہیں ہیں اے کہاں انداز — ترے تیروں سے چھلنی دیکھ یہ سینہ یہ پہلو ہے
بتا ہے کونسی شے ذات کی غوثیؔ کی اے جاناں — ترا ہی جان پر قبضہ ترا ہی دل پہ قابُو ہے

*****



یہ تو بتائیں کون ہوں یکتا ہے تو مانا سہی
تو ہے مرا مولا سہی ، میں ہوں ترا بندہ سہی

ہرجا اکیلا تو ہے گر سب کا کہاں بتلا گذر
لے دو کے اک ظاہر نہیں ، مانا تو ہے یکتا سہی

پوچھا میں اک کیسا ہے تو بولا کہ اک لاکھوں میں ہوں
بنے اک کہ ہوں لاکھوں کہاں گو ایک ہے تنہا سہی

اول بھی تو آخر بھی تو ظاہر بھی تو ، باطن بھی تو
ہم کون جب تیرا ہی ہے ، ہر جا قدِ رعنا سہی

ہم اول و آخر نہیں ہم باطن و ظاہر نہیں
جب ہم ہر اک صورت نہیں تو سب ترا جلوہ سہی

خود اصل ہوں نہوں فرع میں خود شخص ہوں نہوں عکس میں
ہیں اصل تو تو فرع میں ، تو شخص میں سایا سہی

میں کون ہوں ، جو عین ہوں میں کون ہوں جو غیر ہوں
غوثی وہی ہے جلوہ گر پردہ کہ بے پردہ سہی



آنکھ ایسی لڑا گیا کوئی
دل میں آنکھوں سے آگیا کوئی

ہوگئے بیٹھے بیٹھے دیوانے
ہائے کیا جی لبھا گیا کوئی

کوئی نظروں کو اب نہیں بھاتا
اپنا نقشہ جما گیا کوئی

مجھ سے ایمان و دیں مرا لے کر
ان کو خود میں بتا گیا کوئی

باتوں باتوں میں چھٹ گئے خود سے
بات ایسی بتا گیا کوئی

چھپ کے سارے جہاں کی آنکھوں سے
میری آنکھوں میں آگیا کوئی

کان میں جانے کیا کہا چپکے
مست و بے خود بنا گیا کوئی

کیسے دیکھوں ؟ کسے ؟ کہاں دیکھوں
اپنا جلوہ دکھا گیا کوئی

ہوگیا دو جہاں سے مستغنی
میرے جی میں سما گیا کوئی

کھو کے کچھ اور ہوگئے اب ہم
جام ایسا پلا گیا کوئی

پوچھا آخر وہ دلنواز تھا کون
نام غوثی بتا گیا کوئی

★★★★★



مجھ کو خود سے بھلا دیا کس نے ۔۔۔ ان کو خود میں دکھا دیا کس نے
مدتوں تھے تلاش میں جس کی ۔۔۔ کہہ کے کچھ ، یہ ملا دیا کس نے
خود سے چھوٹے ، تو پالیا اس کو ۔۔۔ یہ اشارہ بتا دیا کس نے
آنکھ ملتے ہی آئے آنکھوں میں ۔۔۔ ان کو ایسا دکھا دیا کس نے
دل میں ان کے سوا نہیں کوئی ۔۔۔ ایسا دل میں بسا دیا کس نے
آنکھ پڑتی ہے جس طرف وہ ہیں ۔۔۔ یوں نظر میں جما دیا کس نے
مجھکو مجھ سے چھڑا دیا دم میں ۔۔۔ جام ایسا پلا دیا کس نے
بھول کر خود کو خوابِ غفلت میں ۔۔۔ سو رہا تھا جگا دیا کس نے
آج کچھ اور ہی ہیں ہم غوثی ۔۔۔ ہم کو ہم سے ملا دیا کس نے



جس میں تم رہتے ہو وہ دل ہے یہی ۔۔۔ آپ کے رہنے کی منزل ہے یہی
جو تمہارے ہاتھ سے ہی قتل ہو ۔۔۔ میری جان دیکھو بسمل ہے یہی
جب نگہ ان نگاہوں سے ملی ۔۔۔ بول اٹھا دل اپنا قاتل ہے یہی
آپ کی صورت بھی کیا صورت ہے یہ ۔۔۔ جی میں رکھ لینے کے قابل ہے یہی
کہتے ہیں مقتل میں بلا کر مجھے ۔۔۔ خنجر ابرو کا گھائل ہے یہی
رہ گئے اک نقش ایسا مر مٹے ۔۔۔ جان ہے ، تن ہے یہی دل ہے یہی
کون ہے غوثی سا یوں ہونگے بہت ۔۔۔ ہاں میاں اک مرد کامل ہے یہی

*****



میں تو میں اصلاً نہیں ، یہ جلوہ افزا کون ہے ؟
تم نہیں ہو گر تو پھر مجھ میں سراپا کون ہے ؟
ہم تمہارا آئینہ ہیں ، تم ہمارا آئینہ
اب یہ میں کیسے کہوں کس کا تماشا کون ہے ؟
ہم سے اچھا کون ہے ؟ کیا پوچھتے ہو ناز سے
تم سے اچھے ہو تمہیں ، ہاں تم سے اچھا کون ہے ؟
سب میں رہتے ہو سراپا ، اور پھر تم سب نہیں
سب میں رہ کر ایک رہنا ایسا یکتا کون ہے ؟
سب میں سب کے دل سے ہوکر سب کو دکھلاتے ہو تم
تم کو دکھلانے کو تم جیسے ہو ویسا کون ہے ؟
تم کو تم سے دیکھتے ہیں ، گرچہ ہر شئے میں حضور
پھر بھی تم جیسے ہو ، ویسا دیکھ سکتا کون ہے ؟
ہم نہیں بھی تو ہو تم ، اور تم نہیں تو ہم کہاں ؟
تم سے ہی ہیں ہم ، نہیں تو ہم میں کیا تھا کون ہے ؟
تم بھی ظاہر ہو تمہیں سے ہم بھی ظاہر تم سے ہیں
پھر چھپا کیا ہے الٰہی کس کا پردا کون ہے ؟
لن ترانی گر نہیں گر اضطراب شوق کا
ثم وجہ اللہ ہے کیا پھر منہ دکھاتا کون ہے ؟
ایک ہیں وہ لاکھ میں چھپتے ہیں لاکھوں میں مگر
جانتے ہیں یہ بھی ہم لاکھوں میں یکتا کون ہے ؟
گرچہ غوثی کچھ نہیں یہ بات ہے مانی ہوئی
پھر بھی جیسا کچھ ہے غوثی ویسا سمجھا کون ہے ؟

*****



رگ جاں کھینچتا ہے، ناز کیا ہے ستم ہے آپ کا انداز کیا
تمہاری دید جینا، ہجر مرنا ہمارا سوز کیا ہے ساز کیا ہے
تمہیں ہو سب مرا آغاز و انجام مرا انجام کیا آغاز کیا ہے
عیاں ہم تم سے، تم ہم سے عیاں ہو ہمارا اور تمہارا راز کیا ہے
یہ کہتا ہے کہ ہم تم دو نہیں ہیں کسی کا دیدۂ غمّاز کیا ہے
رگ جاں تار طنبورہ ہے گویا کسی کی چھیڑ ہے آواز کیا ہے
دکھاتے ہیں وہ اس کو جو نہیں کچھ یہ جادو ہے کہ اعجاز کیا ہے
نہیں ہونا ہی، ہو جانا ہے سب کچھ ہماری رفعتِ پرواز کیا ہے
تمہیں غوثیؔ میں ہو مولا کہوں کیا دمیدہ کون ہے دمساز کیا ہے

*****

ظہور حق

ظہور حق ہے جلوہ میں نبی کے سنا ہم نے یہ کل منہ سے کسی کے
خدا کا نور ہے نورِ محمدؐ مقابل آرسی ہے آرسی کے
نبیؐ کی ہے محبت جس کے دل میں میں صدقے ایسے دل کے ایسے جی کے
کرے جو جان و دل قربان نبی پر تو کیا کہیے ہے اُس کی زندگی کے
خود ہی پر ہو رہا ہے اپنے صدقے نہ جاتے جی ہیں کیا آیا کسی کے
ہر اک صورت سے دکھلاتی ہے خود کو تصدق جائیے بے صورتی کے
وہ سامان ساز ہے خود میرِ سامان لگے مجھ کو نہیں اب بے کسی کے
نظر آتے ہیں سب ہستی کے جلوے کرشمے دیکھیے اس نیستی کے
خدا تم میں نبی تم میں ہے غوثیؔ نظر میں تم بھی کیا ہو کا کسی کے

نحن اقربُ من حبلِ الورید (قرآن)



تمہارے پاس شہ رگ کے قریں ہے / جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ یہیں ہے
شہود یار ایسا نقد دم ہے / ہمارا وہم تک بھی اب نہیں ہے
پتہ کیا پوچھتے ہو لا مکاں کا / ارے وہ جان کا دل کا مکیں ہے
عیاں ہے تن سے دل سے اور جاں سے / عجب بے پردہ وہ پردہ نشیں ہے
جہاں تم ہو، وہیں ہے؛ وہ یہ سمجھو / نہ سمجھو تم کہیں اور وہ کہیں ہے
بتائیں کیا کہ کیا ہے وہ ہمارا / ہمارا تن ہے، دل ہے جاں ہے دیں ہے
نہیں ہیں کچھ تو اک ہم ہی نہیں ہیں / مگر تم جس جگہ ہو کیا نہیں ہے
نہ چھوڑینگے چھڑائے سے کسی کے / درجاناں ہے، اور اپنی جبیں ہے
نکالے ڈھونڈ کر اپنے میں اُس کو / یہ ہمت، آفریں صد آفریں ہے
ہر اک صورت سے کرتا ہے تماشہ / یہ کیسا حُسن ہے کیا نازنیں ہے
میں صدقے کیا، کہا غوثیؔ نہیں کچھ / تمہیں سب کچھ ہو غوثیؔ کچھ نہیں ہے



لامکاں چُھپ نہ سکا یار تمہارا ہم سے / اب تو ہر آن ملا کرتے ہو ہرجا ہم سے
چُھپتے ہو سامنے کے سامنے کیا کیا ہم سے / واہ جی بھُول بھلیاں کا تماشا ہم سے
دیکھنے والے تمہیں دیکھتے ہیں ہر شے میں / اب یہ بتلاؤ کہاں چھُپتے کس جاہم سے
بے حجابی نے کیا ہے تمہیں خود پردے میں / کوئی پوچھے تو سہی آپ کا پرواہم سے
اول آخر ہو، تمہیں، ظاہر و باطن ہو تمہیں / لامکاں کہتے ہو کیوں اپنا ٹھکانا ہم سے
لن ترانی نہ سُنی آپ کے اڑ بازوں نے / نہ چھپا آپ کا آخر کو تجلا ہم سے
اک زمانہ تھا اُسے ڈھونڈتے تھے ہم غوثیؔ / اب تو اپنا ہی پتہ خود نہیں چلتا ہم سے

*****

تلاوتِ ذات



یہ مکاں سے تا سرِ لامکاں اُسی اک وجود کا خواب ہے
یہ ظہور دونوں جہان کا رُخِ یار ہی کی نقاب ہے

کہوں کیسا بحرِ وجود ہے دوجہاں کی جس میں کہ بود ہے
کوئی قطرہ ہے کوئی نقش ہے، کوئی موج کوئی حُباب ہے

ہے عجب چمن کا یہ رنگ ڈھنگ کہ آپ کا تو ہے ایک رنگ
پہ ہزاروں قسم کے پھول ہیں، کہیں سُنبل اور گلاب ہے

یہ بقا مری، یہ فنا مری تری ذات سے ہے اے دلربا
تری ذات سے ہوں میں ظاہرا مری ہستی نقشِ بر آب ہے

مرا عین تو ترا عین میں، نہ تُو غیر ہے نہ میں اور ہوں
مرے یار پردہ نہ مجھ سے کر، مجھے کچھ نہ تجھ سے حجاب ہے

وہیں بیخودی میں بھلے تھے ہم، کہ نہ اپنی ہستی کا ہوش تھا
نکل آئے یاں تو ہوا غضب، کہ خودی میں حال خراب ہے

کرو تم تلاوتِ ذات بس، یہی کام غوثیؔ رکھو سدا
یہ قرآں ہے حق کے وجود کا یہ خدا کی خاص کتاب ہے

*****

اینما تولوا فثم وجه الله (قرآن)

رموزِ حقایق

○

تجھے دیکھتا ہوں جہاں جہاں نظر آ رہا ہے وہاں تُو ہی
گو بری ہے رنگِ جہاں سے تُو مری جاں مگر ہے جہاں تُو ہی
تو نہیں تو پھر یہ جہاں کہاں ، ترے دم سے ہے یہ جہاں جہاں
گو جہاں ہے اور ، تو اور ہے ، ہے مگر جہاں کی جاں تو ہی
ترا بھید مجھ پہ یہ کھل گیا ، ترا جلوہ مجھ سے نہ چھپ سکا
مرے جسم سے ہے ، عیاں تو ہی ، مری جان میں ہے نہاں تو ہی
تو ہی نور ہے تو ہی نور ہے ، ترے نور کا یہ ظہور ہے
ترے لامکاں کا ہے یہ نشاں کہ مکیں تو ہی ہے مکاں تو ہی
مجھے تھا گماں مرا تن ہے یہ ، مرا دل ہے یہ ، مری جاں ہے یہ
یہ یقین ہے اب مرا تن تو ہی مرا دل تو ہی مری جاں تو ہی
تجھے جانتا ہوں تجھ ہی سے میں ، تجھے دیکھتا ہوں تجھی سے میں
ہے بجانِ غوثیؔ نہاں تو ہی ، ہے بشکلِ غوثیؔ عیاں تو ہی

*****

کُنتُم اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ (قرآن)

میں آئی سہیلی

○

میں آئی سہیلی عدم کے نگر سے وجودِ حقیقی نے لایا مجھے
عدم میری بستی ، میں ہو کر نہیں تھی نہیں سے وہ ہے لے دکھایا مجھے

میں میت ، میں جاہل ، میں مضطر ، میں عاجز
میں بہری ، میں اندھی ، میں گونگی ازل سے
وہ زندہ ، وہ عالم، مرید اور قادر
وہ سنتا ہے بینا ہے ، گویا ، میں صدقے

مرا مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے سہیلی — وہی سر سے پا تک سنوارا مجھے
وہی تیری صورت سے ظاہر ہوا ہے — یہ مرشد نے گرو ہے بتایا مجھے
میں کیسے پیا کو یہ بھولوں سہیلی — جو ہاتھوں سے اپنے بنایا مجھے
محمدؐ کی صورت سے جلوہ دکھا کر — مرے من موہن نے لبھایا مجھے
خدا میرا سانچا نبی میرا سانچا — گرو بھی ملا ہے تو سانچا مجھے
مجھی میں خدا کو مجھی میں نبی کو — میں صدقے گرو کے دکھایا مجھے
اُسی سے اسی کو میں پاتی ہوں غوثی — عجب اس نے جلوہ دکھایا مجھے

O

تو اپنے وہم ہستی سے نکل ہستی اسی کی ہے — تو اسکے علم کا معلوم بن بستی اسی کی ہے
وہ ہر ذرہ کا خالق ہے وہ ہر ذرہ کا مالک ہے — بلندی بھی اُسی کی اور یہ پستی اسی کی ہے
مرا مجھ میں بجز اک وہم ہستی کے نہیں کچھ بھی — میں اپنی ذات سے خود نیست ہوں ہستی اسی کی ہے
تو ناقص ہے وہ کامل ہے تو مردہ ہے وہ زندہ ہے — عدم ہے تو وہی آباد ہے بستی اسی کی ہے
شرابِ عشق و عرفاں پی کے ہر دم مست ہوں غوثی — مجھے مستی جو رہتی ہے تو یہ مستی اسی کی ہے

*****

خودشناسی



تو خود کو دیکھ بھی آخر ، کہ تو ہے کون کس کا ہے
خودی کیا چیز ہے کس کی ہے ، خود کیا ہے خدا کیا ہے
تُو میں — میں — بولتا ہے ، جانتا ہے تیں — ہوں میں — لیکن
نہ تو تن ہے نہ تو دل ہے نہ تو جان ، کون گویا ہے
تو کہتا میں ہے بتلاتا ہے اعضاء اور جوارح — کہ
خدا کو جانے گا کیا ، خود کو ہی جب بھول بیٹھا ہے
نکل اپنی خودی سے ، پا خودی میں ہی خودی اپنی
نہیں ہے وہ خودی تیری خودی جس کو تُو سمجھا ہے
خودی کو اپنی جب سمجھے گا ، پائے گا خدا کو بھی
خودی سے اٹھ ، خودی کو پا ، خودی کا خود تُو پردا ہے
خودی سے اپنی اے خودبیں خودی خود تو نے کھوئی ہے
اگر خود کو تُو سمجھے گا تو پائے گا خدا کو بھی
خدا ہے آئینہ تیرا تو آئینہ خدا کا ہے
نہیں ہوکر بھی شوقی — اُن کی نظروں کا تماشا ہوں
نظر بندی ہے کیسی اور یہ کیسا تماشا ہے

*****

سرّ ظہور

○

کھیل ہے نظروں کا عالمؑ نام ہے | صنعتِ پُختہ یہ کس کا کام ہے
پاک ہے مئے اور پینا ہے حلال | کیسا ساقی ہے یہ کیسا جام ہے
ہاں دل عاشق پھنسے کیونکر نہ اب | جلوہ ہے دانہ تو گیسو دام ہے
حُسن پردہ میں بھی بے پردہ ہے آج | خاص محفل اور جلوہ عام ہے
دیکھتے ہیں زلف کو رخسار کو | یہ ہماری صبح اور وہ شام ہے
گر نہیں خوش ہم سے عالمؑ تو نہ ہو | ہاں میاں ہم کو تو تم سے کام ہے
گر نہیں تم پاس ہے آرام دُکھ | تم اگر ہو پاس دُکھ آرام ہے
ظاہر و باطن ہیں سب کچھ آپ ہی | کیا ہے غوثی صرف اس کا نام ہے

*****

مشاہدہ

○

میں اُس کے روبرُو ہوں وہ میرے روبرُو ہے | ہوں اُس کے دوبدو میں، وہ میرے دوبدو ہے
ہے لا ظہور اِلاّ اِلاّ ظہور اللہ | اللہ ظہور اللہ ، اللہ ہُو ہی ، ہُو ہے
ہیں لا یہ دونوں عالمؑ اِلاّ ہیں شاہِ عالمؑ | اللہ جانِ عالم ، اب آگے ہُو ، ہی ہُو ہے
وہی ساقی اور میکش وہی ساغر اور مینا | وہی میکدہ صراحی وہی جام اور سبو ہے
اک وقت اپنے دل سے پوچھا کہ کون ہے یاں | تو کہا کہ ہوش میں آ ، نہ ہوش یاں تو ، تو ہے
جسے دیکھنا ہو اسکو، کہو مجھ کو دیکھے غوثی | کہ میں اسکے ہو بہو ہوں وہ میرے ہُوبہو ہے

*****

وفی انفسکم (قرآن)

معائنہ خودی



ٹٹولا میں نے جب خود کو تو کیا ہے
پتہ میرا نہیں نام خدا ہے

خودی میں کوئی خود سے چھپ گیا ہے
خودی نکلے تو پھر کیا ہے خدا ہے

میں تم کو دیکھتا ہوں یا تمھیں سے
تمہارا نور آنکھوں میں بسا ہے

نہ دیکھے مہر کو شپرہ نہ دیکھے
عقاب آنکھوں سے اپنی دیکھتا ہے

بڑا بُت ہوں میں کیا پوجوں بتوں کو
وہ بُت گر میری نظروں میں بسا ہے

سماتا کب ہے جامہ میں وہ اپنے
جسے وہ آئینہ رو مل گیا ہے

ملا دے گا وہ پھر تم کو بھی دم میں
ملو تم اس سے جو اُس سے ملا ہے

کہاں ڈھونڈوں میں اُسکو خود سے باہر
کہ وہ مجھ میں سراپا چھپ گیا ہے

نہیں ملتا نہ کہنا آپ مجھ سے
تمہارا پتہ پتہ میں پتہ ہے

نہیں غوثی یہ کچھ بھی ہم نے مانا
تم ہی ہو صورتِ غوثی میں کیا ہے

*****

مَنْقَبَتْ

رضی اللّٰہ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

حقائق باب حکمت



حقیقی علیؑ کا نظارہ علیؑ ہیں ۔۔۔ رسولِؐ خدا کا سراپا علیؑ ہیں
محمدؐ کی آنکھوں کا تارا علیؑ ہیں ۔۔۔ خدا کی نگاہوں میں اعلیٰ علیؑ ہیں
وہ دوشِ محمدؐ نے رتبہ بڑھایا ۔۔۔ کہ یہ عرش اعظم سے اعلیٰ علیؑ ہیں
خدا بھی ہے مولا علیؑ بھی ہے مولا ۔۔۔ مگر جس کے حق میں یہ مولا علیؑ ہیں
رہیں انکی سرگوشیاں خاص حق سے ۔۔۔ وہ ہمراز حق ، نور حق کا علیؑ ہیں
ولی آج بنتا ہے اُن کی نظر سے ۔۔۔ وہ نورِ محمدؐ کا جلوہ علیؑ ہیں
غلامان احمدؐ کے مشکل کشا ہیں ۔۔۔ مصیبت زدوں کا سہارا علیؑ ہیں
خدا اور محمدؐ علیؑ میں ہیں غوثیؔ ۔۔۔ مرے حق میں کیا جانئے کیا کیا علیؑ ہیں

*****

رباعی



جب پردہ غیب سے ندا یہ پہنچی ۔۔۔ سر باز ہے میدان رضا کا کوئی
یوں بڑھ کے کہا شاہِ شہیداں نے وہیں ۔۔۔ اس کام کو حاضر ہے حُسینؑ ابنِ علیؑ

*****

آہ حسینؓ



تجھ شقی کیا چیز شاہِ کربلا کے سامنے
امتحان صبر و رضا کا تھا بلا کے سامنے

کانپ جاتا تھا دلیری سے جو آتا تھا شقی
شیر گیدڑ کیوں نہ ہو شیرِ خدا کے سامنے

جب ندا آئی ، ہے میدان رضا کا مرد کون
شہ نے بڑھ کر رکھ دیا سر مسکرا کے سامنے

کوئی پامالِ ستم ایسا ہمیں بتلائے تو
شرم سے پھر جاتے تھے ظالم بھی آ کے سامنے

کیا کسی کی تیغ اور نیزہ کسی بدبخت کا
بسملِ شمشیرِ تسلیم و رضا کے سامنے

خانماں برباد آوارہ وطن ، بے آسرا
ایسا پھڑ جاتا ہے کیا کوئی بلا کے سامنے

بھاگے سارے اشقیا، یہ کہکے اب آئے نبی
اک نہ ٹھہرا ہم شبیہِ مصطفیٰؐ کے سامنے

ساتھ ہے تسلیم کی دولہن جلوس صبر و شکر
دیکھا جاتا ہے کیا دولہا خدا کے سامنے

ماتمِ شبیر میں عوثیؔ ہے سینہ کربلا
داغ دل جلتے ہیں شاہ کربلا کے سامنے

★★★★★

خطاب بہ حضرت قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم محی الدین جیلانیؓ

○

تاجدار اولیاء یا غوث اعظمؓ آپ ہیں
افتخار انبیاء یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

محی دیں ، سرِ حلقہ اہل بصیرت مرحبا
ہادیٔ راہ صفایا غوث اعظمؓ آپ ہیں

مظہر رب قدیر ، او نور خاص مصطفےٰ
آیتِ حق برملا یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

حامل اسرار دیں محبوب رب العالمین
کاشفِ سرّ خدایا غوث اعظمؓ آپ ہیں

خود سے فانی حق سے باقی ہیں سراپا حق نما
روئے حق کا آئینہ غوث اعظمؓ آپ ہیں

شکل میں گویا علیؓ ، سیرت میں ہیں گویا نبیؐ
واہ کیا صَلِّ علیٰ یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

استقامت اور کرامت ، کشف اور الہام میں
اک سراپا معجزہ یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

کردیا کتنوں کو تم لے حق نما اور باخدا
کیسے پیار سے حق نمایا غوث اعظمؓ آپ ہیں

آپکا فیضان جاری ہی رہیگا حشر تک
نور شاہ دُوسَرا یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

حامی ، اہل بصیرت دستگیر عاجزاں
مظہر رَبِّ العلا یا غوث اعظمؓ آپ ہیں

رنگِ قرآں میں نمایاں ہے حقایق کا بیاں
آج کچھ غوثی نمایا غوث اعظمؓ آپ ہیں

★★★★★

جذبۂ عقیدت

○

ہم اپنے پیر رّبانی کے صدقے
ظہور نور یزدانی کے صدقے

جمال حق کا آئینہ ہے واللہ
ظہور شان ربانی کے صدقے

محمدؐ کے ہیں جلوے اس میں ظاہر
ہم اس تصویر لاثانی کے صدقے

محی الدیں ، معین الدین ہے یہ
ہم اس تصویر نورانی کے صدقے

بتاتا ہے خدا کو اور نبی کو
ظہورِ شان یزدانی کے صدقے

شرف رکھتا ہے شاہوں پر جہاں کے
غلام شاہِ جیلانی کے صدقے

دکھایا جلوہ حق خود میں غوثی —
ہم اپنے پیر لاثانی کے صدقے

★★★★★

حضرتِ حسینؓ کا شوقِ شہادت

حسینؓ ابنِ علیؓ کربلا کو جاتے ہیں | خدا کی راہ میں اپنا گلا کٹاتے ہیں
سوارِ دوشِ نبی آج راہِ مولا میں | شہید ہوتے ہیں اپنا گلا کٹاتے ہیں
حسنؓ کے بھائی، سبطِ نبیؐ بتولؓ کی جان | سر اپنا دیتے ہیں اُمّت کو بخشواتے ہیں
غضب کی گرمی ہے شدت کے بھوکے پیاسے ہیں | بلا کا صبر ہے اف تک نہ لب پہ لاتے ہیں
وداع ہوتے ہیں اہلِ حرم سے ملتے ہیں | گلے سے عابدؓ بیمار کو لگاتے ہیں
بہن کو دیکھے سکینہؑ کو پیار کرتے ہیں | ہر اک طرح انھیں بہلانے کو جاتے ہیں
وہی گلا ہے کہ لیتے تھے جس کو بوسے نبیؐ | اُسی گلے پہ شقی تیر اب چلاتے ہیں
دلاسے دیتے ہیں سب اپنے اہلِ خیمہ کو | ہر اک کو صبر کی تلقین کرتے جاتے ہیں
اڑے ہیں عابدؓ بیمار رن میں جانے کو | اور آپ دیکھئے تسلی انھیں مناتے ہیں
سکینہؑ اور علی اصغرؑ ہیں پیاس سے بے چین | ہیں خشک حلق نہیں ہونٹ تک ہلاتے ہیں
خیبر میں وحی، شہادت پہ جن کے آئی تھی | وہ اب شقیوں کے ہاتھوں لہو نہاتے ہیں
عمامہ نانا کا پٹکہ کمر میں بھائی کا | لگائے بابا کی تلوار رن میں جاتے ہیں
بندھی ہے ٹکٹکی سہمے ہیں سارے اہلِ حرم | اب ان کو آخری دیدارِ شہ دکھاتے ہیں
علیؓ ہیں فاطمہؓ ہیں اور حسنؓ ہیں حمزہؓ ہیں | کھڑے ہوئے شہِ شہدا کو سب بلاتے ہیں
نبیؐ ہیں آج پریشان شیشہ لائے ہیں | لہو شہیدوں کا ہاتھوں سے سب اٹھاتے ہیں
سب انبیاء ہیں پریشان نبیؐ کے ساتھ آئے | فرشتے جن و بشر حوریں غل مچاتے ہیں

جو ہوتے غوثی ہم اس وقت شہ پہ جان دیتے
ہم اپنے جب کے نہ ہونے کا داغ کھاتے ہیں

یہ وہی منقبت ہے جسکو حضور نظام میر عثمان علی خان اور جوش ملیح آبادی نے سن کر حضرت غوثی شاہ صاحب کی ستائش کی اور داد دی تھی۔

معارفِ حضرتِ خواجہؒ



سَر حلقہ ء اولیاء ہو خواجہؒ — تم ہند کے بادشاہ ہو خواجہؒ

تم نورِ خدا ہو نور احمدؐ — کیا جانیے اور کیا ہو خواجہؒ

اولادِ علیؓ مُرتضیٰؓ ہو — آئینہ مُصطفیٰؐ ہو خواجہؒ

پھیلائے رُموزِ دین و نعمت — ہادی رہِ صفا ہو خواجہؒ

عالَم میں دکھایا جلوہ رب — آئینہ حق نما ہو خواجہؒ

اسلام کو ہند میں بسایا — نورِ شہِ دُوسرا ہو خواجہؒ

خالی ہو خودی سے حق سے پُر ہو — آئینہ ہو آئینہ ہو خواجہؒ

لاکھوں ہی غریبوں کو نوازا — دستِ کرمِ خدا ہو خواجہؒ

بھیجے گئے ہو رسولؐ حق کے — مشکل میں تم آسرا ہو خواجہؒ

اسرار ، خودی کے تم نے کھولے — اللہ رے تم بھی کیا ہو خواجہؒ

بے پردہ معین دین حق ہو — پردے میں نہ جانے کیا ہو خواجہؒ

کیا چیز ہے کشف اور کرامت — تم اس سے کہیں سوا ہو خواجہؒ

ارشاد ہے معجزہ نبیؐ کا — تم بولتا معجزہ ہو خواجہؒ

باتوں میں دکھاتے ہوں خدا کو — تم کیسے خدانما ہو خواجہؒ

لاکھوں کو بنادیا ہے تم نے — اب ہم پہ بھی کچھ دیا ہو خواجہؒ

کتنوں ہی کو حق نما بنایا — اب غوثیؔ میں جلوہ زا ہو خواجہؒ

*****

در وصف حضرت قطب العارفین امام الموحدین سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؓ

○

خدا کے نور کا جلوہ ہے جلوہ شیخِ اکبؒر کا
سراپا نور احمدؐ ہے سراپا شیخِ اکبؒر کا

وہ ہے محروم ، جو منکر ہے اندھا شیخ اکبؒر کا
وہ ملتا ہے خدا سے جو ہو والہ شیخ اکبؒر کا

یہ نورِ باطنِ احمدؐ ہیں بیشک آیتِ حق کا
مری آنکھوں سے دیکھے کوئی نقشہ شیخ اکبؒر کا

ہزاروں اولیا ہوتے ہیں روح وکشف حضرت سے
جہاں میں آج تک جاری ہے صدقہ شیخ اکبؒر کا

خدا کی شان حق کو دیکھتا ہوں دونوں عالم میں
قسم حق کی ہے دیکھا جب سے نقشہ شیخ اکبؒر کا

مقدر اُس کے ہیں منہ دیکھنا اُس کا سعادت ہے
جو دیکھے خواب میں وہ روئے زیبا شیخ اکبؒر کا

ولی تھے آپ اس دم جبکہ آدم آب و گل میں تھے
ہے نور خاص احمدؐ نور والا شیخ اکبؒر کا

محمدؐ کی ولایت خاص کے ہیں خاتمِ اصغر
لقب ہے اس لیے ختم الولایہ یہ شیخ اکبؒر کا

علوم کشف میں کوئی کہاں ہے آپ کا ہمسر
ہے سارے اولیاء میں رتبہ اعلیٰ شیخ اکبؒر کا

مدد کو آن پہنچے بعد مُردن دم ہیں کوسوں سے
کسی نے نعرہ مارا جس گھڑی یا شیخ اکبؒر کا

طفیلِ مصطفیٰؐ ، حق نے دیئے دو زور ہیں غوثیؔ
وسیلہ شیخ اکبر کا سہارا شیخ اکبؒر کا

*****

فیضِ مستانہ خداوندی

بہ یادِ پیرو مرشد حضرت کمال اللہ شاہ المعروف سیدنا مچھلی والے شاہؒ

از کنز العرفان اعلیٰ حضرت سیدی پیر غوثی شاہ قدس اللہ

کوئی مست مجھ کو بنا گیا وہ پیالہ مجھ کو پلا گیا
دیا کان میں مرے پھونک کچھ ، مجھے جانے کیا وہ بنا گیا
وہ فسوں تھا اس کی نگاہ میں ، کہ فسوں بھی جس کو نہ کہہ سکیں
مجھے خود نظر وہ بنا گیا ، وہ نظر ملا کے چلا گیا

وہ شراب اس کی شراب تھی کہ حلال بھی تھی وہ پاک بھی
وہ تھا نشہ اس کا بھی نشہ کچھ ، کہ میں خود کو کھویا بھی پا گیا

دیا میں نے جان بھی تن اُسے ، دیا میں نے دین بھی دل اسے
لیا ، لے کے پھر کیا مسترد ، انھیں اور کچھ وہ بنا گیا

کوئی دیکھنا ، اُسے دیکھنا کہ نظر میں اُس کی ہے کیمیا
کہ میں پہلے کی طرح اب نہیں ، مجھے جانے کیا وہ بنا گیا

عجب ، اُس کی باتوں میں بات تھی کہ چھُپی ہوئی کوئی ذات تھی
کہ پتے تھے سارے کھُلے ہوئے ، وہ بتا کے سب کو پتا گیا

کوئی اک کو سب ہی سمجھتا تھا کوئی سب کو سب اسے چھوڑ کر
وہی وہ ہے سب میں ، یہ سب نہیں ، وہ سبھوں میں ایسا بتا گیا

جسے ڈھونڈتا تھا میں جابجا وہ نظر بچا کے تھا ہر جگہ
وہ نظر نواز ہر ایک جگہ مجھے اس کا جلوہ دکھا گیا

وہ بلا کی اس کی تھی سادگی کہ نظر جہاں کی نہ جچتی تھی
مگر اس پہ بھی وہ کریم تھا کہ بتا کے سب کو پتا گیا

کیا جام ہستی سے مست جب ، تو لگا وہ غوثیؔ کو چھوڑنے
بڑی منتوں سے پتہ لیا تو کمالؔ نام بتا گیا

*****

حضورِ قبلہ عرفان خود

(یعنی بہ شانِ حضرت مچھلی والے شاہؒ) تو قبلہ عرفانی یا شاہ کمال اللہ



تُو قبلہ عرفانی یا شاہ کمال اللہ
پیدائی و پنہائی یا شاہ کمال اللہ

پیداست جمال تو پنہانست کمالِ تو
تو ایتی و تُو آنی یا شاہ کمال اللہ

اندر نظرم جُز تو یک لحظہ نمی گنجد
ہر جا توئی رخشانی یا شاہ کمال اللہ

اندر تنِ منؔ ہم تو، اندر دلِ من ہم تو
ہم جانی و جانانی یا شاہ کمال اللہ

من نیستم و ہستم از جلوہ تو شاہا
تو راز مُرادانی یا شاہ کمال اللہ

من بے نمی دانم، من بے تو نمی بینم
تُو باقی و منؔ فانی یا شاہ کمال اللہ

منؔ غوثی بیچارہ در عشق تُو آوارہ
لُطفے بمن ارزانی یا شاہ کمال اللہ

*****

عشقیه

والقیت علیک محبة منی



اللہ رے کیا آپ کا ہے حُسن بلا کا
ہوگا نہ دو عالَم میں تو اس آن و ادا کا

دیکھے جو دمِ ذبح ادائیں تری قاتل
ہوجائے قضا کو مری ارمان قضا کا

جو تیر ہے دلدوز ہے ، جو بات ہے دلچسپ
آتا ہے مزہ تیری جفا میں بھی ادا کا

حیران خدائی ہے تجھے دیکھ کے پیارے
لیتے ہیں جگر تھام کے سب نام خدا کا

ایک ایک ادا سے مٹے لاکھوں ہی وفا میں
کیا سیکھ لیا آپ نے بھی ڈھنگ جفا کا

خود جانے کی طاقت نہیں ، وہ آئیں گے آپ ہی
احسان نہ لونگا میں کبھی بادِ صبا کا

تھے دور تو بے پردہ تھے ، پاس آئے تو محجوب
یہ سیکھ لیا تم نے چلن کس سے حیا کا

گو لاکھوں ہی پردوں میں دل اپنا یہ چھپایا
لیکن تری نظروں نے اسے دور سے تاکا

برباد ہوئے ہم تیری سہ سہ کے جفائیں
بھولے سے بھی تو نے نہ لیا نام وفا کا

غوثی میں اسی در ہی کا ایک خاک نشین ہوں
رُتبہ ہے جہاں ایک سبھی شاہ و گدا کا



ادا کا کشتہ ، جفا کا بسمل ، شہید ابروئے نازنیں کا
جو میں نے حسرت جان دی ہے ، لہو بتاتا ہے آستیں کا

تڑپ ہے وہ ، اور وہ بے قراری ، کہ جانِ غمگیں جگر ہے پرغم
تمہارے غم میں بہت ہے بیکل ، نہ حالِ پوچھو دلِ حزیں کا

خیالِ دنیا نہ ہوش ایماں ، نہ فکر عقبیٰ نہ دیں کی پروا
بنادیا عشق نے نکما نہ اس نے رکھا مجھے کہیں کا

جو اُس کی فرقت میں دل جلا ہے تو دل سے اُٹھتے دھوئیں ہیں میرے
فلک جسے تم سمجھ رہے ہو ، دھواں ہے یہ آہِ آتشیں کا

ہم اپنی ہستی میں مرچکے ہیں ، کہ مرنا جینا ہے کھیل ہم کو
مٹے نہ ہرگز نشاں ہمارا ، مٹے نشاں آسماں زمیں کا

جو خون میں جوش عشق کا تھا، مزے تھے الفت کے جو رگوں میں
بلائیں لینے لگا گلو کی، تڑپ کے خنجر بھی مہ جبیں کا
خدا ہی جانے یہ بات کیا ہے، کہ اس پہ مرتا ہے سارا عالم
جگر کو لیتے ہیں تھام عاشق جو نام آئے وہ دلنشیں کا
وہ قتل کر ڈالے جانے کیونکر کہ گر پڑا ان کے پاؤں پر سر
لہو کے قطروں نے میرے، اڑکر، مچا دیا شور آفریں کا
ابھی تو اچھے تھے آپ غوثی ابھی ابھی میں یہ ہوگیا کیا
جو ہوگئے سست آپ اک دم، خیال آیا کسی حسیں کا

*****

حالت غوثی



خالی تو نہ ہوتا کبھی میخانہ کسی کا
پھر کیا تھا جو بھر دیتا وہ پیمانہ کسی کا
آبرو کا نہ خنجر کا ادا کا نہ کسی کا
مارا ہوا ہے یہ دل دیوانہ کسی کا
تم درد سے رو دوگے بڑا درد بھرا ہے
دیکھو نہ سنو چھیڑ کے افسانہ کسی کا
ہاتھوں میں سبو لب پہ فغاں پاؤں میں لغزش
کیا شورش مستی میں ہے مستانہ کسی کا
جلوے پہ ترے کرتے ہیں، سجدہ تجھے بت بھی
اب کعبہ ہوا ٹوٹ کے بت خانہ کسی کا
دل ٹکڑے جگر چاک ہے اور جان پہ صدمہ
کیا کیا نہ ستم ڈھاتا ہے یارانہ کسی کا
رکتا بھی ہے صدقے بھی ہے حسرت سے ہے تکتا
کس دھوم سے جلتا ہے یہ پروانہ کسی کا
اڑتی ہوئی کہہ ان سے صبا حالت غوثی
غم سے کہیں بے کل نہ ہوجانا کسی کا

*****



بیخود بنے کوئی اگر، بُو سونگھے اُس گل کی ذرا
ہاں تیری چشم مست کے مستانے ہیں ہم ساقیا
مانا اثر ہوتا نہ کچھ پھر بھی طبیعت ہی تو ہے
بس دھوم، ہاھُو کی مچادیتے ہیں ساقی جھوم کر
سُن کر میری آہ فغاں اپنی گلی میں یوں کہا
آتے جنازے پر نہیں گر تم نہ آؤ نہ ہاں مگر
ہم عشق میں اُس یار کے غوثیؔ ہیں یوں کھوئے گئے

مفتوں ہو جو دیکھے ادا مستانہ کاکل کی ذرا
ہم کچھ خبر رکھتے نہیں پیمانہ و مل کی ذرا
اے کاش سن لیتا وہ گل فریاد بلبل کی ذرا
ہاں مست سن لیتے ہیں جب آواز قُلقُل کی ذرا
ہاں دیکھنا لینا خبر اس شُورش و غُل کی ذرا
کچھ مہربانی سے کرو شرکت مرے قُل کی ذرا
کچھ بھی نہیں ہم کو خبر اب جزؔ و کل کی ذرا



مت ستا اتنا بُت کافر مجھے بہرِ خدا
مسکراکر وصل کی شب یوں کہا وہ مستِ ناز
تیری چشم مست کا مستانہ ہوں میں ساقیا
جان کرتا نذر ہے کیوں اک بُتِ بے رحم کو
رات دن غوثیؔ کے لب پر ہے یہی پیارے صدا

شاد کر پہلو میں اب آکر مجھے بہرِ خدا
اب نہ چھوٹنا آگیا چکر مجھے بہر خدا
مستیٔ الفت کا دے ساغر مجھے بہر خدا
چھوڑ دے اب اے دل مُضطر مجھے بہر خدا
منہ تو دکھلا اب دم آخر مجھے بہر خدا



کلیجہ ہوگیا پانی وہ ہے درد جگر میرا
جنوں افسانہ گو اور بے کسی اب مرثیہ خواں ہے
کبھے اَبرُو چڑھا کر آپ مرنے سے ڈراتے ہیں
عجب حسرت ہے اچھی یاس لپٹا وصلِ جاناں ہے
مری حالت پہ اب اغیار تک ٹپکاتے ہیں آنسو
غضب کا شوق پابوسی ہے دیکھو ہوکے بسمل بھی
بہت ہی اب مزے میں ہوں بڑی مستی میں کٹتی ہے

بتاتا ہے یہ دل کا حال ہر اک اشک تر میرا
سلاسل واقعہ گو تذکرہ ہے دار پر میرا
مرے سرکار یاں جینا ہے خود تلوار پر میرا
اُدھر بالیں پہ ہیں وہ دم نکلتا ہے ادھر میرا
وہ غمگیں ہوں کہ غم کرتی ہے ہر اک چشم تر میرا
اُچھل کر جا پڑا قاتل کے ہی پاؤں پہ سر میرا
خدا کا شکر غوثیؔ ان کے دل میں ہے گزر میرا

★★★★★



دریائے ہجر کا یہ کنارہ کب آئیگا / جاتی ہے جس پہ جان وہ پیارا کب آئیگا

ویراں ہے جس کے واسطے میرا دل حزیں / اللہ! وہ ہمارا دل آرا کب آئیگا

بے چین اک نگاہ میں جس نے کیا مجھے / وہ ماہ پارہ آنکھوں کا تارا کب آئیگا

تم ہم سے ہمکنار ہوں ، ہم تم سے ہمکنار / پیارے ! وہ دن ہمارا تمہارا کب آئیگا

اللہ کب یہ دل کی پریشانی جائے گی / آگے مرے وہ زلف سنوارا کب آئیگا

آہٹ پہ کان در پہ نگاہیں ہیں لب پہ آہ / آرامِ جاں وہ دل کا سہارا کب آئیگا

کس دن قدم پہ یار کے ہوگا یہ سر میرا / وہ اُوج پر الٰہی ستارا کب آئیگا

ہونٹوں پہ دم ہے آنکھیں ترستی ہیں دید کو / جو اب نہ آیا پھر تو وہ پیارا کب آئیگا

آتا ہے کوئے یار سے جو پوچھتا ہوں میں / جس نے لیا ہے دل، وہ دل آرا کب آئیگا

بے یار ہم کو عید کا دن غم کی شب ہے آج / ملنے گلے وہ یار ہمارا کب آئیگا

غوثیؔ ہے اضطراب ہمیں وہ کب آئینگے / اُن کو یہ رٹ ہے غوثیؔ ہمارا کب آئیگا



اک جھلک دکھلا کے جان و دل وہ جاناں لے چلا / ہائے کیا ظالم ہمارا دین و ایماں لے چلا

کیا کہوں اُس دلربا کی دلربائی کیا کہوں / لے چلا پہلو سے دل اور دل سے ارماں لے چلا

وہ کشش جذب محبت کی دکھاتی عشق نے / لے چلا ارماں کو میں اور مجھ کو ارماں لے چلا

سر نکالے خار صحرائے بلا کیا دیکھنا / عشق میں جوشِ جنوں سُوئے بیاباں لے چلا

دیکھئے اس ناوکِ افگن کے ستم کو دیکھئے / چیر کر پہلو سے دل اور دل سے پیکاں لے چلا

دل جگر دونوں کے دونوں تیرے مجنوں ہوگئے / ایک حسرت نے چلا اک یاس و حرماں لے چلا

دل بچا کر تھام کر لائے تھے غوثیؔ یار سے / دل یہ پہلو میں تڑپ کر سُوئے جاناں لے چلا

*****



پھیر کر منہ ، چھین کر دل وہ بتِ خود سر چلا
میں تڑپتا رہ گیا وہ کام اپنا کر چلا

قتل کرتے کرتے مجھ کو ہاتھ سے رکھ دی چھری
ہائے کیا بیدرد ظالم نیم بسمل کر چلا

گر تو جاتا فتنہ گر ہے ، جان لیتا جا مری
دل لگاکر ساتھ میرے ہے کدھر دلبر چلا

کیا کہوں میں اس بت پر فن کی حالت کیا کہوں
دم لبوں پر ہے مرے اور وہ پری پیکر چلا

اک نظر اے شاہ خوباں اپنے عاشق کی طرف
اس کو مت محروم اپنے در سے اے دلبر چلا

اب دمِ رخصت تُو جاناں ، غوثیؔ بسمل سے مل
پھر ملے گا کب تُو دلبر اب تو ہے یہ مر چلا



بلا سے مبتلائے درد یا رنج و الم رہنا
وفا میں حضرتِ دل دیکھئے ثابت قدم رہنا

مٹا ڈالو وفا میں جتنا جی چاہے ہمیں لیکن
جتا دیتے ہیں تم کو جفا میں تم نہ کم رہنا

جگر ، دل دونوں پُر ارماں اب آتے ہیں شہادت کو
نگاہیں بن کے مقتل میں تری تیغ دو دم رہنا

مانا ہم نے ہر شے پر نظر ہے آپ کی لیکن
ادھر بھی حضرت باری کبھی چشم کرم رہنا

ہمارے دل میں یارب اُس بت ہرجائی کا گھر ہو
تمنا ہے کہ کعبہ میں بھی اک بیت الصنم رہنا

مزہ الفت کا جب آئے کہ گم ہوجائیں دونوں بھی
رہے بس ہُو ہی ہُو باقی نہ تم رہنا نہ ہم رہنا

ہو کاغذ صاف دل کا اور سیاہی یاس و ارماں کی
مرے اشعار کو شاخِ محبت کا قلم رہنا

غلاموں میں فقط اُس یار کے نام اپنا ہو غوثیؔ
نہیں منظور ہم کو دولت و جاہ و حشم رہنا



دل تمہیں دیتے ہیں لو چھیر کے پہلو اپنا
کس طرح رکھتے ہو تم دیکھ لو قابو اپنا

ہم نہ جائینگے کبھی چھوڑ کے کوچہ تیرا
لاکھ ڈھائے جو ستم کیش ستم تو اپنا

ماجرا غم کا تو آہوں سے ہے افشا لیکن
درد کا حال بتاتا ہے یہ آنسو میرا

دست بسمل کا اشارہ ہے تڑپ میں ہر دم
وار اک اور چلا او بتِ خوشرو اپنا

جان و ایماں، دل و دیں، دے دیا تجھ کو پیارے
کیا کیا تُو نے یہ چلتا ہوا جادو اپنا

جب نظر تو نہیں آتا ہے تو درد و غم سے
ذکر رہتا ہے ترے ہجر میں ہُو ہُو اپنا

جان دینگے ابھی عشاق پریشاں ہوکر
کھول کر تم نکل آؤگے جو گیسو اپنا

کون سنتا ہے مرے دردِ جگر کا قصہ
حالِ دل میں جو سناؤں بھی کس کو اپنا

نام تک کے مرے دشمن وہ ہوئے ہیں غوثیؔ
اُن سے کرتا ہے بیاں چھیڑ کے پھر تُو اپنا



نقاب چہرہ سے اے جانِ جاں اٹھا دینا
لبوں پہ جان ہے صورت ذرا دکھا دینا

پسند تم کو ہے ملنا نہ کچھ دوا دینا
تو صدقہ حسن کا کچھ درد ہی بڑھا دینا

لگا کے وار بڑھا دیتے ہو تڑپ دل کی
یہ تم نے سیکھا ہے کیا درد کی دوا دینا

جو دیکھی شکل مری ہوگیا وہ خود بیمار
مسیح بھول گیا درد کی دوا دینا

سنور کے آتے ہیں، وہ گور میری ٹھکرانے
نشان گور غریباں کوئی بتا دینا

عزیزو مجھ کو کرو دفن اُس کے کوچہ میں
ہماری خاک ٹھکانے کہیں لگا دینا

بھبھکے چلے ہیں مرے جان و دل جگر پیارے
لگی ہے سینے میں آتش ذرا بجھا دینا

جو یوں نظر نہیں آتے تو خواب میں آؤ
ہمارے سوئے ہوئے بخت کو جگا دینا

صبا یہ کہہ دے کہ ہر جا ہیں حضرت غوثیؔ
اگر وہ پوچھے مکاں، لامکاں بتا دینا



آنکھ لڑنے کا بہانہ ہوگیا
لے کے دل کوئی روانہ ہوگیا

چن رہا ہے تنکے کوئے یار کے
آج دیوانہ سیانہ ہوگیا

انگلیوں سے لوگ بتلانے لگے
اب مرا گھر گھر فسانہ ہوگیا

روز ہیں تیرِ ستم اُس پہ بپا
دل نہیں غم کا نشانہ ہوگیا

پھنس گیا دل پڑگئی جس کی نگاہ زلف کیا ہے قیدخانہ ہوگیا
آنکھ سے پردہ دُوئی کا اٹھ گیا آج بیگانہ یگانہ ہوگیا
بیکسوں کی قبر پر دیکھو تو آج ابرِ رحمت شامیانہ ہوگیا
دل نہیں ہے آج پہلو میں مرے کون پہلو سے روانہ ہوگیا
اس کے کوچہ میں لگا بستر مرا کوچہ گردوں کا ٹھکانہ ہوگیا
مِنّتوں سے آئے وہ دل میں مرے آج روشن آشیانہ ہوگیا
چل بسے اب حضرتِ غوثی — کہاں مُدتیں گزریں زمانہ ہوگیا



جو گیا اس کی گلی مارا گیا ہوگیا مردہ اگر عیسیٰ گیا
ان کی زلفوں میں ٹٹولا دل جو میں — تو کہا کیا ڈھونڈتے ہو کیا گیا
جب کہا میں — لُٹ گیا تو یوں کہا کیا گیا ، کیسا گیا ، کیا کیا گیا
پھینک کر خنجر ، گلے سے لگ گیا جانے کیا قاتل کے جی میں آگیا
ہاتھ چھاتی پر دھرے پھرتا ہوں میں — ہائے کیسا غم کلیجہ کھا گیا
کہتے ہیں اُس کو سرا اِس واسطے اس جہاں میں جو کوئی آیا گیا
دیدیئے دل دیکھتے کے دیکھتے کیسا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
تکے ہی چُن کے بہلاتے تھے دل اب تو وحشت سے بھی جی گھبرا گیا
پوچھتا پھرتا ہے مجنوں کو بہ کو کیا ادھر سے محمل لیلا گیا
تیر بھی ظالم کا ظالم تیر ہے سیدھا نکلا سینہ میں ترچھا گیا
کون غوثی — کو نہیں پہچانتا جس کا لوہا ہند تک مانا گیا

*****

میرے بعد.............!

○

میری اُلفت کا اثر اُن کو ہوا میرے بعد
دیکھ کر روئے وہ خالی مری جا میرے بعد

ہاتھ ملتے رہوگے کرکے جفا میرے بعد
خوں رُولائے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

نہ ملے گا تمہیں ہرگز مری تربت کا نشاں
ٹھوکریں کھائے گی پھر باد صبا میرے بعد

پائے نازک میں کہیں چوٹ نہ آئے پیارے
میری مرقد پہ تو ٹھوکر نہ لگا میرے بعد

وہی برباد ہوں تم نے جسے برباد کیا
پُوچھتے پھرتے ہو پھر کس کا پتا میرے بعد

دور سے دیکھ لے حسرت بھری تربت میری
نہ مری قبر پہ تو پھول چڑھا میرے بعد

میں وہ ہوں کشتہ حسرت کہ مری حسرت پر
غم مرا کرتی ہے رو رو کے قضا میرے بعد

مرگیا حسرت دیدار میں غوثیؔ افسوس
شور آفاق میں ہر سو یہ مچا میرے بعد

☆ کشتہ (قتل کیا ہوا۔ مجازاً عاشق) ☆ میری جا (میری جگہ)

*****

شعائر اللہ (قرآن)

○

دلبر کے اطراف پھرے یار کی خاطر
پتھر کے بھی بوسے لئے دلدار کی خاطر

دل جان کئے ابرو و مژگاں پہ تصدق
خنجر کی کبھی کی، کبھی تلوار کی خاطر

سجدے کئے در کے ترے چوکھٹ کبھی چومی
کیا کیا نہ کیا ہے ترے دیدار کی خاطر

پھر حال بتائیں تمہیں ہم قلب و جگر کا
دو ایک قدم آؤ تو بیمار کی خاطر

دل فرش قدم جان کریں بات پہ قربان
رفتار کی خاطر کبھی گفتار کی خاطر

اک دل ہی نہیں جان بھی ایمان بھی دیں گے
حاضر ہے یہ سب خاطر دلدار کی خاطر

جانے دل پرغم کو بھلا کیا دل بے غم
غمخوار کیا کرتے ہیں غمخوار کی خاطر

کیا حال کہیں لذتِ دیدار کا غوثیؔ
کھوئے گئے ہم ہستی دلدار کی خاطر

*****



نذر دی جان، ہُوا پیش جو میں یار کے پاس
اور پھر وار کے دل رکھ دیا تلوار کے پاس

مُنہ ترا دیکھ کے گھبراتی ہے شاید قاتل!
موت آتی نہیں جو بسمل پر زار کے پاس

عشق بازی کی ہوس ہے تو چڑھے سولی پر
آکے منصور نے آواز دی، دار کے پاس

صدقے ہو ہو کے قضا روتی ہے خود لاشہ پر
ایک حسرت ہے ترے کُشتۂ دیدار کے پاس

کیا جگہ دوں تمہیں دل میں یہ ہے غم سے مملوٗ
اور جگہ دوسری بھی تو نہیں نادار کے پاس

ہاتھ اٹھے جو اُدھر قتل کو قاتل کا مرے
سر جھکادوں میں اُدھر خنجر خونخوار کے پاس

ہے یہ جی میں کروں چندن ترے در کی مٹی
مار کر بیٹھوں میں آسن تری دیوار کے پاس

وہ تو کیا اُن کی بلا بھی نہیں آتی یاں تک
آکے جاتا ہے زمانہ دلِ بیمار کے پاس

مجھ سے پُر عیب کو رسوا نہ کیا دیکھو تو
عیب ڈھنک جاتے ہیں کیا کیا مرے ستار کے پاس

منہ ترا تکتا ہوں میں اب اے شفاعت رحمت
اک یہ اُمّید ہے بس تیرے گنہگار کے پاس

جانتا ہے تو میں کس در کا گدا ہوں غوثی
ہاتھ پھیلاتے ہیں سب شہ مرے سرکار کے پاس



ہے منظور اب تو مرگِ ناگہاں تک
ستم کوئی سہے آخر کہاں تک

نکالا ڈھونڈ کر ایسے کو ہم نے
کہ منہ میں رکھتے ہیں سب انگلیاں تک

مرے دل میں بھی ہیں ارمان کیا کیا
ذرا آکر دیکھو آشیاں تک

مرے غم کی کوئی حد ہی نہیں ہے
جو بتلادوں کہ انتا ہے یہاں تک

یہ ہے گور غریباں دیکھ جاؤ
ذرا تو دو قدم آؤ یہاں تک

نہ مانا تم نے دل چھینا ہی آخر
ہوا افشا یہ لو رازِ نہاں تک

اثر اُن کو ہُوا کچھ بھی نہ آخر
دکھانے کو سُنی تو داستاں تک

بڑی حسرت سے میں نے جان دی ہے
یہ شہرت ہے زمیں سے آسماں تک

جو گھبراتا ہوں ۔۔ دیتا ہوں دعائیں
شکایت آ نہیں سکتی زباں تک

تعجب ہے ہنسی آتی ہے ان کو مری حالت پہ روتا ہے جہاں تک
خبر سن کر مرے مرنے کی بولے ارے ہے ہے! گئی غوثیؔ کی جاں تک



کر خوفِ خدا اب تو اتنا نہ ستا ظالم کب تک سہیں آخر ہم یہ جَور و جفا ظالم
ہاں دل کو دکھانے سے اب ہاتھ اُٹھا ظالم ہم منّتیں کرتے ہیں، کر اتنی دیا ظالم
دل دیدیا جاں دیدی دیںؔ دیدیا ایماں بھی میں تیری محبت میں برباد ہوا ظالم
دنیا کی نہیں خواہش مطلب نہیں عقبیٰ سے میں عشق میں تیرے ہوں دیوانہ بنا ظالم
منظور نہیں تجھ کو جینا یہ مرا اچھا لے سر کو جھکاتا ہوں تو وار چلا ظالم
اب دیکھئے کیا کیا ہو، کٹتے ہیں گلے کتنے بدلا ہُوا بیٹھا ہے غُصہ میں بھرا ظالم
معشوق مرا غوثیؔ بھولا ہے زمانے کا یاروں نے یونہی اُس کا ہے نام رکھا ظالم



کسی کے عشق میں بیکل ہوں اتنا تلملاتا ہوں
کسی پہلو نہیں آرام ہر دم جاں کھپاتا ہوں
کبھی حیراں ہوں، مضطر ہوں کبھی سکتہ ہوں ششدر ہوں
مریضِ عشق ہوں ہر دم نئے صدمے اُٹھاتا ہوں
ستالو آج جتنا جی میں آئے آپ کے صاحب
خدا کے سامنے کل دیکھنا، فریاد جاتا ہوں
فراقِ یار میں رو رو کے کرلیتا ہوں دل ٹھنڈا
میںؔ اپنے آنسوؤں سے آتشِ فُرقت بجھاتا ہوں
نہیں آثار اپنی زندگی کے اب نظر آتے
غذا کے بدلے میںؔ غوثیؔ غمِ دلدار کھاتا ہوں

*****

○

قاتل جو نہ لپٹے تو میں شمشیر سے لپٹوں
چوموں کبھی خنجر کو کبھی تیر سے لپٹوں

آغوش کھلے بکھرے ہوئے بال سے آجا
کب تک تری تصویر سے تحریر سے لپٹوں

اسباب تو ملنے کے نظر کچھ نہیں آتے
لپٹوں ترے سینہ سے تو تقدیر سے لپٹوں

ملنے کے عدو اُن کو اجازت نہیں دیتے
اللہ کرے میں اس بت بے پیر سے لپٹوں

گر عید کے حیلے ہی میں غوثیؔ وہ نظر آئے
سو پیار سے اس چاند سی تصویر سے لپٹوں

○

مر رہا ہوں میں خیال یار میں
حسرتیں ہیں سو دل بیمار میں

سادگی پر ان کی مرتا ہے جہاں
ڈھیر ہے لاشوں کے سب بازار میں

کردیا چھلنی کلیجے کو تمام
برچھیاں ہیں کیا نگاہ یار میں

میرے نالوں نے جلایا سب چمن
خار تک باقی نہیں گلزار میں

اڑ کے سرِ قاتل کے قدموں پر گرا
پھل لگا حسرت کا نخلِ دار میں

زندگی ہے اُس میں اس میں موت ہے
فرق ہے اقبال میں انکار میں

ایک دم میں سینکڑوں گھائل ہوئے
کتنی چھُریاں ہیں نگاہ یار میں

گور پر حسرت برستی ہے مری
مرگیا ہوں حسرتِ دیدار میں

اُن کا گھر آئینہ خانہ ہوگیا
لگ گئے دل سب دل و دیوار میں

کھد رہی ہے قبر تلواروں سے آج
دفن غوثیؔ کا ہے کوئے یار میں

○

وہ کس کس ڈھنگ سے صورت دکھاتے ہیں چھُپاتے ہیں
مجھے ہر طرح سے اپنا وہ دیوانہ بناتے ہیں

مزہ یہ وصل کی شب دل لگی میں خوب آتا ہے
جلاتے شمع ہیں ، ہم مسکرا کر ، وہ بجھاتے ہیں

ستم کا اور جفا کا حال کیا کیجے بیاں ان کے
جلاتے مارتے ہیں ، مارتے ہیں پھر جلاتے ہیں
تماشہ بسمل و قاتل کا ہے یہ دید کے قابل
ادھر ہم لوٹتے ہیں اور اُدھر وہ مسکراتے ہیں
بڑی آفت میں رہتے ہیں شب فرقت میں ہم بیکل
سسکتے ہیں ، تڑپتے ، لوٹتے ہیں تلملاتے ہیں
غضب ہے وصل کی شب روٹھنا دونوں حریفوں کا
کبھی دل کو مناتے ہیں کبھی اُن کو مناتے ہیں
خیال ایسا ہے ، خوں گرنے کا ہم کو ہوکے بسمل بھی
تڑپ کر ہاتھ سے قاتل کے دامن کو بچاتے ہیں
ہجوم حسرت و یاس تمنا لے کے جان و دل
شہادت کو یہ دو ارماں بھرے دیوانے جاتے ہیں
ارے جانے بھی دو غوثیؔ — تم اپنی جان کی دیکھو
کسی کے واسطے کیا آپ اپنے جی سے جاتے ہیں

☆ جلانا (زندگی دینا) ☆ یاس (مایوسی)

*****



وہ رکھ کر حلق پر یُوں خنجر خونخوار کہتے ہیں
سُنا ہے تم ہو مرنے کے لئے تیّار کہتے ہیں
نظر آتا نہیں جو درد پنہاں تو وہ کہتے ہیں
بہت اچھے ہیں یہ اُن کو بھلا بیمار کہتے ہیں
جگر بھی دل بھی جاں بھی ہم بھی سارا گھر کا گھر بیمار
مری جاں اس مرض کو حسرتِ دیدار کہتے ہیں

دکھا کر اَبرو و مِژگاں کو کہتے ہیں اشاروں سے
اِسے برچھی اِسے خنجر اِسے تلوار کہتے ہیں
یہ کیا چھوٹے پھلنگے عشق میں دل اور جگر دونوں
نہیں جی ہونہاروں کے خود ہی آثار کہتے ہیں
جلانا اور ستانا ، مارنا ، تڑپانا دکھ دینا
تمہیں انصاف سے کہہ دو اِسی کو پیار کہتے ہیں؟
ذرا پوچھو تو مرے اشک درد و آہ و نالہ سے
دلِ پُر غم کی حالت ایک کیا دوچار کہتے ہیں
اچھل جاؤگے رو دوگے تڑپ کر کانپ اٹھوگے
سنبھل بیٹھو کہ ہم حالِ دلِ پُر راز کہتے ہیں
مرا دل لے کے وہ کہتے ہیں جو ہم نے پڑا پایا
کہو ! ایسوں کو پھر دنیا میں کیا دوچار کہتے ہیں
خوشی میں ہرگز پھر پھر کر ہم اُن کو پیار سے غوثیؔ
کبھی دلدار کہتے ہیں ، کبھی سرکار کہتے ہیں

☆ مژگاں Mishgan (آنکھ کی پلکیں)

*****

کیا کروں ؟

O

ے تم کو دوں نہ گر تو مری جان کیا کروں ۔ جب تم ہی میری جاں ہو پھر جان کیا کروں
سو پہ جان دوں کہ مروں روئے صاف پر ۔ کافر بنوں کہ صاحبِ ایمان کیا کروں
صحرا میں باغ میں کہیں لگتا نہیں ہے جی ۔ زُلفوں نے کردیا ہے پریشان کیا کروں
جز یار دیکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں کچھ ۔ مجنوں بنے ہیں دیدہ حیران کیا کروں

زلفوں نے پھانسا، آنکھوں نے بسمل بنادیا
اللہ اب میں صورت بے جان کیا کروں

فرشِ زمین بھی عرش ہے جب یار ساتھ ہو
بے یار لے کے رتبۂ ذی شان کیا کروں

کیا کم ہے یہ شرف کہ میں ان کا غلام ہوں
بس خاکِ آستاں ہے مجھے شانِ کیا کروں

اک جان ہے، تو وہ بھی انھیں کی ہے دی ہوئی
غوثیؔ میں اپنے یار پہ قربان کیا کروں

*****

وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی (قرآن)

بات رات کی



جان دونگا آئے گر وہ میرا جانی رات کو
میں نے سو ارماں سے ہے یہ نذر مانی رات کو

یوں تو اک قصہ پرانا جان کر سنتے تھے وہ
رو پڑے جس دم سنی میری کہانی رات کو

خوب روئے یار کا دامن لگاکر آنکھ سے
آگئیں کچھ یاد پھر باتیں پرانی رات کو

کھل گئے کیا جانے وہ کس بات میں تھے بے حجاب
کھل گیا جو کچھ کہ تھا رازِ نہانی رات کو

صبح کردی لگ گئے رونے تو روئے اس قدر
تم کو طفلِ اشک تھی آفت مچانی رات کو

تھی طبیعت گرم ان کی شوخیاں اس پر تھیں گرم
اور ادھر تھا چلبلا دل شر کا بانی رات کو

ہوکے دلی آگرے آئے تھے غوثیؔ لکھنؤ
اب یہاں سے سیر کلکتہ کی ٹھانی رات کو

*****

جو ہو سو ہو!



ہم نے تو اس کو دل دیا نامِ خدا جو ہو سو ہو
اب ہم پر اس کا لطف ہو یا ہو جفا جو ہو سو ہو

دونوں جہاں کی چھوڑ دی ہم نے تو ساری نعمتیں
کام کسی سے اب نہیں، تیرے سوا جو ہو سو ہو

اور ہے تو نہ غیر میں کیسی حیا حجاب کیا
پردہ اُٹھا کے دلرُبا سامنے آ جو ہو سو ہو

تُو ہے مرا، میں ہوں ترا ایک نہیں ہزار بار
تُو بھی تو مجھ سے کہہ کبھی تُو ہے مرا جو ہو سو ہو

رنج و الم ہو درد و غم یا مجھ پہ ہو بپا ستم
میں نے تو راہِ عشق میں پاؤں رکھا جو ہو سو ہو

میں ایک کیا ہوں خاص و عام اپنا گلا کٹائینگے
لے تو سہی تو ہاتھ میں تیغِ ادا جو ہو سو ہو

بدلی ہے تُو نے کیوں نظر تیری خوشی ہو اس میں گر
تو سہی آ یہ کاٹ لے میرا گلا جو ہو سو ہو

کشتی خدا پہ چھوڑ دی موجوں کا کچھ نہ کرکے ڈر
نہ سہی ناخدا☆ نہیں، بس ہے خدا جو ہو سو ہو

تُو ہے جہاں وہیں ہوں میں کرتا ہے مجھ سے چھُپ کے کیا
غوثی نے اپنے میں تجھے دیکھ لیا جو ہو سو ہو



یہ تیر نیم کش مرے دل سے جُدا نہ ہو
اک تیر اور تیر فگن☆ ہاں خفا نہ ہو

وہ آنکھ آنکھ ہی نہیں جو فتنہ زا نہ ہو
وہ چال کیا جو شورِ قیامت بپا نہ ہو

وہ کیا جگر جگر ہے جو تیر آشنا نہ ہو
وہ دل ہی کیا ہے درد کا جس کو مزا نہ ہو

اچھا نہ دو کوئی مجھے اس کا پتہ کہیں
بس شوق رہنما ہے کوئی رہنما نہ ہو

خلوت میں جب ہی وصل کا لطف آئے میری جاں
پاس ادب مجھے، تمہیں پاس حیا نہ ہو

مُنہ زخم کھول کر یہ جتاتے ہیں ہر گھڑی
قاتل لہو کا دیکھ! کہ دھبہ لگا نہ ہو

جُز دلربا کے کوئی تمنا نہ ہو مجھے
یارب کوئی مُراد نہ ہو مُدعا نہ ہو

ارمان و یاس و شوق تو کرتے ہو تم شہید
دیکھو، تمہارا کوچہ کہیں کربلا نہ ہو

غوثی سے آپ بگڑے تو بگڑے بھی اس قدر
نام آتے ہی کہا کبھی یہ تذکرہ نہ ہو

☆ ناخدا (ملاح کشتی چلانے والا)

☆ تیر فگن (چبھا ہوا تیر)

*****

آہستہ آہستہ



اٹھے گی اٹھتے اٹھتے وہ نقاب آہستہ آہستہ
نکل آئینگے بے پردہ حجاب آہستہ آہستہ

کیا دیوانہ اور چنوائے تنکے اب نہ تڑپاؤ
کرو خانہ خرابوں کو خراب آہستہ آہستہ

تجھے کیوں پڑگئی اے نرگس شہلا پریشانی
کھلے گی ان کی چشم نیم خواب آہستہ آہستہ

یقیں ہے فتنۂ محشر کی چالوں کا ترے پیارے
اتر آئے گا نیچے آفتاب آہستہ آہستہ

غضب ہو قہر ہو آفت ہو دشت کربلا ہو جائے
جو مقتل میں وہ آئے بے نقاب آہستہ آہستہ

پلٹ جاؤں جھپٹ جاؤں لگا قدموں سے ترے قاتل
نکل جائے گی بیتابی میں تاب آہستہ آہستہ

سرے عریانہ پن دیوانہ پن نے سب الٹ ڈالا
نقاب آہستہ آہستہ آہستہ حجاب آہستہ

جگر کا ماجرا کچھ حال دل کا ہے نہ رو اتنا
ذرا تھم تھم کے اے چشم پرآب آہستہ آہستہ

لگی ہے آگ دونوں میں دھوئیں اٹھتے ہیں اب غوثیؔ
جگر دل دو کے دو ہونگے کباب آہستہ آہستہ



ہم اب تو مر چلے قاتل ترے خیال کے ہاتھ
بس اب اُٹھا نہ یہ تلوار تو سنبھال کے ہاتھ

تمہارا دھیان ہے اس میں تم اس میں رہتے ہو
لگاؤ دل پہ مری جان دیکھ بھال کے ہاتھ

حدیث عشق کی گتھی میں ہے جہاں حیراں
یہ بات آئی ہے عالم میں خال خال کے ہاتھ

کسی پہ آتا نہ دل ہم نہ جان سے جاتے
ہوئے خراب ہم اس قلب پرُ ملال کے ہاتھ

نہ مجھ سے پوچھیں کہ اس دل میں کون رہتا ہے
یہ آپ دیکھ لیں سینے میں میرے ڈال کے ہاتھ

بنے ہم اس کے جلال اور جمال کے ہاتھوں
بنا جمال کے ہاتھوں کوئی جلال کے ہاتھ

کسی حسین نے نہ بسمل کیا ہمیں غوثیؔ
ہوئے حلال ہم اپنے ہی اک خیال کے ہاتھ

*****



میرا رونا ہے اور ہنسی تیری　　خوب ہے یار دل لگی تیری
چھوڑ جاتا ہے مجھ کو یاد رہے　　اب ستائے گی بے کلی تیری
شکر ہے تُو نکل کے آہی گیا　　مجھ کو بس آج یاد تھی تیری
ایک مَیں اور بے کلی میری　　ایک تُو اور ستم گری تیری
کچھ تجھے بھی خیال ہے اِس کا　　میں نے کیا کیا جفا سہی تیری
میری بربادی ہے تجھے منظور　　خیر ایسا ہے تو خوشی تیری
تو وہ — اِک بات مان لے میری　　میں — سُنوں سب ذری ذری تیری
عشق میں تیرے سب کو بھول گیا　　ایک فقط یاد رہ گئی تیری
دیکھ کر مجھ کو یوں کہا غوثی —　　کھائے جاتی ہے بے کلی تیری



نہ سُنا تم مری فریاد سُن لو قلبِ مضطر کی　　قسم تم کو میرے دل کی جگر کی جان کی سَر کی
یہ کیسا جامِ اُلفت ہم کو ساقی نے پلایا ہے　　نظر آتی ہے جو ہر چیز میں تصویر دلبر کی
جو آئے لاکھ منّت پر بھی تو وہ بانقاب آئے　　کہاں جاتی ہے ہم کو چھوڑ کر گردش مقدر کی
بتادیگی تمہیں حسرت مری گورِ غریباں میں　　یہ تربت ہے جگر کی یہ مری یہ قلبِ مضطر کی
ستاؤ خوب تڑپاؤ نہ بھولو اپنے عاشق کو　　قسم ہے الفت کی نامہ کی مری جاں کی کبوتر کی
ستم ہوگا غضب ہوگا کہ ہونگی پیار کی باتیں　　نہ جانے آج کیا ہوگا مری آنکھیں تو ہیں پھڑکی☆
فقط اس سادگی ہی پر تمہاری کشتۂ عالم ہے　　نہ حاجت تیغ کی تم کو نہ خنجر کی نہ لشکر کی
نگاہیں پڑ رہی ہیں تیر سی اُن کی مرے دل پر　　ضرورت اب نہ کچھ باقی رہی زخموں کو نشتر کی
کرم سمجھونگا دوزخ یا کہ جنّت جو ملے غوثی —　　جو کچھ تجویز کی میرے لئے اُس نے سمجھ کر کی

★★★★★

☆ آنکھ پھڑکی (آنکھ پھڑکنا خدشہ کیا ہوگا کیا نہیں)



تو نے وہ تیر سی نظر ڈالی ۔۔۔ بس کلیجے کے پار کر ڈالی
ہم ہیں اُس تیری آن کے قائل ۔۔۔ جو نگہ ڈالی کارگر ڈالی
دل لیا ، جان لی ، جگر لُوٹا ۔۔۔ کیا نظر تاک تاک کر ڈالی
تیشۂ بے رُخی سے ظالم نے ۔۔۔ ڈالی امید کی کتر ڈالی
ہم نکمّے کہیں کے بھی نہ رہے ۔۔۔ خوب جادو بھری نظر ڈالی
کفرُ و ایماں مٹادیئے اُس نے ۔۔۔ نظر ایسی اِدھر اُدھر ڈالی
گئے ناحق کے مارے ہم غوثیؔ ۔۔۔ بات ایمان کی جو کر ڈالی

*****

واَمّا السائلِ فَلاَ تَنہَر (قرآن)

التجا



اُو بے مثال سایہ ذرا مجھ پہ ڈال دے ۔۔۔ مستانہ قال دے مجھے وجدانہ حال دے
صدقہ جو حُسن کا وہ بُتِ بے مثال دے ۔۔۔ تو سو دعائیں دل سے مرا بال بال دے
زنگِ خودی کو اپنے جو دل سے نکال دے ۔۔۔ جب لازوال ہستی اُسے لایزال دے
آزار جاں کو دل کو تڑپ دے ، جگر کو درد ۔۔۔ مولا نہ جاہ دے ، نہ حشم دے نہ مال دے
اچھا نہیں ، نہیں نہ سہی وصلِ دلربا ۔۔۔ دھُن اپنی دھیان اپنا دے اپنا خیال دے
آدمؑ کا جو نکلنا ہے معلوم ہے ہمیں ۔۔۔ شاہا! نہ ہم فقیروں کو در سے نکال دے
اے درد مجھ کو عشق میں اُس کے جلائے جا ۔۔۔ اے عشق مجھ کو سانچے میں تُو اپنے ڈھال دے
دے وہ خیال ، کردے جو صحت خیال کی ۔۔۔ غوثیؔ کو بے کمالی میں صاحب کمال دے

*****



نمودِ دوجہاں جانِ جہاں ہے آپ کے دم سے — مسخر دونوں عالم ہیں تمہارے اسمِ اعظم سے
نہ پوچھو چھیڑ کر کچھ حال میری چشمِ پرنم سے — کہ تم بھی رو پڑو گے دیکھ کر رونا مرا غم سے
جو پوچھا کیوں نظر آتے نہیں ہو تم تو یہ بولے — ہر اک ذرہ میں ہم رہتے ہیں بن کر جانِ عالم سے
خدا جانے یہ کیا ہوتی ہیں شب بھر راز کی باتیں — کبھی مرہم کی زخموں سے کبھی زخموں کی مرہم سے
جو تم یاد آئے تو جی کھول کر ہم اس قدر روئے — کہ دریا بن گئے قطرے جو ٹپکے چشمِ پُرنم سے
مری میت ہجومِ یاس کا تابوت ہے دیکھو — عزاداری☆ سے ارمانوں کی حسرت کے ماتم سے
کسی کی برچھیوں کے زخم کاری لگ گئے غوثیؔ — نکلتی ہیں صدائیں ہائے ہو کی کیوں مرے دم سے



پری کیا حور کیا سب منتظر ہیں تیرے جلوے کے — جو ایسوں کا ہوا ایسا حال میں قربان ایسے کے
بڑے پردہ نشیں میں ہوں صدقے ایسے پردے کے — یہ کہتے کیوں نہیں ہم چھپ گئے ہیں تیرا دل لے کے
یہ حالت ہے مرے دیوانہ پن کی دید کے قابل — کہ تنکے بھی چنے تو جانِ من تیرے ہی کوچے کے
جگر تحفہ ہے دل تو نذر ہے ہم مفت صدقہ ہیں — مری جاں اب رہا کیا جو تیرے قابل ہو لینے کے
پھنسا بڈھپ سمجھایا لاکھ یاروں نے مجھے لیکن — ہوا آخر وہی ہونا تھا جو قسمت میں لے دے کے
نہ مرتے تم پہ دل دیتے نہ تم کو، سرخرو رہتے — یہ طعنے کس لئے سنتے الفت کا ایک دوبے کے
نتیجہ یہ ہوا غوثیؔ بلائیں جھیلنے پر بھی — دئے کیا دل نگاہوں سے گرے اپنے پرائے کے

☆ عزاداری (ماتم، مصیبت)



دل کو میرے ہائے ٹھکرا کر چلے — کر کے برپا شورشِ محشر چلے
مسکرا کر قتل گہہ میں ناز سے — جس طرف دیکھا ادھر خنجر چلے
اس قدر شوقِ شہادت کا ہے جوش — ہم برہنہ پا برہنہ سر چلے
پائے قاتل پر مرا سر گر پڑا — پھیر کر جب حلق پر خنجر چلے

درد فُرقت میں جھلک دکھلائی گیا
داغ دل پر داغ پھر دیکھ کر چلے

بزم سے تیری بڑی مشکل سے ہم
تھام کر دل کو اُٹھے اُٹھ کر چلے

حُسن پر تیرے دئے بس جان و دل
بن کے دیوانے ترے ششدر چلے

سر کٹا اور گرد اُس قاتل کے ہم
صدقہ ہونے لاشۂ بے سر چلے

انقلاب دہر عوثیؔ دیکھ کر
روتے آئے ہنستے اپنے گھر چلے

*****

اِستِدُعا



ہر زباں یا رب خیال چشم مستانہ رہے
بادہ وحدت رہے اور ذکر جانا نہ رہے

قُلقُلِ مینا رہے اور دورِ پیمانہ رہے
دل رُبا ساقی رہے اور شورِ مستانہ رہے

تیرے قرباں ساقیا بھر بھر کے دے جام طُہور
تو سُلامت ہو ترا آباد میخانہ رہے

تو رہے آنکھوں میں میری تجھ کو میں سجدہ کروں
کعبہ آنکھوں میں مری ٹھہرے نہ بتخانہ رہے

دیکھ کر صحرا میں مجھ کو وہ یہ دیتے ہیں دعا
قیس کا یارب مرے آباد ویرانہ رہے

یوں ہوں پامال ادا تیرا ہیں اُوجادو ادا
میں بھی دیوانہ ہوں اور دل بھی دیوانہ رہے

بددعا دیتے ہیں میرے ذکر پر وہ اس طرح
دھجیاں دامن کی ہوں حالت فقیرانہ

مجھ کو یوں مجنوں بنایا ہے خیال یار نے
کہ جنُوں بھی دنگ ہو مجنوں بھی دیوانہ،

دست ساقی کے تصدق جام کچھ ایسا دیا ہے
ہم رہے عوثیؔ جہاں بھی پیرُ میخانہ رہے

*****

○

مصور جس کا خود شیدا ہے صورت ایسی ہوتی ہے
دو عالم جس پہ قرباں ہے نزاکت ایسی ہوتی ہے

قیامت میں قد زیبا کا ان کے کیا کہوں انداز
کوئی دیکھے قیامت میں قیامت ایسی ہوتی ہے

یہ کہتے ہیں وہ محشر میں گنہگاروں کو بخشا کر
شفاعت اس کو کہتے ہیں شفاعت ایسی ہوتی ہے

جگر نالاں ہے دل مضطر لبوں پہ دم ہے آنکھیں نم
تمہارے عشق میں اے جان حالت ایسی ہوتی ہے

دو عالم ان پہ قرباں نہ ہو تو کیا کرے غوثیؔ
مصور جس کا خود شیدا ہے صورت ایسی ہوتی ہے

○

میں اس کا کشتہ ہوں جس کی کمانی تیغ ابرو ہے
نگاہیں تیر چتون برچھیاں ہیں، چشم جادو ہے

دکھا کر اپنی چتون کو یہ کہتے ہیں اشاروں سے
یہ برچھی ہے یہ نشتر ہے یہ فتنہ ہے یہ جادو ہے

تلاش یار میں شاید کوئی کھوتا ہے اپنے کو
مرے دل کی صدا سے کس لئے آواز ہو ہو ہے

عدم کا کس لئے نقشہ کھینچا شام جدائی میں
مجھے سونا نظر کیوں آرہا عالم یہ ہر سو ہے

پڑے جائے گی پھانسی اب دل رنجور میں غوثیؔ
خدا حافظ بت عیار کا بل کھائے گیسو ہے

*****

نور کی صورت

○

نور کی صورت ہے تیری نور کی تنویر ہے
کھینچ گیا خود ہی مصور اس کی تو، تصویر ہے

ہوتی ہے دل میں کھٹک رہ رہ کے اس کی وجہ کیا
دے بتایا رب یہ کس کی چتونوں کا تیر ہے

بلبل و گل سب میں شیدا اس گل بے خار کے
گردن قمری میں اس کے عشق کی زنجیر ہے

اس بت عیار کو مستی میں گر سجدہ کیا
زاہدا بتلا تو مجھ کو کیا مری تقصیر ہے

دید کے قابل تماشہ قتل کا غوثیؔ کے ہے
یاں سر تسلیم خم، واں ہاتھ میں شمشیر ہے

کتاب ہذا "طیبات غوثی" کے مصنف (حضرت سیدی غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ سال کی عمر میں اپنے والد الحاج حضرت سیدی کریم اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر اس نعت (نور کی صورت ہے) کو فی البدیہہ لکھ کر سنایا اور داد تحسین حاصل کی)

☆ چتون (نظر، پلکیں، نگاہ)



اِدھر اُنؐ کی مہر و عطا ہورہی ہے اِدھر کچھ اِدھر کی صدا ہورہی ہے
تمہیں یاد کرتے ہیں مشکل میں مولا بچانا مرے ناخدا ہورہی ہے
جو یہ دمبدم ہچکیاں آرہی ہیں ہماری کہیں یاد کیا ہورہی ہے
جو نکلا جنازہ کسی کا تو بولے یہ کیسی قیامت بپا ہورہی ہے
مکر جاؤگے تم مٹینگے نہ دھبے دمِ ذبح تکرار کیا ہورہی ہے
یہ تم یاد رکھ لو، نہ چھوڑونگا الفت سہی لاکھ مجھ پر جفا ہورہی ہے
تلُا قتل پر وہ، تو میں مرنے پر ہوں وفا ہورہی ہے جفا ہورہی ہے
ذرا مڑکے دیکھو تو لاشہ کسی کا کہ صدقے کسی کے قضا ہورہی ہے
مزے تیرے خنجر کے لے کے قاتل لب زخم سے مرحبا ہورہی ہے
بجھانا کوئی آگ دل میں لگی ہے ارے میں جلا، میں جلا ہورہی ہے
اشارے پہ بسمل جہاں ہورہا ہے فقط ایک طرز ادا ہورہی ہے
مٹاتے ہیں مدفن کو وہ باد مُردن کوئی اور رسم جفا ہورہی ہے
مزہ یہ اٹھا سن کے اشعار غوثی ۔ ہر اک لب سے صلِّ علیٰ ہورہی ہے

*****

درد لاَ دوا



بس غم سے جی یہ میرا اب روٹھ کر چلا ہے لینا بتو خدُارا دَم لب پہ آگیا ہے
مرا قتل کرنا تجھ کو قاتل اگر رَوا ہے تو تیز کرلے خنجر حاضر مرا گلا ہے
نہ دوا کرو طبیبو مرا درد... لادوا ہے یہ بڑھے تو خود دوا ہے بس اسی سے ہی شفا ہے
اب تک ٹھیس بھی باقی نہیں ہے پیارے چھیڑو نہ دل کو میرے پھوڑا بنا ہوا ہے

چھوٹا نہ بعد مردن بھی تیرا خیال دل سے — مر کر بھی تیرا کشتہ آفت میں مبتلا ہے

دونوں جہاں کی فکریں بے کار ہیں ہماری — ہوتا وہی ہے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے بے پردہ

او پردے والے دلبر ترا پردہ جانتا ہوں — بے پردہ سب میں ہے تو اور نام پردے کا ہے

مجھے دل سے ہے شکایت مجھے اس نے مار ڈالا — مجھے تیرا شکوہ کیا ہے۔ مرا تجھ پہ کیا گلا ہے

کہتے ہو میں خدا ہوں۔ جو بے خودی میں ہردم — روکو زباں کو غوثی یہ کیسا تذکرہ ہے



جگر کو آج کچھ تیغ نظر دکھلائی جاتی ہے — ہماری اس کے کوچے میں لحد بنوائی جاتی ہے

تماشائے حسینان جہاں کو کیا کروں واعظ — طبیعت ہی طبیعت ہے طبیعت آہی جاتی ہے

سوا میرے نہیں منظور ہے ان کو کسی کا سر — منادی آج میرے قتل کی پھروائی جاتی ہے

عجب سودا ہے یہ اچھا جنوں ہے خوب وحشت ہے — طبیعت تنکے ہی چن چنکے اب بہلائی جاتی ہے

مرے تھے ہم جو اس کے سبز تل پر جان سے اپنی — کنی ہیرے کی گھس کر اب ہمیں کھلوائی جاتی ہے

کسی کو پھر نہ جرات ہو کسی سے دل لگانے کی — ہماری نعش پائے فیل سے کھنچوائی جاتی ہے

نگہ بدلی ہوئی تیور میں بل، بگڑے ہوئے ابرو — طبیعت اور ہی سرکار کی اب پائی جاتی ہے

ستم ہے قہر ہے۔ آفت ہے۔ ہجر یار کا آزار — کلیجہ بے کلی اندر ہی اندر کھائی جاتی ہے

چلو اجمیر کو اب بمبئی سے حضرت غوثی — طبیعت اب کی یاں کی سیر سے اکتائی جاتی ہے

چین چنکے



اس پری کا ہوگیا ہے ان دنوں سایہ مجھے — جس سے ہے سارے جہاں کو دیکھ کر سودا مجھے

انگلیاں اٹھتی ہیں بتلاتے ہیں دیوانہ مجھے — ہو برا اس عشق کا کیا کردیا رسوا مجھے

وہ دوا دی بڑھ گیا درد محبت اور بھی — صدقے میں اچھے مسیحا کیا کیا اچھا مجھے

کہتا ہے بیدل کوئی مجنوں کوئی وحشی کوئی — لوگ الفت میں کسی کی کہتے ہیں کیا کیا مجھے

کیا کروں اپنی نظر کو جانے کیا مجھ کو ہوا — تیرا جلوہ دیکھتا ہوں جو نظر آیا مجھے

سیر کلکتہ سے جی بھرتا نہیں غوثی مگر — یہ بھی بے جاناں نظر آتا ہے اب سونا مجھے



ہجر میں پہلو سے دل ہے اب نکلنے کے لئے
آفتابِ عرشِ حق ہے آج ڈھلنے کے لئے

اس کی لاپرواہی ایسی اضطراب ایسا مرا
طرفہ تر تیار ہے دم بھی نکلنے کے لئے

ہاتھ قاتل کا مرے اُٹھ اُٹھ کے رہ جاتا ہے کچھ
حیلہ کرتی ہے قضا خنجر نہ چلنے کے لئے

آگیا اِک دم بس اُس کی چشمِ فتّاں کا خیال
اب زمانہ چاہیے دل کے سنبھلنے کے لئے

اِک گھڑی اِک دم نہیں دیتے ہیں وہ آرام چین
جی میں بیٹھے ہیں کلیجہ میرا مَلنے کے لئے

درد والو اپنے اپنے دل پہ رکھ لو ہاتھ تم
ہے دلِ پُردرد پہلو سے نکلنے کے لئے

سُنتے ہیں اُن کو ترس آتا ہے شوقیؔ ہم پہ کچھ
اب نہالِ آرزو اپنا ہے پھلنے کے لئے



بے پردہ جب وہ آئینہ رُخسار ہوگئے
حیران دو جہاں کے ہوشیار ہوگئے

رخ پر فدا کوئی قربان زلف پر
کافر کئی ہوئے کئی دیندار ہوگئے

بچنے کی اب امید مسیحا نہیں ہے دیکھ
کچھ اور اب مریض کے آثار ہوگئے

چتون کے بانکے تیروں کا پوچھو نہ بانکپن
یہ چھوٹتے ہی دل کے مرے پار ہوگئے

دل دے کے تم کو غم بھی اَلَم بھی ستم سہے
رُسوا ہوئے ذلیل ہوئے خوار ہوگئے

مژگاں کے وار دل پہ لگے اس طرح مرے
خنجر ہوئے کبھی، کبھی تلوار ہوگئے

رحمت گناہگاروں پہ دیکھی جو روزِ حشر
کتنے ہی بے گناہ گنہگار ہوگئے

اس شوخ کی نگاہ بلا ہے میں کیا کہوں
نرگس ہی ایک، سینکڑوں بیمار ہوگئے

مجھ سا تو دل ہوئے گا کسی کا جہان میں
چتون پہ مر رہا ہے، کئی وار ہوگئے

شوقیؔ ہماری تیز زبانی پہ کھا کے زہر
کتنے فصیح رشک سے فی النّار ہوگئے

☆ طُرفہ — (عجیب و غریب) نہال — (پودا — ، جھاڑ — کا) ☆ نرگس (آنکھ جیسا پھول)
☆ فی النّار (آگ میں جل گئے)

*****



نہ کچھ سمجھے نہ کچھ سوچا ترے جلوہ پہ مر بیٹھے
ہم اپنے آپ کو تیرے لیئے برباد کر بیٹھے

جگر بھی ، دل بھی ، تن بھی ، جان بھی ، ایمان بھی ، دین بھی
جو کچھ بھی پاس تھا اپنے وہ نذر یار کر بیٹھے

بنایا ہے دل اپنا ہم نے اُن کا آئینہ خانہ
کیا کرتے ہیں ، اب تو یار کا دیدار گھر بیٹھے

کہاں چھٹتے ہیں تجھ سے کشتۂ تیر نظر تیرے
جہاں بھی بزم میں بیٹھے ترے پیش نظر بیٹھے

فنا ہوجائینگے یا اُن کو خود میں لیکے اُٹھینگے
کہ مدت ہوگئی ہم کو درِ دلدار پر بیٹھے

الہٰی کیسا نظارہ ہے آنکھوں سے نہیں ہٹتا
اُنہی کو دیکھتے ہیں جس طرف نکلے جدھر بیٹھے

جئے کیسے ، کٹے فرقت میں اُس کی زندگی کیونکر
تمہارا دیکھنے والا کہاں جائے کدھر بیٹھے

کہا چپکے سے تم ـ ہم ـ دو نہیں گو اور ہیں غوثی ـ
نوازش کی کہ اپنا راز آپ ہی فاش کر بیٹھے

*****

کلامِ فارسی

ومن ایته خلق السموات والارض و اختلاف السنتکم والوانکم

○

اے رُخِ تُو کعبۂ ما حُبّ تُو ایمانِ ما — وے فدائے گیسوئے تو دین ما و جانِ ما

والضحیٰ واللیل تفسیر رخ و گیسوئے تست — خطِ پیشانی ، تُو صد مرحبا قرآنِ ما

درِ دل و جان فدایان خودت جاکردہ — یک دو گامے ازکرم در کلبہ احزانِ ما

ہستی ہر دوجہاں ، جملہ نمود روئے تو — اے حیاتِ عالمیں تُو جان ما جانانِ ما

عکس روی و زلف تو نور و ظلم دارد ورود — عشق زُلفت کُفر ما عشق رخت ایمانِ ما

گفتمش تو کیستی ازجملہ چیزے دیگری — گفت من عینِ ہمہ آن و گر ہر آنِ ما

زندگی غوثیؔ بیچارہ جُز تونیستی است — ہستیٔ ما جُملہ از تو نیستی شایانِ ما

○

پیش من آئینہ ہائے اے اینما افتادہ است — روز و شب کارم بدیدار خدا افتادہ است

ایں جمال نحنُ اَقرب درالستم بندہ کرد — رشتہ حبلِ الوریدم در بلاء افتادہ است

من ہماں نورم کہ بودم شکل نقطہ با خدا — ہر جلوہ نقطہ زیر آمد ، جدا افتادہ است

کرو تیغ کُلّ شیٍ ھالک مارا عدم — ہستی ، موہوم ما اندر فنا افتادہ است

عالمے بیند بقائے را بہ مرآۃ فنا — پیش ما شکلِ فنا عینِ بقا افتادہ است

پیش کوراں ہستی موجودہ افتادہ است عدم — تیز بیناں را عدم ہستی نما افتادہ است

سِرِ من گرفاش گردد ، عالمے برہم شود — از درون من شنو چوں نالہا افتادہ است

در رضائے یار کردم مُدّتے عمرے بسر — طرفہ بیں اکنوں کہ کار ما بما افتادہ است

مَن یکے خوانم یکے دانم یکے بینم یکے — در نگاہم صورتِ ما و شما افتادہ است

من کیم من کیستم یا جملہ اُو یاکل منم — خود نمی یابم عجب کارے مرا افتادہ است

خلق می گوید مرا غوثیؔ تماشائے بہ بیں — خود تلاش حضرت غوثیؔ مرا افتادہ است

*****

صدائے حق بزبانِ عبد



منم ذاتِ قُل ھواللہ احد ہمہ شان مَن داں تو اللہ صمد
منم ہستیم از ازل لم یلد وَلَمْ یُولَدْ ایں کنم من تا ابد
ولم ہم منم ، ہم یکن لہو منم من آں لا شریکم کہ کفواً احد
بروں اسم و وصفم ز قید شمار مَن آں واحدم کو بری از عدد
جہان تعیّن مداں غیر من کہ ہردم بشانے ظہورم بود
ہمہ خیر و شر جلوہ گاہے مَنْ است جلال و جمالم ہمہ نیک و بد
ظہور دو عالم ہمہ رنگِ مَنْ کہ شانِ ظہور مرا نیست حد
ہمون است غوثی کہ گو یہ منم ہمہ اوست ایں صورت و خال و خد

★★★★★

نکاتِ حقیقت



نمود دوجہاں شُد از وجودم اگرچہ قبل عالم خود نہ بودم
مپرس از ہستی بے ہستی من نہ دانی ہیچ ، از بود نہ بودم
من آں نورم کہ از نور آفریدند شہود یارِ من باشد شہودم
چہ جوئی از وجودِ مَنْ نشانے کہ نابودست ایں جملہ نمودم
ازاں مسجود جملہ کائناتم کہ باشد قربِ مسجود از سجودم

من اندر منؔ نہم جملہ منِ اوؔ   وجود او شدہ جملہ وجودم
چو مقصودم ز مرگ و زندگی اوست   نیم آگاہ از نقصان وسوُدم
خرد جملہ جنوں در راہِ عشق است   جنوں عقل است بسیار آزمودم
چوں آں شاہے تجلّی کرد غوثیؔ   مرا از من بوُد دازِ وجودم

★★★★★

کیفِ خودی



چو ہر ایک را رہے دادست یارم   نہادہ پیش اُو مارا نگارم
مرا اندر کنارِ خویش دارد   چساں گویم کہ اُو اندر کنارم
مرا نبود ز خود ہیچ اختیارے   ولے از اختیارش اختیارم۔
ریاضت در طریقِ عشق نبود   مرا ایں بس ، کہ میرم پیش یارم
مپرس از من کہ مقصود دولت چیست   کہ جز دید تو مقصودے ندارم
اگر اے جانِ جاں در جاں نباشی   کہ باشد جز تو اندر جان زارم

چو اوُ در خرقہ ام غوثیؔ نہان است
شہنشا ہم اگرچہ دلق دارم

★★★★★

جامعیتِ انسان

"ہم حضرتِ قرآں منم"



حضرتِ قرآں مُنم ، ہم حضرت فرقاں منم
تن منم ہم ، دل منم ہم جاں منم ، جاناں منم

مَن نیم جاناں ، و لیکن صورت جاناں منم
آنکہ خود را یافتہ در ہستی سُبحاں منم

مَن چہ گویم مَن کیم من کیستم ، من چیستم
ایں نیم ، من آں نیم ، من ایں منم ، ہم آں منم

تو نمی دانی مرا اے زاہد صورتِ پرست
نورِ حقم گرچہ شکلِ حضرت انساں منم

قربِ جاناں کے بدست آید بجز افضال او
پنجہ عرفاں زدہ در دامن رحماں منم

فضل حق غوثی مرا از دوجہاں برداشت است
نعمت حق را چہ گویم ، صاحب عرفاں منم

★★★★★

انکشافِ حقیقت



من طلسمِ بستہ مولا ستم
ہیں غبار محملِ لیلا ستم

تو مپرس از من نشانِ ہستیم
عین آبم صورتِ دریا ستم

من کہ من ہستم نمی دانی مرا
یافتم خود راز خود برخاستم

من منم لیکن نیم آں من کہ تو
آں من دارم ز من گویا ستم

آدم در صورتِ غوثی — عیاں
غیب غیبم نقطہ پیدا ستم

★★★★★



منم آں عاشق شیدا کہ دلدارے دگر دارم — بتِ عیار دیگر لالہ رخسارے دگر دارم

منم آئینہ و آئینہ بیں آئینہ رخسارم — چہ گویم حال خود رنگے و بازارے دگر دارم

منم آں طرفہ صانع کو، بصنع خویشتن ظاہر — چہ گویم کار گاہے دیگر و کارے دگر دارم

منم جسم و منم قلب، و منم جان و منم جاناں — بہر ہر مرتبہ شانے و اقرارے دگر دارم

گذشتہ کار من از کفر و ایمان شما یاراں — کہ ہر ہر لحظہ تصدیقے و افکارے دگر دارم

انا عبد بگویم باانا الحق طرفہ منصورم — سرے دیگر زمانے دیگر و دارے دگر دارم

گہے در صورت مجنوں پریشاں حال د آشفتہ — گہے در گیسوئے لیلیٰ گرفتار دگر دارم

گہے در بیخودی باخود گہے در باخودی بیخود — بے و مستی دیگر طرفہ خمارے دگر دارم

بہ شکل شہ کمال اللہ عجب دریائے عرفانم — بہ شکل غوثیم انداز گفتارے دگر دارم

☆ حضرت سیدی شاہ کمال اللہ المعروف حضرت سیدی مچھلی والے شاہ حضرت سیدی غوثی شاہ کے پیر و مرشد ہیں۔

★★★★★

لبِ حق



از لبِ حق شنویا حق منم و خدا منم — لَمْ یَلِدْ اَم صمد منم خالق و کبریا منم

ذات منم، صفت منم آئینہ، اینا منم — من بہ لقائے خویشتن عکس منم لقا منم

من منم و شما منم ہم ہمہ ایں و آں منم — انت منم ھُما منم ھُو منم و انا منم

از ہمہا گذشتہ ام چوں و چرا گستہ ام — در مَنْ مَنْ نشستہ ام مطلق خودنما منم

در دلِ بیدلاں منم شکل ہمہ بتاں منم — در ہمہ جلوہگر منم از ہمہ با جدا منم

مثل مرا عدم بداں صورت ہستم جہاں — بُود و نمود دوجہاں از من و ایں ہمہ منم
اول و آخر جہاں ، ظاہر و باطن ہمہ — جملہ ز ہستیم بداں بے حد و انتہا منم
سائل بینوا منم ، صُورتِ اغنیا منم — ہر طرفہ ماجرا ببیں شاہ منم گدا منم
مَنْ احدم و احمدم ، شیخ منم علیؒ منم — صورتِ غوثیم — عیاں عارف باخدا منم

*****

شورشِ مستی

"مستانہ ام مستانہ ام"



من بہ جام خویشتن مستانہ ام مستانہ ام — عاشق حُسن خودم ، دیوانہ ام ، دیوانہ ام
نُوالعجب مستم کہ غیر خود ، نمی بینم دگر — بر جمال شمعٔ خود پروانہ ام ، پروانہ ام
کوست صیّاد و شکارے کوست دانہ کوست دام — من بہ صیدِ خویشتن خود دانہ ام ، خود دانہ ام
در لباسِ قیس مَنْ در حُسنِ لیلا ہم منم — خود بشانِ دیگرم بیگانہ ام بیگانہ ام
خود بُتم ہم خود پرستارِ بتم چوں برہمن — ہم پئے آں برہمن بت خانہ ام ، بتخانہ ام
بر فروشم جامِ صہبائے خودی خود میکشم — ہم برائے میکشی مے خانہ ام ، مے خانہ ام
اُو مَن وہم ، تُو من وہم جملہ غوثی مَن منم — من بخود نازاں منم جانا نہ ام جانا نہ ام

*****

کیفِ مستی



ہر لحظہ تماشائے در رنگِ جہاں دارم — گہہ صورتِ عشاقم گہہ بتاں دارم
گہہ صورتِ موسیٰ مَنْ رَبِّ اَرِنی گویم — گہہ لفظ اَناالحقؔ را مَن وردِ زباں دارم
من کافر بے دینم مَنْ مسلم بادینم — مَن بہر نمودِ خود صد نام و نشاں دارم
من طُرفہ کہ بے چونم صد طُرفہ کہ باچونم — صد بوالعجبی در من ، ایں دارم و آں دارم
من تر ظہور کن عینِ فیکون ہم من — من جامع اضدادم پنہاں و عیاں دارم
ہرگز نہ رسد غیرے در حضرتِ ذاتِ من — خود شاہد و مشہودم صد راز نہاں دارم
من اول و من آخر ، من ظاہر و من و باطن — من عارفِ غوثیم صد لُطف بیاں دارم

*****

یارسُولُ اللہ ۔ اُنظر حالنا



نگاہے از کرم یا مصطفیٰ کُن — مریضانِ محبت را دوا کن
توُ جانِ عالمی ، رُوحِ جہانی — خدا را جانبِ ما چشم وا کن
ولے از رنج و غم داریم مملو — ز قیدِ رنج و غم مارا رہا کن
توُ نورِ کبریائی یا محمدؐ — نگاہے لطف ، بہرِ کبریا کن
بہ طوفانِ غم آمد کشتیٔ ما — مدد بہر خدا اسنے ناخدا کن
غلامانیم گرچہ عاصیانیم — کرم بر حالِ ما بہرِ خدا کن
نقاب از چہرہ وا کُن جلوہ نما — بیا ۔ رحمے بحالِ زارِ ما کن
توُ جملہ قبلۂ حاجات مائی — ز رحمت جملہ حاجاتم روا کن
غریقِ بحرِ عصیانست غوثیؔ — بحالش لطف بہرِ مرتضیٰ کن

*****

بہ حالِ زار اُنظر یانبیؐ

○

اے دلِ مَنؔ دیدہ من ، جانِ من ، جانانِ من
یا محمد بر تو قرباں ، ایں من ، ہر آن من

من ہمی خوانم ، نمی دانم ، ہمیں بینم ترا
قبلہ من کعبہ من دینِ من ، ایمان من

اے کہ شانت جز تُولو داند تو دانی یا کہ حق
شان تو شانِ خدا اے احمد ذیشان من

آئینہ شد ایں جہاں بینم ترا من ذرّ ہمہ
جز تو دیگر می نہ بیند دیدہ حیران من

زلف تو وَالیّل آمد رُوئے تو شمس الضحیٰ
دید تو دید خدا ، گفتار تو قرآن من

کردہ روشن جہاں را از وجود پاک خود
خوش بتاب اے جان عالم ماہ خوش ، تابان من

آمدہ غوثیؔ بہ حالِ زار انظر یانبیؐ
رحم کن بہر علیؑ اے جانِ من ، جانانِ من

*****

جان جاناں

○

اے کہ شان بیمثالی روشن از بالائے تو
دُرد دُو عالمؔ می نہ گنجد ذات بے ہمتائے تو

ہیچ باشد ، ہرچہ باشد ہیچ چیزے ہیچ نیست
درد دو عالمؔ نیست اِلاّ جلوہ زیبائے تو

پردہ ظلمات ایجاں بر تو گیسوئے تست
روشنی مہرِ تاباں عکس نقش پائے تو

ہجر تو صد مرگ باشد کشتگان عشق را
زندگی عاشقاں اے جاں رُخ والائے تو

کعبہ پیش کعبہ دل کے مساواتے کند
آستانت آں بود ، ایں خاص باشد جائے تو

از سخن ہائے پراسرار تو غافل نیستم
گوش دارم من ز جاں بر جنبش لبہائے تو

تا توئی من نیستم چوں سایہ پیش آفتاب
جان من ، ایں جان قربان ، برقد رعنائے تو

صورت بے صورتی تست در ہر صورتے
اے چناں بے صورتی ، کایں جملہ صورتہائے تو

از کہ پرسی کیست غوثیؔ جان جاں ناداں مشو
خود توئی غوثیؔ ست غوثیؔ صورت والائے تو



اے کہ از مکہ بہ طیبہ آمدہ جا کردہ
خود درون حجرہ تو بنشستہ یا مصطفیٰ
از وفور شوق ما بینم بے پردہ ترا
کردہ نہلائے عالم را بعشق خود خراب
کردہ احساں بعالم از عدم آوردہ
خلوت مختص گزیدی با ابوبکر و عمر
خوش نشیں در حجرہ خود یا محمدؐ خوش نشیں
نور تو در ہر دو عالم ہست باہر ذرہ
جز تو در ہر دو جہاں غوثیؒ نہ بیند یا نبی

عالمے را بر جمالِ خویش شیدا کردہ
نیم بسمل بر در حجرہ جہاں را کردہ
مصلحت را یا نبی گرچہ تو پیدا کردہ
ز اشتیاق خویش جانہارا تو کشتہ کردہ
یا محمد انچہ پنہاں بود پیدا کردہ
از چہ آوارہ تو ما دیوانگاں را کردہ
از جمال خویش روشن دیدہ ما کردہ
خود تماشائی تو ۰ ہم خود دار تماشا کردہ
اے فدایت جان من ۰ در دیدہ ام جا کردہ

★★★★★

اے جلوۂ جانانہ



از نازچہ می پرسی حالِ منِ مستانہ
جز تو نہ دگر دانم ۰ جز تو نہ دگر خوانم
اے آنکہ اسیرانِ زلف تو رسیدہ کارند
تاچند نظر پوشی از چشم نظر بازاں
بر طرز اداۓ تو برباد دل عالم
من طرز تو می دانم انداز تو بشناسم

شوریدہ سرو مفتوں اوارہ و دیوانہ
جز تو نہ دگر بینم ۰ اے جلوہ جانانہ
حیران رُخ خوبت صد زاہد و صد دانہ
گہ صورت یاراں تو گہ صورت بیگانہ
آباد برائے تو صد مسجد و بتخانہ
گہ دلقِ گدا داری ۰ گہ خلعت شاہانہ

در مے کدہ تو ساقی ، در خم تو مے ساقی
در رقص تو مستانہ ، در دورِ تو پیمانہ
اے طرفہ تو بیچونی ، پیدائی ز باچونی
این داری واں داری در آن جداگانہ
باحشمت و شاہی تو در صورت عثمانی
در صورت غوثی تو باشان فقیرانہ

★★★★★

ارشاد غوثی

نہ بدیر کن نگاہے نہ بہ کعبہ کن گدائی
تو بہ صورتم نظر کن ہمہ شان کبریائی
تو رگو کہ خود پرستم بخدا خدا پرستم
ز نگاہم او فتادہ ہمہ مائی شمائی
ہمہ جا خداست ظاہر تو بچشم شوق بنگر
کہ ظہور اوست کلّی بہ جہان ماسوائی
تو بہ تیغ لا نفی کن ہمہ غیر حق کہ بینی
ہمہ اوبگو تو خواہی ، ہمہ من ہمہ خدائی
من و تو کہ ہست غوثی ہمہ ایں تعینات است
بحقیقتے نظر کن ہمہ ما توئی ، تو مائی

★★★★★

نالہء فراق

بیادِ پیرومرشد

نمودہ جلوہء رخسار حیراں ساختی رفتی
کشادہ زلف خود مارا پریشاں ساختی رفتی
[illegible]فا کردی ، مرا کشتی ، بہ غمزہ جان و دل بردی
کرم کردی ، بروں از دین و ایماں ساختی رفتی
[illegible]ں و جان و جگر در یک ادائے دلربا بردی
ز افسون نگہ ، یاراں مریداں ساختی رفتی
ہر ذرہ نمودی جلوہ آں خود سر یکتا
بہ طرز کافری ، صدہا مسلماں ساختی رفتی
[illegible]دیدہ در جہاں کس مثل من یک بے سروساماں
ولے داری مرا صد ساز و ساماں ساختی رفتی

شدم وارفتہ از خود اُو من و من جملہ اُو گشتم
چناں مخمور از صہبائے عرفاں ساختی رفتی

بصد درد و الم پُر سوز کردی جانِ غوثی را
عجب درمان دل عیسیٰ دوراں ساختی رفتی



بعشق تو کشم تا چند آہے
نگاہے سوئے من شاہا نگاہے

بر ایں اُمیدِ خاک آستانم
کہ بینی سوئے من از لطف گاہے

بجان ماتوئی مقصود جانم
ترا خواہم نخواہم مال وجاہے

رخ تو کعبہ ، فرمان تو قرآں
طریقت دین و رویت قبلہ گاہے

دل و جانم ربود و کرد بسمل
جزاک اللہ زہے جادو نگاہے

گدائی درت صد عز و جاہ ہست
غلام آستانت پادشاہے

گدائے آستانِ تست غوثی
بحال او نظر کن گاہے گاہے

★★★★★

بر مصطفیٰ سلامے



کہ بود کہ او ساند بر مصطفیٰ سلامے
بہ ہزار سوز گوید زمن گدا پیامے

بہ فراق سیگدازم بہ نواز جاں نوازم
بہ دلم بساز جاتے و بجاں بکن مقامے

تو کہ جانِ جانہائی و بچشم حق کمینی
چہ شود بکلبہ ، دل بنہی زلطف گامے

کرمے بحالِ زارم برہاں ز خستہ عالم
تو زدستِ خود عطا کن بہ من خراب جامے

ہمہ نام بود تنگے دل و جاں فدائے نامت
کہ شُد است جملہ تنگم ، بہ غلامئ تو نامے

من اگر کنم خطائے تو کن بہ من عتابے
کہ زلطفِ تو برآید ہمہ مقصد و کامے

بہ تو روز و شب رسانم کہ تو جان و جاں نوازم
بہ ہزار دل درودے ، بہ ہزار جاں سلامے

توئی جسم و قلب و جانم توئی نام و ہم نشانم
تو مجوز من نشانے تو زمن مپرس نامے

اگر آں جناب پُرسدز کجا ، بگو نسیما
ز سگِ در تو غوثی بہ ہزار جاں غلامے

★★★★★

واللہ یضعف لمن یشاء ٥ قرآن
اور اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

کلماتِ طیّبات (اضافہ جدید)

الیہ یصعد الکلم الطیب ٥ قرآن
اُسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں

★★

طیباتِ غوثی (کتابِ ہذا) کی اشاعت اول (1938) سے پہلے مرقومہ 21 ذی الحجہ 1331ھ سے جو دیوان مرتب کیا گیا، اس کی تیسری اشاعت جو مصنف الحاج حضرت غوثی شاہؒ کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج حضرت مولانا پیر صحوی شاہؒ کی نگرانی میں 1969ء میں ادارہ النور (بیت النور) کی طرف سے جب منصہ شہود پر آئی تو اس میں "اضافات جدید" کے عنوان پر مکرر انتخاب عمل میں لایا گیا تھا، پھر حضرت صحوی شاہ صاحبؒ کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج مولانا غوثوی شاہ صاحب کی نگرانی میں کتاب ہذا "طیباتِ غوثی" کی چوتھی اور پانچویں اشاعت اور اب اس کی چھٹی اشاعت بھی ویسے ہی اضافات جدید کو من و عن رکھا گیا ہے۔

(ادارہ)

اضافاتِ جدید



کیا کہوں خود کو کہ میں اپنے میں کیا کیا ہوگیا
خود تماشائی بنا خود ہی تماشا ہوگیا

خود میں خود کو دیکھتا ہوں خود کا خود ہوں آئینہ
آپ میں بندہ بنا اور آپ مولا ہوگیا

سب میری شانیں ہیں میرے روپ میرے ظہور میں
ہر تعیّن میں نرالا رنگ میرا ہوگیا

وہ ہیولہ ہوں کہ مجھ سے ہے جہاں کی سب نمود
جو نہ تھا کچھ بھی وہ سب مجھے ہُویدا ہوگیا

باوجود اس کے میں ہی سب ہوں اور سب ہوں مگر
میری یہ بے پردگی خود ایک پردہ ہوگیا

خود کو ہر ہر شان میں ٹھہرایا میں نے ہی الگ
خود ہی پھر کثرت میں وحدت کا معمّا ہوگیا

شکل نامحرم کہیں کرتا ہوں خود پر اعتراض
صورت غوثی کہیں عرفان والا ہوگیا

★★★★★

بسملِ عشقِ محمدؐ



دل تڑپتا ہے بہت عرش نشیں آپ سے آپ
جلد ہاں نور کی دکھلادو جبیں آپ سے آپ

بسملِ عشقِ محمد ہوں تڑپنے دو مجھے
ان کو لائے گی تڑپ میری یہاں آپ سے آپ

کردیا ہے مجھے عشق نبوی نے مجنوں
ورنہ میں خود کوئی دیوانہ نہیں آپ سے آپ

چبھ گئی ہے کوئی سرِ مژگانِ محمد کی انی
دل میں ہوتی ہے کھٹک میرے کہیں آپ سے آپ

عرض ہو حال دلی سرد ہو درِ احمدؐ پر
اس طرح نکلے میری جان حزیں آپ سے آپ

حسرت و یاس و تمنا کا رہے ساتھ ہجوم
دل یہ جالی سے لپٹ جائے وہیں آپ سے آپ

اب تو غوثی کو دکھادو رخ پُرنور حضورؐ
دم لبوں پر ہے نکلنے کے قریں آپ سے آپ



نہ بنے ہم اپنے جلوہ کی تمنا میں
کرتے ہیں تماشے ہم ہر دم تئے دنیا میں

بے مثل ہے مجنوں ہے وہ لاکھ مگر واعظ
نقشہ مری صورت کا ہے صورت مولا میں

ہر جا نظر آئینگے اُس یار کے ہی جلوے
آجائے صفائی گر کچھ دیدہ بینا میں

ہم خود ہیں تماشہ گر اور خود ہی تماشہ ہیں
ہیں ہم ہی تماشہ میں اور اہل تماشہ میں
پوچھو نہ جہاں والو کچھ میری حقیقت کو
میں سنگ میں رہتا ہوں میں ہی دُرِ یکتا میں
دیکھو تو ہے دریا میں دریا سے جدا قطرہ
خود کو نہ دکھاتا تو دریا تھا یہ دریا میں
صدقے سے محمدؐ کے آگے ہیں دو عالم کے
اب رہتے ہیں ہم طوقیؔ اک ھُو کے تجلا میں

★★★★★

استرداد آشنا



میں وہ بیچوں ہوں بیچونی سے باچوں بن کے آیا ہوں
میں ہی ہوں دونوں عالم میں میں ہی پھر سب سے بالا ہوں
میں ہی ہوں لامکاں اور لامکاں کا میں مکیں خود ہوں
میں ہی سب ہوں میں ہی میں ہوں میں ہی سب کو بنایا ہوں
ہر اک ذرہ ہر اک عالم تجلی ہے مرے رخ کی
میں جاں ہوں میں ہی صورت ہوں میں ہی تن میں ہی سایہ ہوں
مری ہی ذات بے چوں ہے میں ہی ہوں اول و آخر
میں ہوں خود ظاہرا سب میں میں ہی خود کو چھپایا ہوں
میں ہی ہوں لطف میں ہی قہر میں ہی دوزخ و جنت
میں ہی ہوں رنج اور راحت میں ہی سب کو بنایا ہوں
ہے شان لم یلد اور شان لم یولد یہ سب میری
میں ہی وحدت ہوں خود پھر خود میں کثرت کو دکھایا ہوں
میں خود کو جانتا ہوں خود ہے پردہ میرے پردوں کو
مرے اپنے پرائے میں میں ہی اپنا پرایا ہوں
ہوئی خواہش جو پیدا مجھ سے مجھ کو اپنے جلوہ کی

جمال اپنا مفصل دیکھنے دنیا میں آیا ہوں
نہیں ناقص جنم بدلوں تجلی مکرر سے
نئے جلوے میں ہوں ہر دم نئی صورت میں آیا ہوں
بروز اپنا کبھی کرتا ہوں جوں جبریل اور الیاس
میں قادر ہوں بہرصورت ہر اک عالم پہ چھایا ہوں
حقیقت کو نہ پوچھو میری واں حیرت ہی حیرت ہے
بس اتنا بھی سمجھ رکھو تمہیں جتنا بتایا ہوں
کہیں بندہ ہوں میں غوثیؔ کہیں مولا ہوں میں غوثیؔ
میں ہی بے مثل و مثل اپنا میں ہی پھر سب میں یکتا ہوں

●○●○●○●

یچوں (بے مثل) استرداد (لوٹانا واپس کرنا) بروز یعنی ظاہر ہونا باہر نکلنا شغل انا "شغل انا" سے مراد حق تعالیٰ کی میں کو اپنانا برتنا ہے جیسے سورج آئینہ میں جوں کا توں دکھائی دیتا ہے یعنی آئینہ سورج نما ہے سورج نہیں اسی طرح عارف بھی حق نما ہے حق نہیں۔

★★★★★

شغلِ اَنَا

○

خدائی میں نہیں مجھ سا کوئی وہ خود نما میں ہوں
خود آئینہ ہوں خود موجود ہوں گویا خدا ہوں
کہیں کافر ہوں میں انکار کرتا ہوں کہیں اپنا
کہیں مسلم ہوں میں اسلام لاتا بَرملا میں ہوں
کہیں عابد ہوں کرتا ہوں عبادت آپ اپنی میں
کہیں معبود ہوں کہتا ہوا اِنّی اَنَا میں ہوں
کہیں میں عین ہوں اپنا ، کہیں میں غیر ہوں اپنا

کہیں عین خدا میں ہوں کہیں بندہ نما میں ہوں
خدا بندہ نما میں ہی ہوں بندہ حق نما میں ہوں
میں اپنی صورت و بے صورتی میں دائما میں ہوں
کہیں ہوں برہمن کرتا ہوں درشن اپنے مندر میں
کہیں خود بنکے بت کرتا برہمن پر دیا میں ہوں
کہیں میں خلق کا خالق ہوں غیر خلق ہوں بالکل
کہیں اس خلق میں پھر عین ذات ابتدا میں ہوں
نہیں وہ غیر کہتے ہیں جو مجھ کو کافر و ملحد
میں ہوں ان سب میں ساری کھیل سارے کھیلتا میں ہوں
یہ میں میں ہے جو عالم میں وہ میں میں میری ساری ہے
مگر باایں ہمہ میں میں میں اپنا نما میں ہوں
محمد ہوں کہیں میں شیخ اکبر ہوں کہیں غوثی
عجب پھر ہر تعین میں تعین سے جدا میں ہوں



جگر میں سوز ہے دل میں جلن ہے آگ بھڑکی ہے
بہلتی ہی نہیں اپنی طبیعت جز محمد کے
یہ دولت بڑھکے ہے دونوں جہاں کے مال و دولت سے
کسی پہلو نہیں آرام اب تو ہجر احمد میں
ترستی ہیں بہت آنکھیں تڑپتا دل ہے پہلو
کھینچا ہے میری آنکھوں میں مرے سرکار کا نقشہ
فقیر بے سر و ساماں ہوں جلدی لو خبر شاہا
فرشتے جن و انساں ہاتھ اٹھا کر آج کہتے ہیں

نبی کے ہجر میں مضطر ہے جاں بیکل بہت ہی ہے
تڑپ رہتی ہے دن بھر بیکلی میں رات کٹتی ہے
فقیری عشق میں احمد کے سچ پوچھو تو شاہی ہے
بہت ہی بیکلی میں زندگی میری گزرتی ہے
اور اسکے ساتھ ہی بے چین جاں بھی ہے جگر بھی ہے
نظر میں میری ہر صورت جلوہ آگاہی ہے
بہت ہی اب مرے سرکار حالت میری بگڑی ہے
خدا بخشے نبی کے عشق میں غوثی نے جاں دی ہے

★★★★★

یا محمد مجھے فرقت میں الم ہوتا ہے — دل اچھلتا ہے کہیں ہونٹوں پہ دم ہوتا ہے
دل کا رونا یہ تسلی سے نہ کم ہوتا ہے — نہ محل رحمت عالم کا کرم ہوتا ہے
چشم و دل حسرت وارماں کو بچھاتا ہوں وہاں — یانبی آپ کا جس جائے قدم ہوتا ہے
دل تڑپتا ہے بہت اب تو گلے رل رل کر — یا نبی مجھکو یہ بیمار کا غم ہوتا ہے
طوف دل کرتا ہے اور آنکھیں فدا ہوتی ہیں — نقشہ روئے مدینہ جو حرم ہوتا ہے
شہ کی نظروں میں رہا کرتے ہیں جاں کرکے فدا — اب تو سرکار کا غوثیؔ پہ کرم ہوتا ہے

★★★★★

خدائی مصطفائی

خدائی دیکھتے ہیں ہم تو ساری مصطفائی ہے — خدائی مصطفائی، مصطفائی یہ خدائی ہے
محمد کی ثنا خوانی ہیں یہ ساری خدائی ہے — خدا رکھے خدائی فی الحقیقت مصطفائی ہے
تمہارے اس رخ روشن پہ میں سو جان سے قرباں — تمہاری شکل میں احمد کی شکل پائی ہے
چل اب تو اے دل مضطر تجھے ہم لیکے چلتے ہیں — کہ اس دربار عالی میں ہماری اب رسائی ہے
گنہگار و غریب و ناتواں ہیں پر تمہارے ہیں — بچا لیجئے کہ حق سے تم سے اچھی آشنائی ہے
مجھے غم تنگدستی کا نہیں مداح احمد ہوں — مری یہ بینوائی در حقیقت بانوائی ہے
صدا دیتے ہیں یہ در پر تمہارے عاشق شیدا — کرم ہوجائے مولا کا تو اب مشکلکشائی ہے
مجھے اب دونوں عالم سے نہیں ہے اک ذرا پروا — رسول اللہ کی صورت مرے دم میں سمائی ہے
سنادو چل کے طیبہ میں رسول اللہ کو غوثیؔ — غزل یہ نعتیہ مدحت میں تم نے جو بنائی ہے

★★★★★

اَلَستُ بِرَبِّکُمْ (فرمانِ خدا)

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں

حضرت مصنف حضرت غوثی شاہؒ کے والد حضرت حاجی عبدالکریمؒ شاہ کریمی اللہ شاہؒ کا نام جو آپکے پہلے شیخ طریقت میں



دکھا کے اس نے جمال اپنا قرار سب میرا لے لیا ہے
سکون دم کو، نہ چین دل کو، عجیب بے کل بنادیا ہے

لڑی نظر جبکہ اس سے میری رہی خودی پھر ذرا نہ میری
یہ عشق کمبخت کا بھلا ہو کہیں کا مجھ کو نہیں رکھا ہے

فنا ہے کیا شے سمجھ لے اس کو بقا ہے کیا چیز پالے اس کو
اگر سمجھ کچھ خدا نے دی ہے فنا بقا ہے بقا فنا ہے

تلاش اُس کی ہے عرش پر کیوں دھرا ہے کیا لامکاں کے اندر
نظر میں پیدا جو ہو صفائی تو دیکھ لے ہر جگہ خدا ہے

جو کچھ ہے اس کا وہ سب ہے میرا جو کچھ ہے میرا وہ سب ہے اس کا
جو وہ ہے میں ہوں جو میں ہوں وہ ہے نہ میں الگ ہوں نہ وہ جدا ہے

میں نور ہوں عرش و لامکاں میں ظہور ہوں میں یہ سب جہاں میں
خدا میں مجھ میں نہیں جدائی خدا کا میں ہوں مرا خدا ہے

کہ اَلَستُ بِرَبِّکُمْ کا بَلیٰ دیا تھا جواب تم نے
اب اس کو بھولا تے نہیں تم جان دالویہ کیا ہوا ہے

میں صدقے اُس مظہر خدا کے ہے نام عبدالکریم جس کا
ذرا توجہ میں اُس نے غوثی خدا کا جلوہ دکھا دیا ہے

★★★★★

سیرِ حق۔ محوِ عبادت



حقیقت ہے جو بندہ کی وہی مولا کی صورت ہے
حقیقت میں جو پوچھو تو نہ صورت ہے نہ مورت ہے

خدا بندہ نہیں ہر گز نہیں بندہ خدا ہرگز
یہ مانا اک جہت سے اُن کی گرچہ یک حقیقت ہے

حقیقت میں جو پوچھو تو نہیں مغضوب کوئی بھی
تعین میں مگر مغضوب اور مرحوم رحمت ہے

حقیقت ایک ہے دیر و حرم شیخ و برہمن کی
مگر اظہار میں دیکھو جدا ہر اِک کی حالت ہے

عبادتِ غیر کیوں ٹھہرے جو غیر اللہ نہیں کوئی
یہ خود شانِ خدا وندی ہے جو آن عبادت ہے

نہ ٹھہرا غیر ہی جب پھر کہاں میں کی ہو غیریت
مگر جب میں یہ عنصکی ہے تو آثاری عبادت ہے

تعین عبدیت کا واقعی ہے اُٹھ نہیں سکتا
شیون ذات کی ظاہر میں خود ہی عبد صورت ہے

تعین عبد کا ممکن ہے ازروئے شہود اٹھے
یہ نفس الامر میں اٹھنا تو ناممکن حکایت ہے

بھلا کوئی ہے کیا شے جو بنے بندہ وہی وہ ہے
وہی غوثی ہے شکلِ عبد میں محوِ عبادت ہے

شیون (عیب، برائی) نفس الامر (واقعی، حقیقت میں) کلام فارسی

کلامِ فارسی

○

چوں بشب زلفِ پریشانِ توام یاد آمد
دل گرفتارِ الم گشت وبہ فریاد آمد

دید زاہد چو جمال رخ گل روے ترا
زہد و تسبیح و مصلّٰے ہمہ برباد آمد

شد ز بتخانہ و بت گبرو برہمن بیزار
دلبر ما چو بہاں حسن خداداد آمد

ز آتش ہجر تو جان ودل من سوختہ شد
رحم کن اے بت کافر کہ چہ بیدا و آمد

خوف دوزخ نہ بدل وخواہش جنت دارد
واعظا بندہ عشق از ہمہ آزاد آمد

بلبل وگل ہمہ بیدام بگشتند اسیر
سوے گلشن چو دگر صورت صیّاد آمد

ساقیا گرمیٔ صافی است بدہ غوثیؔ را
یار مستانہ من ہمچو پریزاد آمد

○

یار ما در خانہ ما میہمانم دوش بود
محو حسنش جان و دل چشم و زبان دگوش بود

جان و دل ہر دور بود آن دلربا بایک نگاہ
ہوش زمن رفت چوں جان و دلم بیہوش بود

از شراب عشق اے ساقی بدہ جام طہور
بردر میخانہ بردم شور ہر مے نوش بود

واے بدبختی کہ شد در عین شادی غم بپا
آمد آواز اذان و یار درِ آغوش بود

بود نام یار غوثیؔ بر زبانم دمبدم
در دل دیوانہ ام چوں عشق او پر جوش بود

○

در رہ عشق عجب و بلا می بینم
رخ سبر جا کہ نہم حشر بپا می بینم

بادہ نوشی چو کنم برسر میخانہ عشق
جلوہ گر نور خدا را بہ خدا می بینم

ہر سحرگاہ کنم جان و دلم را قرباں
چوں رخ روشن او جلوہ نما می بینم

بوئے محبوب ز نزد تو بیاید بے حد
ہر سحر گہ کہ ترا باد صبا می بینم

آتش ہجر چناں سوخت دل و جان من
عالم طور دریں جلوئے بجا می بینم

اے مہ حسن بتاں ایں ہمہ بتہائے جہاں
ہم چو پروانہ بروئے تو فدا می بینم

روئے محبوب بود درد و جہاں پیش نظر — لہٰذا وقت دعا از تو عطا می بینم
چون مئے عشق بنوشم بخدا اے طوفیؔ — مستی و ہوش رُبا ہیں کہ جیا می بینم

آمد: (آیا) بود: (تھا) می بینم: (میں دیکھا)

مُسَدَّس اُردو

O

جوش دل میں ہے ادب پاس ہے غش طاری ہے
جبرئیل آپ ہٹو اب کہ مری باری ہے
میری فریاد ہے کچھ شکوہ نہیں زاری ہے
چوٹ سی ایک دل لگی دل پہ مرے کاری ہے

خیر آرام سے سرکار اگر سوتے ہیں
ہم بھی آہستہ ہی کچھ دُور کھڑے روتے ہیں

خوف یہ بھی ہے کہیں آنکھ نہ کھولیں سرکار
خواب میں ہی ہیں تو کچھ چین سے سو لیں سرکار
بیکلی کہتی ہے کچھ مجھ سے تو بولیں سرکار
لیٹے لیٹے ہی ذرا منہ سے تو بولیں سرکار

اپنے منہ سے جو ذرا کھینچ کے چادر رکھیں
اس بہانہ سے ہم اُن کا رُخِ انور دیکھیں

لوٹ جاؤں اگر اس شکل سے چہرہ دیکھوں
دل تصدق کروں قدموں پہ جو جلوہ دیکھوں
وار کر جان و جگر نور خدا کا دیکھوں
کچھ خدائی کے تماشوں کا تماشہ دیکھوں

بندہ پرور پہ فدا ہووے جو یہ بندہ و
پھر تو دیکھا ہی کریں لوگ بھی حیراں ہو کر

مسدس: (وہ اشعار جن کے ہر بند میں چھ مصرعہ ہوتے ہیں

اس طرح دیکھنے والوں پہ تو چھا جائے حیرت
اور میں مست رہوں پیکے شراب وحدت
مستیء عشق نبی میں ہو مزے کی حالت
سب ہوں مدہوش ، ہو سرکار سے مجھے خلوت

دہنِ پاک سے احوال جو پوچھیں مجھ سے
رکھ کے سر قدموں پہ بندہ وہیں یہ عرض کرے

میرے مولا ترا جس دم کہ خیال آتا ہے
بس کلیجے کو مسوسے کوئی رہ جاتا ہے
دل جدائی میں تری سینکڑوں دکھ پاتا ہے
ایسا جینا ترے غوثی کو نہیں بھاتا ہے

ہر زماں جاں تبو قربان شہنشاہِ زمن
گہ بہ گہ بہ تنِ خستہ تکاہے افگن

میرے مولا تیری امت کی ہے حالت بگڑی
اختلاف اس میں پڑا ہے لے خبر اب جلدی
سن خدا کے لیے فریاد مری اور زاری
تجھ پہ قربان ہے شاہا ترا خادم غوثی

یا نبی کشتیء امت بکف ہمت تست
اندریں ورطہ غم صدمہء طوفاں مددے

شاہِ ولایت

مری کیوں مشکلیں ہر طرح کی آساں نہ ہوں غوثیؔ
لیا کرتا ہوں نام حیدرِ کرار پہلے سے

چرچا ہے جہاں میں سحر و شام علیؑ کا
ہے چرخ چہارم سے سوا بام علیؑ کا

سب مشکلیں وا کرتے ہیں یہ دست خدا ہیں
بس عقدہ کشائی ہے فقط کام علیؑ کا

نظارہ ہوا ہے جو مجھے خواب میں شب کو
آنکھوں میں ہے اب تک رخِ گلفام علیؑ کا

ہوجاتی ہے حل سینکڑوں کی مشکلیں اپنی
لیتا ہوں جو مشکل میں کبھی نام علیؑ کا

کیا میری حقیقت ہے کروں عشق کا دعویٰ
غوثیؔ ہوں میں اک بندہ بے دام علیؑ کا

شانِ محبوب خدا ہے بخدا شانِ حسینؑ
نور رب ہے یہ رخِ جلوہ فروزانِ حسینؑ

کھٹکا محشر کا نہ دوزخ کا ہمیں ڈر کچھ بھی
واعظا بس نہ ڈرا ہم ہیں غلامانِ حسینؑ

داغ کھائے نہ اٹھائے کبھی منہ غیرت سے
دیکھ لے خلد اگر لالہ بستانِ حسینؑ

یاالٰہی یہ دعا تجھ سے ہے روزِ محشر
لب پہ ہو نام نبی ہاتھ میں دامانِ حسینؑ

میں ہوں بوبکرؓ و عمرؓ و حیدرؓ و عثمانؓ کا غلام
غوثیؔ مداحِ محمدؐ ہوں ثنا خوانِ حسینؑ

★★★★★

یا عبدالقادر جیلانیؓ



تم مظہرِ حق ہو ، حق کے ولی یا عبدالقادر جیلانیؒ
محبوبِ خداؐ دلبند نبی یا عبدالقادر جیلانی

دنیا کے الم نے گھیرا ہے ، دن رات مجھے غم رہتا ہے
کس سے میں کہوں یہ دردِ دل یا عبدالقادر جیلانیؒ ٭

تم قطب جہاں ہو قطبِ عجم قرباں تم پر جان سے ہم
ہے تمہارے سوا نہ ہمارا یا عبدالقادر جیلانی ٭

ہے روز کی آفت مجھ پہ نئی ، ہر شام مصیبت ہے دونی
آفت میں پڑی ہے جان مری یا عبدالقادر جیلانی ٭

تم شاہ شہاں ، سلطان عجم ، غوثیؔ ہے تمہارا اک خادم
رکھو لاج دوعالم میں میری یا عبدالقادر جیلانی ٭

★★★★★

(مصنف کتاب ہذا حضرت سیدی غوثیؔ شاہ نے ۱۸ ۔ ۱۹ سال کی عمر میں یہ منقبت لکھی)

دلبند : (پیارا)

تقدیسِ شعر کا ایک ورق

مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہؒ



میں عاشقِ احمد ہوں مجنوں ہوں نہ سودائی
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی

دل دردِ محبّت سے بھرپور ہے یوں جیسے
اِک موج کے دبتے ہی اِک اور ابھر آئی

عالم وہ تصوّر کا یوں دل میں جمایا ہے
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی

وہ ہونگے جہاں ہوگی اک انجمن آرائی
ہم ہونگے جہاں ہوگی تنہائی ہی تنہائی

کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہ بن آئی
کیا خوف ہو ذِلّت کا اور کیا غمِ رسوائی

وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رُخسارِ محمد سے ہر شے نے ضیا پائی

اک نور کا عالم ہے جس سمت جدھر دیکھو
تنویرِ محمدؐ سے ذرّوں نے رجلا پائی

دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم ہے غمِ جاناں ہے اور گوشۂ تنہائی

یہ حبِ محمد سے گستاخی ہے لئے صحوی
کیوں سینۂ سوزاں سے اک آہ نکل آئی

★★★★★

تقدیس شعر کا ایک اور ورق

سلام بحضور خیر الانامؐ

یہ سلام بہ امتیاز معنویت حقائق نعت پر مبنی ہے۔ جو بحمد اللہ اب مقبول عام ہو چکا ہے۔



بشیراً نذیرا سلامٌ علیکم سراجاً منیرا سلامٌ علیکم
اندھیروں کو غفلت کے اِک نور بخشا ڈرایا ہنسایا سلامٌ علیکم
ازل سے ہی اِس در سے وابستگی ہے غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے تجلی مولا سلامٌ علیکم
جسے تم نے چاہا اسے حق نے چاہا او رحمت سراپا سلامٌ علیکم
تمہارے تبسم کا پرتو یہ جنت نگر مدینہ سلامٌ علیکم
گلستان عالم میں نکہت بھی تم سے بہار تمنا سلامٌ علیکم
نگاہوں کا نور اور روحوں کی راحت دلوں کا دلارا سلامٌ علیکم
وہ تم ہی تھے سو شان سے آگئے جو نوید مسیحا سلامٌ علیکم
تمہارے ہی نقش قدم کی تجلی یہ دنیا و عقبیٰ سلامٌ علیکم
ان عارض پہ قربان ہوں چاند سورج تم حسن کا اجالا سلامٌ علیکم
تمہاری ہی زلفوں کی چھاؤں گھٹائیں وہ لب برق آسا سلامٌ علیکم
بس اب چوم لوں بڑھ کے دہلیز در کی یہی ہے تمنا سلامٌ علیکم
حضوری میں سر ہے چلا آئے صوفی اگر ہو بلاوا سلامٌ علیکم

★★★★★

تطہیرِ غزل

عارفانہ سوز و گداز کے ساتھ حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ کا دوسرا نعتیہ کلام تصوف و توحید کا مذاق معیاری، اس کتاب کا ایک ورق بطور نمونہ برائے استفاضہ پیش ہے۔

نغمۂ اُلوہیت



زباں سے لب سے عیاں لا الٰہ الا اللہ
نظر میں دل میں نہاں لا الٰہ الا اللہ
ہر ایک شے سے عیاں لا الٰہ الا اللہ
ہر ایک شے میں نہاں لا الٰہ الا اللہ
وجودِ کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ
نمود و بودِ جہاں لا الٰہ الا اللہ
نسیم باغ رجاں لا الٰہ الا اللہ
بہارِ جنّت جاں لا الٰہ الا اللہ
سبُوئے پیر مغاں لا الٰہ الا اللہ
خمار دیدہ جاں لا الٰہ الا اللہ
سُلوکِ خلوتیاں لا الٰہ الا اللہ
سُرورِ جلوتیاں لا الٰہ الا اللہ
چراغ راہرواں لا الٰہ الا اللہ
مسیح و خضر نشاں لا الٰہ الا اللہ
عجیب رمزِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
ورائے طرز بیاں لا الٰہ الا اللہ
گئی ہے صحوی کی جاں لا الٰہ الا اللہ
ہُوا نہ کچھ بھی بیاں لا الٰہ الا اللہ

★★★★★

تطہیر غزل کا اور ورق

ادراک و شہود کی کیفیات کا حامل

(مصنف: حضرت مولانا صحوی شاہؒ)



میں جہاں پہنچ گیا ہوں نہ زمیں نہ آسماں ہے
مری حد و انتہا کیا مجھے لامکاں مکاں ہے

مری مستیاں نہ پوچھے کوئی آکے مجھ کو دیکھے
مرے دل میں کیا نہاں ہے مرے لب سے کیا عیاں ہے

ترے رہروانِ منزل، ہیں وہ سب ہی مست و بیخود
کہ یہاں نہ راہبر ہے نہ جرس نہ کارواں ہے

تو ہی تن پہ چھارہا ہے، تو ہی من میں چھپ گیا ہے
تجھے بھول بھی سکوں میں یہ خیال ہے گماں ہے

تری عنایتیں ہیں یہ ترے کرم کا حاصل
تجھے پارہا ہوں جب سے مجھے ہوش ہی کہاں ہے

تو نظر کی روشنی ہے، تو ہی دل کی چاندنی ہے
ترے پرتو تبسم سے بہار گلفشاں ہے

کبھی بے حجاب ہوکر کبھی خود حجاب بن کر
تو ہی جلوہ کررہا ہے کبھی یاں کبھی وہاں ہے

یہ نفس کی آمد و شد، ہے خرام ناز تیرا
تو ہی بوستانِ ہستی ہے تو ہی مشام جاں ہے

غرض ایک تو ہی تو ہے جو نہیں سو تیرا صحوی
تری ذات ہی سے اِس کی یہ نمود و بود جاں ہے

★★★★★

گلکدہ خیال کا ایک ورق

محبوب نازنیاں صلی اللہ علیہ وسلم

از: مولانا غوثوی شاہ

○

سلطانِ تاجداراں — شہہِ شہانِ خوباں
نازِ ہمہ حسیناں — دلدارِ — دلربایاں

تجھ سے بہارِ عالم — دل بندِ صد گلستاں
تو ہی حیاتِ عالم — اے جان جملہ جاناں

سرتاجِ ماہ رویاں — سر خیل — جنگجویاں
سرتاج کج کلاہاں — محبوبِ — نازنیناں

اے صدر بزم امکاں — اے میر محفلِ جاں
تقدیر جملہ اکواں — اے بخت خوش نصیباں

فردوس چشم بینا — اے پیک صد گلستاں
اے مالک غوثویا — اے وجہ دین و ایماں

پیک (پیامبر)۔ کج کلا (معشوق)۔ اکواں (جملہ موجودات)
بخت (قسمت)۔ دلبند (پیارا) ۔ سر خیل (سردار ، امیر)
جنگجویاں (حق کی راہ میں لڑنے والے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نُورٌ علیٰ نُور

نَحنُ الَّذِینَ بایعُوا مُحمّدًا عَلیٰ الاِسلام مابَقِینا ابداً

تسلسلِ جانشینی

سراجُ الصّادِقِینَ الحاج حضرت سیّد سلطان محمود اللہ شاہ حسینیؒ

جانشین اُو شمسِ العارفین الحاج حضرت سید کمال اللہ شاہ المعروف مچھلی والے شاہؒ

جانشین اُو کنز العرفانِ الحاج حضرت سیّدی پیر غوثی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

جانشن اُو بحر العرفان پیر محقیق انبہہ الحاج حضرت سیّدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ

جانشین اُو کنز الحقائق نبہہ الحاج حضرت سیّدی مولانا الحاج غوثوی شاہ صاحب مدظلہ عالی

وسجادہ نشین

سِلسلہ ءِ عالیہ غوثویہ صحویہ ءِ وغوثیہ ءِ کمالیہ (حیدر آباد)

مرکز المراکز صحویہ غوثیہ کمالیہ کے بزرگوں کے اعراس کی تاریخیں

حضرت سیّد سلطان محمود اللہ شاہ حسینیؒ اور حضرت سیّدی مچھلی والے شاہ اور حضرت سیّدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ یہ تین بزرگوں کا عرس شریف ۲۹ / ربیع الثانی کو اور حضرت سیّدی صحوی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا عرس شریف ۱۸ / جمادی الثانی اور حضرت سیدی پیر غوثی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس ۴ / شوال کو حیدر آباد میں مسجد کریم اللہ شاہ افضل گنج بیگم بازار میں بہت ہی شان و شوکت کے ساتھ بغیر رسم ورواج کے منایا جاتا ہے اور عرس میں شرکت کرنے والے دین و دُنیا کی دولت اور روحانی فیض سے مالامال ہو کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام اہلِ سلسلہ کو ہر سال یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین بحق طاہا و یاسین صلے اللہ علیہ وسلم

کنز العرفان حضرت سیدی غوثی شاہ علیہ الرحمہ کے نبیرہ

الحاج حضرت مولانا غوثوی شاہ کا تعارف

حضرت مولانا سیدی صحوی شاہ علیہ الرحمہ کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج مولانا غوثوی شاہ صاحب بھی اپنے دادا کے نقش قدم پر 25 سال کی عمر ہی سے مسلسل آج تک 21 سال سے منصب رشد و ہدایت پر فائز ہیں اور شریعت و طریقت کی جامعیت کے ساتھ اپنے آباواجداد کی شمع ہدایت کو روشن و برقرار رکھے ہوئے ہیں اور بہت ہی کم عرصہ میں آپ بھی عالمگیر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ عالمی امن اور ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارگی کے فروغ کے لئے آپ نے 1987 ء میں نمائش گراؤنڈ پر "عالمی مذاہب کانفرنس" کا انعقاد عمل میں لایا اور پھر قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے مکہ مسجد میں "قرآن و حدیث کانفرنس" کا انعقاد عمل میں لایا اور "عالمی مسلم کانفرنس" "آل انڈیا مسلم کانفرنس" کا انعقاد قلی قطب شاہ اسٹیڈیم میں عمل میں لایا اور آئمہ اربعہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ، حضرت سیدنا امام مالکؒ، حضرت سیدنا امام شافعیؒ اور حضرت سیدنا امام حنبل بن احمدؒ کے فقہ (قانون شریعت) کی ضرورت اور اہمیت کو فروغ دینے اور عوام کو ان سے واقفیت کرانے کے لئے اُردو گھر مغلپورہ میں "فقہ کانفرنس" کا انعقاد عمل میں لایا اور پھر قادیانوں کے خلاف "ختم نبوت کانفرنس" کا خلوت میدان میں عظیم الشان انعقاد عمل میں لاکر علماء جامعہ نظامیہ اور اپنے اہلِ سلسلہ اور خود اپنے خطاب سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور خاتم النبیںؐ ہیں اور اس موضوع پر آپ نے ایک کتاب "خاتم النبیینؐ" تصنیف فرما کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم بھی کروایا۔ مولانا غوثوی شاہ دلی دُوردرشن اور حیدرآباد دُوردرشن سے کئی مرتبہ مختلف عنوانات کے تحت مخاطب کر چکے ہیں اور کئی بار آل انڈیا ریڈیو سے بھی آپ کی تقاریر نشر ہو چکی ہیں اور آپ کے بیانات تلگو، انگریزی اور زیادہ اُردو اخبارات میں "(۱۰۰) سو سونار کی ایک لوہار کی" حیثیت سے مقبول عام و خاص پڑھے جاتے ہیں آپ کی مقبولیت نہ صرف مسلمانوں کے ہر طبقہ میں ہے بلکہ اُصول پسند و حق کو واعظ کے ہندو بھائیوں اور سکھوں میں بھی آپ کو مقبولیت حاصل ہے۔ اور آپ اس کم عمری میں 40 کتابوں کو تصنیف کر چکے ہیں اور کئی مذہبی معاملات پر رسائل پوسٹرس لکھ چکے ہیں اور ہندوستان کی اکثر مساجد میں آپ کے جوازِ فاتحہ اور عید میلادالنبیؐ کے جواز میں پوسٹرس فریم کئے ہوئے ہیں آپ کو شاعری بھی ورثے میں ملی ہے آپ کی شاعری میں ایک نیا انداز پایا جاتا ہے آپ کے مجموعہ کلام "گلدستہ خیال" اور حضرت امام حسینؓ پر لکھی گئی کتاب "حسنِ حسینؓ" کا تبصرہ بہت ہی اچھے انداز میں "روزنامہ سیاست" میں شائع ہو چکا ہے آپ کی کتابوں میں چند مشہور تصانیف یہ ہیں ★ رسولِ جہاں ★ عظمت مدینہ ★ میزانِ طریقت ★ تنزلات ستہ ★ اسرار الوجود ★ کتاب سلوک ★ کتاب الحدیث (مختصر) ★ فضائل کلمہ طیبہ ★ فیوضات کمالؒ ★ تذکرہ ابو حنیفہؒ، تذکرہ نعمانؒ ★ تذکرہ حضرت شیخ اکبرؒ ★ توصیف کمالؒ ★ تعلیمات صحویہؒ ★ حج و زیارات مدینہ پر سیر حاصل کتاب حج گائیڈ بنام دیارین ★ تاریخ صوفی ★ خزائن درود ★ نیرنگ حدیث (حدیث چارٹ) مخصوص اہلِ سلسلہ کے لئے "حقیقت محمدیؐ" اور عمل عملیات پر لکھی گئی کتاب تاج الوظائف ★ جوہر سلیمانی ★ تسبیحات غوثوی ★ دُعائے عرش العرش ★ آیات برکات ★ حضرت سیدنا امام حسینؓ کی کتاب مرآۃ العارفین ★ کبریت احمر کا ترجمہ اور "عقائد اہلِ سنت" پر کتاب زیادہ شہرت حاصل کر چکی ہے اس کے علاوہ قرآنی معلومات اور تاریخ قرآن سے متعلق ایک جامع کتاب "مخزن القرآن" آپ نے تصنیف فرما کر قرآن پر کام کرنے والوں میں اپنا نام سر فہرست کر لیا ہے آئندہ آنے والی نسلیں مولانا غوثوی شاہ کو یقیناً اس عظیم قرآنی انسائیکلوپیڈیا کے کام کے لئے ضرور یاد رکھے گی چنانچہ سعودی عرب کے رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل نے آپ کی اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے پرسنل خط کے ذریعہ مُبارکباد دی ہے۔ آپ کے مُریدوں و خلفاء کا تعلق بھی بڑے بڑے نامور لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اہمیت مرکز

جسے جانشین سے بس انکار ہے   خُدا کی محض اُس پہ پھٹکار ہے
جو مسند نشین ہی کو سمجھا نہیں   اسے اور تعلیم درکار ہے

یہ پیران کامل ہیں نائب رسولؐ   جو جھٹلایا اُن کو گنہگار ہے
جو توہین بعیت میں سبقت کیا   تو سمجھو غلط اس کا پندار ہے

بغاوت مرکز سے جو بھی کیا   منافق ہے وہ اور مکار ہے
جو مرکز کی خدمت کا قائل نہیں   تو بیشک برا اُسکا کردار ہے

جو تعظیم مرکز کا عادی نہیں   وہ نسبت سے خالی ہے نادار ہے
جو مرکز سے دل میں کدورت رکھے   وہ باطل کا بندہ ہے عیار ہے

رسولؐ خدا اُس سے ناراض ہیں   خُدا اُس سے لاریب بیزار ہے
ازل سے علیمی کا حامی خدا   وہ مرکز کا ہر دم وفادار ہے

از مولانا شاہ غوث محی الدن علیمی شاہ
خلیفہ حضرت پیر صحوی شاہ صاحبؒ

مرکز سے دُوری

خُدا کا قُرب ، رسولؐ سے دوری   یہ منافقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
محمدؐ سے قرب حُسینؑ سے دوری   یہ ضلالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
غوثیؒ سے قرب غوثوی سے دوری   یہ بغاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یاجوج ماجوج کا یوں چھاجانا   قربِ قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مبین اپنے مرکز پر جان دینا
یہ شرافت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

حضرت علامہ اقبالؒ کی روشنی میں چند فی البدیہہ اشعار جس میں اصلاح کی ضرورت ہے اہلِ سلسلہ کیلئے دعوت فکر



☆جام بہ جام☆ اسرار توحید☆خرمن کمال☆کلمات کمالیہ☆رباعیات ابوالخیر مخزومی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆کلمۂ طیبہ ☆ مقصد بیعت ☆ نور النور ☆ معیت الہٰ (تصوف)
☆طیبات غوثی (منظومات)☆ مواعظ غوثی

حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆سیر عبدیت (واقعہ معراج)☆ نذر مدینہ (نعتیں) ☆ کتاب مبین (پارہ اول پارہ دوم)
☆تشریحی ترجمہ قرآن – الم تا والناس (منظوم ترجمہ قرآن)
☆گیارہ مجالس ☆ تقدیس شعر معہ اضافات ☆ تطہیر غزل (مجموعہ کلام)
☆اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)
☆سلسلۃ النور (شجرہ بیعت)☆ بدعت حسنہ ☆رد منافقت

حضرت مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف

☆میزان طریقت☆رسول جہاںؐ ☆ اسرار الوجود ☆ تذکرہ نعمانؒ
☆تاریخ صوفی ☆قرآن سے انٹرویو☆تاج الوظائف ☆ مراۃ العارفین
☆کبریت احمر ☆ جوہر سلیمانی☆ عظمت مدینہ ☆حج گائیڈ دیارین
☆کتاب سلوک ☆فیوضات کمال ☆تعلیمات صحویہ☆ عقائد اہل سنت
☆خاتم النبیینؐ ☆ تذکرہ شیخ اکبرؒ ☆ گلکدہ خیال ☆حسن حسین ☆قرآن گائیڈ وغیرہ۔

کنزالعرفان حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی شان میں

حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کا ۔۔۔۔۔۔)

توصیفی سلام

( )

قتیلِ خنجر صبر و رضا سلام علیک

شہید ابرو ناز و ادا سلام علیک

او تو کہ سینہ میں پنہاں تھا تیرے راز نہاں

او معینے الم نشرح لک سلام علیک

ترے ضمیر پہ، ہر آن تھا نزول کتاب

او رازدار رسولِؐ خدا سلام علیک

طلوع تجھ سے ہوئے، معرفت کے ماہ و نجوم

او مہرِ نور او شمس الضحیٰ سلام علیک

تجھ ہی سے کھلی گئی ظلمتوں کی تاریکی

مہ تمام او بدرالدجی سلام علیک

دیا ہے درس جو توحید اور تصوف کا

بھلایا جا نہ سکے گا سدا سلام علیک

نگاہِ صحوی تجھ ہی سے سکون پاتی ہے

نظر بھی آ کہ زمانہ ہوا سلام علیک

★★★★★

TAYYABATH-E-GHOUSI

By : HAZRATH GHOUSI SHAH (R.A.)

۹۲-۴۸۶

قرآن اور حدیث کی روشنی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اثباتِ علم غیب پر اور معترضین کے چند اہم اعتراضات کے تشفی بخش جوابات کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب کی مشہور تصنیف

(قیمت : -/50 روپے)

رَدِّ مُنافقت

Radd-e-Munafaqat *By : MOULANA SAHVI SHAH (RA)*

اور جوازِ فاتحہ ، میلاد ، یا محمدؐ ، یا غوث کہنا ، عُرس ، قوالی ، زیارت قبور ، بیعت ، توسل اور جوازِ زیارت قبور پر لکھی گئی حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ کی معرکۃ الارا تصنیف

(بار چہارم)

(قیمت : -/25 روپے)

بدعتِ حسنہ

Biddaath-e-Hasna

By : Moulana Sahvi Shah (RA)

تاریخِ قرآن معلومات قرآن و رموز آیاتِ قرآن اور اسمائے تفاسیر پر چالیس کتابوں کے مصنف مولانا غوثوی شاہ کی قرآن سے انٹرویو ، کے بعد اس صدی کا عظیم قرآنی کارنامہ

" قرآنی انسائیکلوپیڈیا " معہ تصاویر مقدسہ بنام

مَخزنُ القُرآن

Makhzan-ul-Quran *By : MOULANA GHOUSAVI SHAH*

معلومات قرآن کا خزانہ مفاہم قرآن سمیٹنے کا ذریعہ ، نادر اور کمیاب مقامات مقدسہ کی تصاویر نے اس کتاب کی اہمیت اور جمال میں اضافہ کردیا ہے ۔ خوبصورت ٹائٹل اور خوبصورت کمپیوٹر پرنٹنگ کے ساتھ 200 صفحات پر مشتمل قیمت صرف -/75 روپے

کتاب ملنے کے پتے : ☆ حیدرآباد میں حسامی بک ڈپو مچھلی کمان اور

اور بیت النور ، چنچلگوڑہ ، حیدرآباد پر بھی دستیاب ہے

Printers & Publishers :

• SHAH MUBASHIR AHMED SHAHED • SHAH FAZLUR RAHMAN KHALED
• KAREEMULLAH SHAH • IKRAMULLAH SHAH

IDARA-E-AL-NOOR, BAITH-UN-NOOR, Chanchalguda, Hyd. (A.P) INDIA.

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ (قرآن)
اسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔

TAYYABATH-E-GHOUSI तय्यबाते गौसि తయ్యబాతె గౌసి



طیباتِ غوثی

منظوم کلام

مصنفہ

کنز العرفان حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ